# SENATE OF PAKISTAN

## SENATE DEBATES

*Tuesday, June 06, 1995*

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

---

*Recitation from the Holy Quran*

---

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیا ء اللہ لا خوف علیهم ولاهم یحزنونO الذین امنوا
وکانو یتقونO لهم البشری فی الحیواة الدنیا و فی الاخرة لاتبدیل لکلمت
اللہ ذلک هوالفوز الظیمO ولا یخزنک قولهم ان العزة لله جمیعاً و هو
السمیع العلیمO الا ان لله من فی السموٰت ومن فی الارض وما یتبع
الذین یدعون من دون اللہ شرکاان یتبعون الا الظن وان هم الا یخرصون
O هوالذی جعل لکم الیللتسکنوافیه والنهار مبصراً ان فی ذلک لایت
لقوم لسیمعونO

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہے نہ کچھ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور
پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں
سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے اور تم ان کی باتوں کا غم نہ کرو بے شک عزت ساری اللہ کے لئے

# SENATE OF PAKISTAN

## SENATE DEBATES

*Tuesday, June 06, 1995*

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

---

*Recitation from the Holy Quran*

---

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیا ء اللہ لا خوف علیھم ولاھم یحزنون O الذین امنوا
وکانو یتقون O لھم البشری فی الحیواۃ الدنیا و فی الاخرۃ لاتبدیل لکلمت
اللہ ذلک ھوالفوز الظیم O ولا یحزنک قولھم ان العزۃ للہ جمیعاً و ھو
السمیع العلیم O الا ان للہ من فی السموٰت ومن فی الارض وما یتبع
الذین یدعون من دون اللہ شرکاان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون
O ھوالذی جعل لکم اللیللتسکنوافیہ والنھار مبصراً ان فی ذلک لایت
لقوم لسیمعون O

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کوئی خوف ہے نہ کچھ غم۔ وہ جو ایمان لائے اور
پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں
سکتیں۔ یہی بڑی کامیابی ہے اور تم ان کی باتوں کا غم نہ کرو بے شک عزت ساری اللہ کے لئے

ہے ۔ وہی سنتا جانتا ہے سن لو بے شک اللہ ہی کے ملک ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمینوں میں ۔ اور کاہے کے پیچھے جا رہے ہیں ۔ وہ جو اللہ کے سوا شریک پکار رہے ہیں ۔ وہ تو پیچھے نہیں جاتے مگر گمان کے اور وہ تو نہیں مگر انکلیں دوڑاتے۔ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی کہ اس میں چین پاؤ۔ اور دن بنایا تمہاری آنکھیں کھولتا ۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لئے۔

جناب چیئرمین۔جی رضا ربانی صاحب۔

**Mian Raza Rabbani**: Sir, as has been mutually agreed with the Leader of the Opposition, I would like to move a motion on behalf of the House.

**Mr. Chairman**: Is it agreed about the suspension of the Question Hour?

**Raja Muhammad Zafar-ul- Haq**: The suspension of Question Hour only.

*(interruption)*

**Mian Raza Rabbani**: May I move the motion?

**Mr. Chairman**: Please.

**Mian Raza Rabbani**: Sir, I beg to move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the requirement of Rule 38 regarding Question Hour be suspended so that the other items on the agenda may be taken.

**Mr. Chairman**: It has been moved by Mian Raza Rabbani......

*(interruption)*

**Mr. Chairman**: That we will take them as read and placed on the Table of the House.

It has been moved by Raza Rabbani, the Minister of State for Law, Justice and Parliamentary Affairs under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 that the requirement of Rule 38 regarding Question Hour be dispensed with so that the other Business can be taken up today.

*(The motion was adopted)*

Mr.Chairman: The motion is carried.

All the questions and answers will be taken as read and placed on the Table of the House.

Dr. Muhammad Rehan: Sir,point of order?

Mr. Chairman: Yes, please.

ڈاکٹر محمد ریحان ۔ جناب والا' یہ خبر سننے میں آئی ہے کہ حکومت کنٹونمنٹ جنرل ہسپتال راولپنڈی کو privatise کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جناب والا' راولپنڈی کنٹونمنٹ کی آبادی سات لاکھ کے قریب ہے۔ اور اس میں اکثر متوسط اور غریب طبقے کے لوگ رہتے ہیں۔ جناب والا' ان میں بہت زیادہ پریشانی اور تشویش پائی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ یہ تو بہت بڑا مسئلہ ہے اس کو آپ باقاعدہ motion میں دیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ خبر غلط ہے اور افواہ ہے تو حکومت اس کی clarification کرے تاکہ لوگوں کی پریشانی ختم ہو۔ اور اگر کوئی زیرغور ہے تو اس کو withdraw کرے۔

جناب چیئرمین ۔ بہرحال یہ تو اب اتنی بڑی بات ہے پتہ نہیں کس محکمے میں کہاں چل رہی ہے آپ باقاعدہ موشن دیں گے تو ان سے پوچھ لیں گے۔ unless somebody to realy with some answer کیوں نہیں پوچھیں گے۔

محترمہ نسرین جلیل۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین۔

**جناب چیئرمین۔** جی جناب نسرین جلیل صاحبہ۔

**محترمہ نسرین جلیل۔** جناب چیئرمین صاحب، تین جون کے The News میں یہ خبر آئی ہے جس میں میرے حوالے سے دیا گیا ہے کہ میرے پاس ایک بچی روبینہ آئی ہے جو ایمونیشن اور آرمز وغیرہ کے network کو head کرتی ہے حالانکہ اس میں حقیقت یہ ہے کہ وہ بچی روبینہ یہاں پر امتحان دینے کے لیے آئی تھی اور یہاں پر میں نے سینٹ سے درخواست کی تھی کہ سینٹ کی گاڑی اس کو امتحان کے سینٹر تک پہنچا دے تو یہ جو کوشش ہے خواتین کو ملوث کرنے کی اس پہ جناب چیئرمین مجھے اعتراض ہے اور یہ انتہائی تشویش کی بات ہے کیونکہ پاکستان اخبار ۴ جون کی ایک خبر ہے کہ خواتین کو گرفتار کرنے کے لیے وزیراعظم صاحبہ نے instruction دے دی ہیں آپ کو علم ہے کہ کراچی میں ایم کیو ایم کے 90 پر جو ہیڈ آفس ہے ایم کیو ایم کا پولیس اور رینجرز نے ریڈ کی تھی جس کے نتیجے میں عوام میں سخت اشتعال پھیل گیا تھا۔ تو اس قسم کے اقدامات جو ہیں ان سے کس طرف حالات کو لے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ میں چاہوں گی کہ اس بارے میں وزیرداخلہ صاحب اگر کچھ کہہ سکیں، وضاحت کر سکیں کہ حقیقت کیا ہے؟ اور یہ story کس نے اخبار میں دی۔ کیا یہ حکومت کی طرف سے ہے؟

**جناب چیئرمین۔** جی رضا ربانی صاحب you want to response------

**Mian Raza Rabbani:** I speak as far as the news item is concerned, it is not a release of the Government its a speculative story which has been published by the newspaper. I do not know what the facts of the matter are, but that particular news item which is being referred to is not a Government news item.

**جناب چیئرمین۔** تو آپ بھی deny کرتے ہیں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ بھی کہتے ہیں جی ہماری طرف سے تو کوئی ایسی بات نہیں speculation میں۔ جی جناب فضل آغا صاحب۔

**سید محمد فضل آغا۔** شکریہ جناب چیئرمین۔ آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے سیشن میں یہاں واپڈا کے حوالے سے میں نے پوائنٹ آف آرڈر پہ گورنمنٹ کی توجہ دلائی تھی کہ بلوچستان میں اس وقت بجلی کی حالت بہت ابتر ہے اور دس گھنٹے کی، بارہ گھنٹے کی لوڈشیڈنگ اور اس کے بعد blockage, fluctuations تو ایک دو دن کے بعد این ڈی خان صاحب نے floor

پہ مہربانی کر کے فرما دیا تھا کہ واپڈا کے چیئرمین ایک ہفتے تک بلوچستان آ رہے ہیں اور وہ آپ سے مل کے وہاں پہ اس issue کو ختم کرنے کی کوشش کریں گے۔ میں وہاں اس کنکشن میں personally گیا اور دس دن وہاں بلوچستان بیٹھا رہا واپڈا اتھارٹی کی طرف سے نہ کسی نے visit کیا نہ وہاں چیئرمین آیا ہے نہ کوئی خاطرخواہ action لیا گیا ہے تو میری گزارش ہے کہ وہ اس floor پہ اور House کو جو یہاں پہ ہمیں commitment اور assurances دیتے ہیں اور ایک یہ individual کی بات نہیں ہے پورے صوبے کی بات ہے۔ اور وہاں province کے لوگوں کی زندگی اور موت کا اس میں سوال ہے۔ مئی سے ستمبر تک جیسے میں نے عرض کیا تھا بجلی کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور وہ سال میں ایک ہی فصل لیتے ہیں۔ تو وہاں کے صارفین جو ہیں اور زمیندار جو ہیں بہت مشکل سے دوچار ہیں۔

**جناب چیئرمین۔** تو آپ کہہ رہے ہیں جو assurance دی گئی اس کے مطابق وہ گئے نہیں وہاں پہ۔

**سید محمد فضل آغا۔** ہاں جی۔

**جناب چیئرمین۔** جی این ڈی خان صاحب ہیں۔ ان سے پوچھ لیتے ہیں کیا بات ہے۔

**Mian Raza Rabbani**: The Law Minister is busy in the meeting but I would like to say. I will find it out. I re-assure the Senator on behalf of the Government that we will see and that the commitment will be fulfilled.

**Mr. Chairman**: Bhinder Sahib

**محمد انور بھنڈر،** جناب والا! میں نے پرسوں ایک privilege motion دی تھی۔ جس میں ایک سوال اٹھایا تھا سینیٹر زاہد اختر کی گرفتاری اور ان کی intimation کے متعلق۔ جناب نے حکم دیا تھا کہ اس کی تحریری موشن move کی جائے۔ میں نے تحریری موشن move کر کے اسی روز دے دی تھی۔ جناب نے اس پر حکم دیا تھا کہ next day کو اس کو ٹیک اپ کریں گے۔ تو آج ٹیک اپ ہونا چاہیئے تھا۔ میری میز پر اس کی کوئی کاپی نہیں۔

**جناب چیئرمین،** آج شاید process مکمل نہیں ہو سکا۔ ریکارڈ وغیرہ دیکھنا ہوتا ہے ۔

I look it myself because it involves of questions or privileges ـ ـ ـ ـ تو ہے کرنا ہوتا
سینیٹرز کا میں خود بھی اس کو دیکھوں گا۔

Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, Sir, I'll just make a two minutes brief statement.

Mr. Chairman: Yes.

Mian Raza Rabbani: As far as the question of that has been raised by the honourable Senator, I would just like to bring it to your notice and this is already on the record of the Senate as well that the date of arrest by FIA was 30.5.95, of Senator Zahid Akhtar. There was no remand taken by the FIA and the date of intimation to the Secretary Senate of his arrest by the FIA was 30.5.95 the same date Sir. Then he was transferred since he was arrested on the request of the Provincial Government of NWFP the date of transfer by FIA to NWFP Government was 31.5.95 Sir and the date of arrest by the Frontier Government was also 31.5.95. The date of intimation to the Secretary of the Senate by the FIA regarding the transfer of the Senator to the Frontier Government was also 31-5-1995. So, Sir, on all the steps the Senate has been informed and this forms the part of the record.

جناب چیئرمین ۔جی میں دیکھ لوں گا جی ۔ I will look into it۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ جناب چیئرمین جو کچھ اس روز بتایا گیا تھا وہ یہ تھا کہ ۲۹ تاریخ کو وہ گرفتار کئے گئے جناب نے بھی پڑھا تھا ۔

جناب چیئرمین ۔ وہ لیٹر تھا انسپکٹر جنرل آف پولیس کی طرف سے ۔ بہر حال میں سارے دیکھ لوں گا ۔I will look into all this ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ اور اس کے بعد جناب یہ تھا کہ ۴ تاریخ کو یہاں وہ communications پڑھی گئی تھی ۔

جناب چیئرمین ۔ بہر حال میں بھی دیکھ لوں گا میں ریکارڈ منگوا لیتا ہوں آپ بھی اس پر ذرا نظر ڈال لیں ---- سیکرٹری صاحب اس کا ریکارڈ کدھر ہے ؟ اس کی فائل کدھر ہے وہ منگوا لیں --- آپ بھی اس پر نظر ڈال لیں میں بھی اس کو دیکھ لیتا ہوں ۔ آپ ریکارڈ دیکھ لیں اور پھر مجھے مل بھی لیں تا کہ اس کے مطابق ---

جناب اشتیاق اظہر ۔ جناب چیئرمین اجلاس تو آج شاید آپ برخاست کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین ۔ دیکھیں جی اگر آج اجلاس برخاست بھی ہو گیا تو میں اس معاملے کو نہیں جانے دوں گا ۔ اور اگر کوئی غلط بات ہو گی تو I will take appropriate steps آپ اس ریکارڈ کو ضرور دیکھ لیں ۔ سیکرٹری صاحب وہ فائل منگوا لیں ۔ جی فرمائیے

جناب آفتاب احمد شیخ ۔ جناب چیئرمین میری عرض یہ ہے کہ چونکہ کئی ایک موشن آپ کے سامنے پیش ہوئے۔ میں آپ کی توجہ جو صورت حال کراچی میں درپیش ہے اس کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور میں اس جانب بھی آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا کہ نیشنل اسمبلی میں حکومت اور اپوزیشن دونوں نے مل کر تمام بزنس معطل کر کے کراچی کی صورت حال پر کل بھی بحث کی اور غالباً آج بھی وہاں بحث جاری ہے آپ کو معلوم ہے مجھے بتانے کی ضرورت نہیں کہ کراچی میں پچھلے چار پانچ دنوں میں ہی کوئی تیس چالیس پچاس آدمی مر گئے situation ایسی نہیں ہے کہ ایک دن بند ہو گئی تو کتاب بند ہو گئی ہے کراچی کے حالات recurring سدھر گئے ہیں صورت حال یہ ہے کہ کراچی ڈیمانڈ کرتا ہے کہ اس situation پر دوبارہ سیر حاصل بحث کی جائے ۔ اب میرے علم میں یہ بات آئی ہے جناب چیئرمین کہ اجلاس آج آپ برخاست کریں گے ۔ حالانکہ میں نے آپ سے عرض کی تھی کہ کل کے لئے اسے اور رکھ لیں کراچی کی صورت حال پر تھوڑی سی بحث ہو جائے ۔ اور اس پر ہم تیل ڈال رہے ہیں پانی ڈالنے کی بجائے۔ اور پانی ڈالنے کی کوشش کریں تو یہ دونوں بڑے ادارے ہیں ملک کے نیشنل اسمبلی اور سینٹ کوشش کر کے ہم معاملات کو سدھارنے کی بات کریں لیکن چونکہ یہ معلوم ہوا کہ آج آپ اجلاس برخاست کر رہے ہیں اور ہم لوگوں کو موقع نہیں ملے گا کہ کراچی کی صورت حال پر کوئی بات کریں تو میں آپ سے اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت چاہوں گا کہ کیا کوئی ایسی صورت حال ہو سکتی ہے کہ جس میں تھوڑا سا موقع ملے کہ جو سینیٹرز ہیں وہ اپنی بات کریں اور بات

کر کے کراچی کے لوگوں کو اپیل کریں کچھ حالات سنبھالنے کی بات کریں۔

**جناب چیئرمین** ۔ بہر حال جی کراچی کی صورت حال جو ہے وہ بہت اہم ہے اور سب پریشان ہیں اور اس سلسلے میں آپ کو یاد ہو گا کہ پرسوں جب سیشن شروع ہوا تھا تو اسی سے ابتدا ہوئی تھی اشتیاق اظہر صاحب نے بات کی وزیر داخلہ صاحب نے کی راجہ ظفر الحق صاحب نے کی ابتدا اسی سے ہوئی تھی ۔ اب آج یہ ہے کہ ہمارے پاس pending بزنس ہے ریزولیوشن کا میں چاہوں گا کہ وہ ختم ہو جائے اس کے بعد دیکھتے ہیں ۔

**جناب آفتاب احمد شیخ** ۔ میں عرض کروں جناب ؟

**جناب چیئرمین** ۔ جی

**جناب آفتاب احمد شیخ**۔ آپ ٹھیک فرما رہے ہیں کہ اس دن پرسوں یہ بات شروع ہوئی تھی۔

**جناب چیئرمین** ۔ ابتدا ہی ہوئی تھی ۔

**جناب آفتاب احمد شیخ** ۔ جی درست فرمایا آپ نے لیکن میں نے آپ سے ابھی عرض کیا کہ recurring situation ہے ۔

**جناب چیئرمین** ۔ یہ درست بات ہے

**جناب آفتاب احمد شیخ** ۔ یہ recurring پوزیشن ہے لہذا آج میں یہ عرض کروں گا کہ اگر یہ ہاؤس جو pending بزنس ہے اس کو لے لے اور اس کو لینے کے بعد کراچی کے مسئلے پر تھوڑی سی بات کرے ۔۔

**جناب چیئرمین** ۔ دیکھتے ہیں جی ۔ in the mean time آپ بھی بات کریں ۔ ابھی اس طرح کرتے ہیں نا ں کہ جو pending بزنس ہے اس کو آگے چلاتے ہیں in the mean time آپ آپس میں مشورہ کر لیں ۔

**جناب آفتاب احمد شیخ** ۔ جناب چیئرمین ۔ کراچی کی صورت حال کے لئے pending بزنس میں سے وقت نہ مل سکا تو پھر تو صورت حال یہ ہو گی کہ آپ اجلاس کو تو برخاست کردیں گے آج ۔

جناب چیئرمین ۔ میں یہ ہی عرض کر رہا ہوں کہ ابھی جو ایجنڈے پر pending ہے اس کو کرتے ہیں چلاتے ہیں اور آپ آپس میں بات کریں let me know what is the consensus ۔ دیکھیں ناں مجھ پر یہ ذمہ داری نہ ڈالیں میں تو جو pending بزنس ہے اس کو لے کر آگے چلتا ہوں آپ in the meamn time آپس میں مشورہ کرلیں ۔

جناب آفتاب احمد شیخ ۔ میں جناب لاءمنسٹر صاحب سے اپیل کروں گا کہ اس سلسلے میں کوئی ہمدردانہ ---

جناب چیئرمین ۔ آپس میں بات کر لیں ناں ۔بجائے اس کے کہ یہ بات ---

میاں رضا ربانی ۔جناب والا اگر آپ اجازت دیں تو میں اتنا ۔

جناب چیئرمین۔ آپ اس طرح کریں ناں

while we proceed with the resolution

میاں رضا ربانی ۔میں یہ ہی عرض کرنے لگا تھا کہ ہاؤس اگر شروع کرلیں اور pending بزنس تب تک ختم ہو جائے اور ہم نے ہمیشہ ویلکم کیا ہے اس مسئلے پر بحث کو نیشنل اسمبلی میں بھی دو دنوں سے بحث چل رہی ہے آج شام اس کو وہاں پر بھی وائنڈ اپ ہو نا ہے اسی لئے جو شام کا اجلاس ہے وہ ممکن نہیں ہوگا تو اگر ہم بزنس ابھی کر لیں تو میں سمجھتا ہوں کہ شام تک ٹائم ہو گا کیونکہ بلوچستان کے مسئلے پر ----

جناب چیئرمین ۔ آپ in the mean time work out کر لیں کہ کیا کرنا چاہتے ہیں آ پ --جی جناب حافظ صاحب ۔

حافظ حسین احمد ۔جناب چیئرمین صاحب! وہاں پر تو کراچی کا مسئلہ ختم ہو رہا ہے پھر چرار شریف ہے پھر بابری مسجد کا مسئلہ ہے ۔ میں مختصر عرض کروں گا ویسے بھی ہمارے نصیراللہ بابر صاحب تشریف فرما ہیں کہ چنیوٹ میں ایک سو سالہ پرانی مسجد کو شہید کیا گیا تھا ۔ ہمارے ایک پارلیمنٹ ممبر ہیں میں ظفر عباس کا نام نہیں لینا چاہتا اور نہ لوں گا تو میں کوشش کروں گا کہ ان کی جو زمین ہے کوئی پانچ کنال اس پر نئی مسجد تعمیر کی جائے۔

میجر جنرل(ریٹائرڈ)نصیر اللہ خاں بابر۔نہیں پانچ مرلے ہے۔

حافظ حسین احمد ۔ جی پانچ مرلے سے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہاں یہ بڑا مسئلہ ہے ۔ وہاں پہ اس وقت لوگ پریشان ہیں وفد آیا اور میں نے آپ سے بھی ملایا اور میں نے نصیر اللہ بابر صاحب سے گزارش کی ہے ۔ آج وہ ہنس بھی رہے ہیں اور مسکرا بھی رہے ہیں غصے میں بھی نہیں ہیں ۔ اس لئے مجھے امید ہے کہ وہ ---

جناب چیئرمین۔جی جناب نصیر اللہ بابر صاحب۔ وہ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔

Maj. Gen. (Retd.) Naseer Ullah Khan Babar: Maulana Abdullah had raised it here and we took cognizance of that. We called him and then an enquiry was held by the FIA. Their version was that during improving the place and taking it to another site the locals insisted that it should be at the old site. So, he agreed to the old site and yesterday the delegation from the area i.e. Chiniot came and requested me to ask him that he should abide by the old site and it should be 5 marlas because the mosque in the past was in 1-1/2 marla but it was shown in the document 5 marlas.

## LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین۔چلیں مسئلہ حل ہو گیا ہے ۔ .Now Leave Applications۔

جناب چیئرمین ۔ جناب آفتاب احمد شیخ صاحب بعض وجوہات کی بنا پر گزشتہ 56th Session کے دوران مورخہ 15 تا 23 مئی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے ۔ اس لئے انہوں نے ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ درخواست منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ میر عامر خان مگسی صاحب علالت کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے ' انہوں نے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

**جناب چیئرمین** - میر نبی بخش ڈومکی صاحب ناگزیر وجوہات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت چاہتے ہیں - رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

**جناب چیئرمین** - چوہدری شجاعت حسین صاحب علاج کی غرض سے ملک سے باہر گئے ہیں - اس لئے انہوں نے حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ درخواست منظور فرماتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

**جناب چیئرمین**۔ ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب ملک سے باہر تشریف لے گئے ہیں - انہوں نے حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے - کیا آپ درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

**جناب چیئرمین** - ڈاکٹر عبدالغفار جتوئی صاحب نے بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

**جناب چیئرمین** - جناب غلام اکبر لاسی صاحب ایک بین الاقوامی کانفرنس میں شرکت کے لئے ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں - اس لئے انہوں نے اطلاع دی ہے کہ 4 تا 13 جون اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے -

جی ڈاکٹر ریحان صاحب - آپ کا کیا پوائنٹ ہے ؟

**ڈاکٹر محمد ریحان** - میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وزراء صاحبان کی سی ایل کتنی بنتی ہیں اور earned leave کتنی ہوتی ہیں -

**جناب چیئرمین** - وزرا صاحبان کی کوئی نہیں ہوتیں - آپ اس کو چھوڑیں - بیچارے کام کرتے ہیں -

جی اگلا پریویلج موشن طارق چوہدری صاحب کا ہے -

# PRIVILEGE MOTIONS

## i) RE-LEGISLATION BY ORDINANCES

**جناب محمد طارق چوہدری** ۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین ! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ نہ صرف میرے بلکہ اس ایوان کے استحقاق کو مجروح کرنے والے اس اقدام کا نوٹس لیا جائے کہ اگرچہ بعض خاص قسم کے ہنگامی حالات میں آرڈیننس کے ذریعے وقتی طور پر حکومت کو قانون سازی کا اختیار حاصل ہے لیکن ایک ہی موضوع پر مسلسل آرڈیننس کئے جانا اور برسوں سے پارلیمنٹ سے قانونی شکل دئیے بغیر قانون بنائے رکھنا اس ایوان بلکہ پارلیمنٹ کے قانون سازی کے حق اور فرض سے انکار کرنا ہے ۔ مثلاً Ordinance to repeal the Special Courts for Speedy Trial Act 1992 یہ پہلے 26.7.1994 دوسری دفعہ یہ پھر 10.11.1994 کو جاری ہوتا ہے اور تیسری دفعہ یہ پھر 9.3.1995 کو جاری ہوتا ہے اور یہ ابھی تک چل رہا ہے ۔ آرڈیننس کے ذریعے ہمارے قانون سازی کے حق سے انکار کیا گیا ہے۔ لہذا اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

**جناب چیئرمین**، جی مختصراً اس پر فرما دیں ۔

**جناب محمد طارق چوہدری**، جناب چیئرمین ' نہ تو میں کوئی قانون دان ہوں اور نہ حکومت کے لئے کوئی پریشانی پیدا کرنا ہی میرا کوئی مقصد ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ یہ کسی ایک حکومت کا معاملہ نہیں ہے اورمسلسل اس طرح کی کارروائی گزشتہ برسوں سے کی جا رہی ہے ۔ میں نے ایک خاص واقعہ کو اپنی اس تحریک کا موضوع بنایا ہے ۔

جناب چیئرمین ! ہم لوگ جو یہاں بیٹھے ہیں یعنی پارلیمنٹ ' پارلیمنٹ اور پارلیمنٹرین کو legislator کہا جاتا ہے اور ہمارا بنیادی کام قانون سازی کرنا ہے ۔ ہمارا بنیادی فرض اور ذمہ داری ہے بلکہ ہمارا صرف ایک ہی کام ہے اور وہ کام ہے قانون سازی کرنا ۔ ہمارا بنیادی طور پر ایک ہی استحقاق ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر ہمیں اس حق سے محروم کر دیا جائے یا ہمارا یہ فرض ادا کرنے کے رستے میں کسی طرح کی کوئی رکاوٹ ڈال دی جائے ۔ بنیادی طور پر آئین سازی ہو یا قانون سازی وہ اس ایوان نے اور قومی اسمبلی نے کرنی ہے اور صدر بھی اس پارلیمنٹ کا حصہ ہے یعنی تینوں مل کر پارلیمنٹ بنتے ہیں ۔ جب یہ تینوں اپنا فرض پورا کرتے ہیں ۔ اکثریت کی بنیاد

پر دونوں ایوان کسی قانون کو پاس کر دیں اور پھر صدر اس پر دستخط کر دیں تو وہ قانون کی شکل اختیار کر لیتا ہے ۔ اب اس کا کوئی متبادل نہیں ہے اور آئین میں کہیں بھی کسی اور کو قانون سازی کا اختیار نہیں دیا گیا سوائے آرٹیکل 89 کے ۔ اب اگر آپ آرٹیکل 89 کو ذرا توجہ سے دیکھیں تو بعض خاص حالات میں صدر کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ حکومت کے مشورے پر ایک آرڈیننس جاری کر دیں۔

جناب چیئرمین ' آپ دیکھیں جتنی بھی ہماری پارلیمنٹری پریکٹسز ہیں ہم اس کے لئے اپنے سینئر یا زیادہ عرصہ سے قائم جمہوری نظام کو مثال بناتے ہیں ان کی پیروی کرتے ہیں۔ ان کی طرف دیکھتے ہیں کہ وہ کس طرح ایکٹ کرتے ہیں اور جب بھی کوئی مسئلہ یہاں پر آتا ہے تو ہم برطانیہ کی جمہوریت کو ' امریکہ کی جمہوریت کو ' آسٹریلیا کی جمہوریت کو اور انڈیا کی جمہوریت اور قوانین کو مثال بنا کر یہاں پیش کرتے ہیں ۔ جناب چیئرمین ' کیا دوسری جمہوریتیں جو ہیں برطانیہ کی جمہوریت ' امریکہ کی جمہوریت اور دوسری جمہوریتیں' کیا ان جمہوریتوں میں آرڈیننس جاری کرنے کا اختیار یا حق کسی کو حاصل ہے ؟ یہ حق بالعموم انڈیا ' پاکستان اور بنگلہ دیش میں ہے یعنی درحقیقت 1935ء ایکٹ کے اندر جو ملک تھے وہ آرڈیننس پر زیادہ تر بھروسہ کرتے ہیں اور آرڈیننس کی صورت بالکل اس طرح کی ہے جیسے مجسٹریٹ کی پیشگی اجازت کے بغیر کسی کے گھر میں پولیس داخل ہو کر اس کی تلاشی نہیں لے سکتی لیکن بعض خاص حالات میں اگر کوئی ہنگامی مسئلہ درپیش ہو ' اگر ایک گھر سے یہ خبر آ جائے کہ ہمارے گھر میں ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے تو پولیس بھاگ کر وہاں پہنچتی ہے وہ پہلے مجسٹریٹ کے پاس نہیں جاتی اور پھر جب اس کو پکڑ لیا جاتا ہے تو چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر ان مجرموں کو عدالت کے سامنے پیش کرنا لازمی ہوتا ہے یہ نہیں ہو سکتا اب پولیس اس کو غیر معینہ عرصہ تک کے لئے اپنے پاس رکھے۔ اسی طرح آرڈیننس جو ہے یہ جاری کیا جاتا ہے خاص حالات میں اور وہ خاص حالات یہ ہیں کہ اگر اسمبلی in session نہ ہو اور فوری طور پر کوئی مسئلہ پیش آ جائے اور صدر مطمئن ہو کہ اس پر آرڈیننس جاری کرنا ضروری ہے تو وہ آرڈیننس جاری کر دے۔ اب وہ آرڈیننس ایک سو بیس دن یعنی چار مہینے کے لئے ہو گا اور اس کے اندر وہ مکمل force ہو گی جو قانون کے اندر force ہوتی ہے لیکن اگر وہ چار مہینے کے اندر قانون کی شکل اختیار نہیں کرتا تو اس کی قدرتی عمر ہی اتنی ہے ۔ اس کے بعد وہ ختم ہو جاتا ہے۔ وہ مر جاتا ہے دوبارہ اس کو پیدا

نہیں کیا جا سکتا اور اس عرصے میں جب بھی سینٹ اور قومی اسمبلی session میں ہو گی تو اسے فوری طور پر ایوان کے سامنے پیش کیا جائے گا law کیا جائے گا۔ یہ حکومت کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے۔ اب پیش کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہمارے bench پہ رکھ دیا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اس عرصے میں یا اسے پاس کروا لیا جائے یا اس کے against resolution ہو جائے اور وہ ختم ہو جائے یہ نہیں اس کو یہاں رکھ دیا اور اپنے فرض سے سبکدوش ہو گئے۔ اس کے بعد اگر حکومت اسے قانونی شکل نہیں دیتی تو وہ چار مہینے کے بعد قدرتی موت مر جاتا ہے پھر اسے زندہ نہیں کیا جا سکتا اسے repeat نہیں کیا جا سکتا۔ اب آئین دوبارہ آرڈیننس کو repeat کرنے کی کوئی اجازت نہیں دیتا ہے اور Article 89 پڑھنے کے بعد اس میں کوئی ابہام بھی نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی اگر کوئی ابہام کسی کے ذہن میں ہو سکتا ہے تو یہ مسئلہ already عدالت میں آ چکا ۔ Supreme Court PLD 1994 Supreme Court 363 Page 387. Last paragraph. کا Page 388 First paragraph۔

I am inclined to hold that if the National Assembly does not stand dissolved, the President cannot usurp the legislative power of the National Assembly by repeating the same Ordinance without submitting Article 89 of the Constitution to the National Assembly.

**جناب چیئرمین۔** ٹھیک ہے میں پڑھ لوں گا اس کو آپ مجھے دے دیں۔

**جناب محمد طارق چوہدری۔** جی آپ پڑھ لیں تو جناب چیئرمین! اگر کوئی ابہام ہو سکتا تھا تو Supreme Court کے اس bench نے جس میں تین Judges جس میں آج کے Chief Justice بھی شامل ہیں انہوں نے واضح طور پر حکم دے دیا کہ نیشنل اسمبلی یعنی پارلیمنٹ کا قانون سازی کا جو اختیار ہے اس کو کوئی ایک آدمی یا Head of State چھین نہیں سکتا اس کو اپنے پاس رکھ نہیں سکتا یہ انہی کا حق ہے انہی کو کرنا چاہئیے اور ہنگامی حالت درپیش ہو تو اس میں آرڈیننس جاری کیا جا سکتا ہے لیکن اس ہنگامی حالت کو ایک سال، دو سال اور پانچ سال مسلسل جاری نہیں رکھا جا سکتا۔ جناب چیئرمین! آئین کی منشا اور مرضی پھر اس فیصلے کی روشنی میں اگر آپ دیکھیں تو یہ آرڈیننس بچوں کے کھیل نہیں ہیں۔ یہ مسئلہ پاکستان کے اندر ایک

بہت بڑا لاقانونیت کا سبب بن سکتا ہے ۔ ان Ordinances کے اندر جن مقدمات ' جن چیزوں کے فیصلے کئے گئے یا جن چیزوں کے بارے میں orders کئے گئے ' ان کو اگر کل کلاں کوئی آدمی اٹھ کر چیلنج کر دیتا ہے تو ایک بہت بڑا problem پورے ملک کے اندر اٹھ کھڑا ہو گا۔ یہ Ordinances جاری کرنا' ملک کے اندر لا قانونیت کو پھیلانے اور لاقانونیت کو encourage کرنے کے مترادف ہے کیونکہ آئین کا منشا یہ ہے کہ legislator قانون سازی کرے ' اس کو باقاعدہ قانون کی شکل دے اور وہ قانون implement ہو۔ اس کے علاوہ آرٹیکل 89 کے تحت ایک خاص اجازت ضرور ہے اور وہ اجازت صرف اور صرف چار مہینوں کے لئے ہے ' اس سے زیادہ اسے expand نہیں کیا جا سکتا ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ ۔ جناب لا منسٹر صاحب !

**Mian Raza Rabbani:** Thank you very much Mr. Chairman. Sir, as far as this privilege motion is concerned I would most humbly like to submit that on the question of issuance of Ordinances, it has been repeatedly stated by the Government that it would very much like to bring about all legislation in the form of bills-be it in the National Assembly or be it in the Senate. But when we say this, one cannot be oblivious also of the prevailing circumstances on the floor of the House and one can also not be oblivious of the fact that no Government whether it be the Government of the Pakistan Peoples Party or whether it had been the Government of IJI, can continue to function in the vacuum or can it allow that and the machinery of legislative or law making process be brought to a grinding hault. Where on the one hand it is not a very welcome practice but yet at times it becomes necessary and bearing that necessity in mind these legislative fathers of the Constitution had this in mind and created the provision of Article 89 which empowers the President of Pakistan to issue an ordinance. It has also been held in various rulings of the Chair and particularly which comes to mind straight away of

the National Assembly which was given by the now worthy and honourable deputy leader of the opposition Mr Gohar Ayub Khan when he was the Speaker at that time that the wisdom of the President as to the necessity of issuing an ordinance cannot be gone into. This view has subsequently been upheld by the incumbent Speaker as well. But that apart I would like to set the record straight and the record has to be sat straight in two or three accounts:

1. On the question of the Supreme Court's ruling;
2. On the question of the ordinances issued by this Government; and
3. the corollary to No 2 is the legacy of the Ordinances that we have inherited

It is all very well , Sir, and it is a very unfortunate tradition that we start quoting precedences from the House of Commons, from Australia and other countries without realizing that the form and system of government in these countries is basically different to that which is prevailing in Pakistan The Constitution in Pakistan provides for the issuance of an Ordinance.

**Mr. Chairman:** I think the real issue is, there are two aspects one whether the Ordinace can be issued and on that there are rulings, the issue is that according to the Senator the Supreme Court says...

**Mian Raza Rabbani:** I am just coming to that. As far as the Supreme Court's ruling is concerned , that ruling has been quoted out of context It is a ruling, it was a bench of three judges of the honourable Supreme Court. One judge, the portion which I can roughly recollect which has been read out is the observation of one judge. Two judges have taken a view which is slightly different

in which they have given plain ground for the re-promulgation of ordinaces. Further, Sir, I would reconfirm and let you know in Chamber but as far as I can recall, there is a larger bench which has been constituted and there is another petition pending before the Supreme Court, I think it is a bench of five judges which has been constituted , which is also seized of this question as to whether an Ordinance can be re-promulgated or not. But as the position stands at this time, the ruling of the Supreme Court, that has come, does not lay a bar on the re-promulgation of an Ordinance because the ruling itself stipulates that the view taken by the two judges stipulates that the endeavour is not to create a chaos, the endeavour is not to create a deadlock because there would be a total vacuum and what would be the situation in a total vacuum, if a law lapses. So, in these premises I would like to say that further, I would like to submit over here that the moment an ordinance is issued and the moment the National Assembly or the Senate meets, the Ordinance is laid before the House. So, that makes the intention of the Government clear, that the mention of the Government is at no stage to take away the part of either the Senate or the National Assembly from legislating but if you look at the record, if you look at the record of the National Assembly also, if you look at the record of our Senate as well without casting any aspersion on either side. I am not casting any aspersion, I do not want to vitiate the atmosphere but I am speaking from the record, the record would show that discussions on points of orders have been going on for days and actual time for legislation is not being given. Reports of the Standing Committees are ready, reports of the Standing Committee have been presented on the floor of the House. They are pending for passage but are lapsed for want of time. I do not at any stage insinuate that the issues involved are frivolous but I am just saying that it is a question of our own

fixation of priorities. Yes, important issues have to be debated in the Senate and the Nationlal Assembly but alongwith that we also must bear in mind that the essential work of the National Assembly and the Senate is to legislate. So, therefore, I would request that this is feeling from members, it would be appropriate, if we sit down and work out a harmonious balance in which adequate time is given for the raising of important issues and at the same time adequate time is given for legislative work. I am even prepared from the treasury side or from the government side to say that we are even prepared to increase the working hours. Look at the Lok Sabha. Look at the House of Commons. They sit for hours. but the point is if you want to have a short day, you want to raise issues also and then you come back with the back lash that the Government is promulgating Ordinances. I would like to make it abundantly clear that the Government is not shy of bringing any legislation through the form of a Bill, but it is only the situation which necessitate it. Thank you.

**جناب چیئرمین**۔جی طارق صاحب آپ کچھ کہنا چاہیں گے ؟

**جناب محمد طارق چوہدری**۔جناب چیئرمین وزیر قانون کی لفاظی سے مجھے کوئی انکار نہیں ہے۔یہ اپنی زبان اور بازو کے زور پر بہت اچھے طریقے سے گفتگو کر سکتے ہیں۔ Kaul اور Indian practices ہر وقت زیر بحث رہتے ہیں ۔

(مداخلت)

**جناب چیئرمین**۔ Please sit down جی طارق صاحب بتائیں ۔

**جناب محمد طارق چوہدری**۔ ان کی زبان پر کسی اچھے شعر کی طرح ہر وقت یہ چیزیں ان کے پیش نظر رہتی ہیں ۔ اور ہمیشہ یہ ان کا حوالہ دیتے ہیں۔ آج جب حوالہ ----

**جناب چیئرمین**۔نہیں اصل بات تو یہ ہے ۔ کہ جو قانون کی بات ہے ۔ باقی کو چھوڑیں۔ قانون کی بات یہ ہے ۔ کہ آپ نے کہا ہے کہ سپریم کورٹ کی ججمنٹ کے

مطابق یہ دوبارہ ایشو نہیں ہو سکتا ۔ میں اس judgement کو study کروں گا ۔انہوں نے کہا ہے کہ نہیں جی ہو سکتا ہے وہ difference of opinion ہے ۔ تو میرے خیال میں اگر قانون کی بات پر مزید آپ کچھ کہنا چاہیں تو اس پر بتا دیں ۔ اور اصل بات تو اب قانون پہ آگئی ہے ۔ باقی چیزوں کی تو ہوتی رہتی ہیں ۔

**جناب محمد طارق چوہدری**۔جناب چیئرمین میں نے reference دیا ہے ایک تو Article 89 کا

**جناب چیئرمین**۔جی ہاں اور دوسرا سپریم کورٹ کی judgement کا ۔

**جناب محمد طارق چوہدری**۔میں عرض کرتا ہوں ۔ Article 89 کا ' اور آپ یہ پورا آئین پڑھ جائیں۔ کہیں بھی ordinance کو repeat کرنے کی اجازت نہیں ہے ' نمبر ۱۔ نمبر ۲ انہوں نے کہاکہ جی ابھی pending ہے۔ میں اس فیصلے کی بات کررہا ہوں اس judgement کی بات کررہا ہوں ۔ جو judgement ہمارے سامنے آچکی ہے ۔ تیسری بات یہ ہے کہ انہوں نے نوحہ پڑھا ہے کہ اجلاس کے دوران point of order اور دیگر issues اٹھتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں قانون سازی کا موقع نہیں ملتا۔

**جناب چیئرمین**۔نہیں نہیں بات تو یہاں قانون کی ہے ۔ وہ تو مجبوریاں ہیں۔

**جناب محمد طارق چوہدری**۔ میری عرض تو سنیں۔ دیکھیں جی ordinance کو قانون کی شکل دینا ' یہ ہماری اور ان کی ذمہ داری ہے ۔ کیا انہوں نے کبھی ایسا کیا ہے کہ نیشنل اسمبلی کو 130 سے 131 ویں دن بیٹھنے کو کہا ہو ۔ ؟ اور سینٹ کو 90 سے 91ویں دن بیٹھنے کو کہا ہو ؟یہ ان کی اور ہماری ذمہ داری ہے کہ اس کو قانون کی شکل دیں ۔ اس کو bypass نہیں کیا جا سکتا ۔ کیا اس کو یہ بائی پاس کرسکتے ہیں ؟ اور یہ بائی پاس کرنے کی دانستہ کوشش ہے ۔ یہی میرا point ہے ۔

**جناب چیئرمین**۔ٹھیک ہے آپ بات confine کریں قانون پر ۔ آپ کی بات یہ ہے ۔

**جناب محمد طارق چوہدری**۔جناب چیئرمین یہی میرا پوائنٹ ہے کہ انہوں نے

میری ذمہ داری یا پارلیمنٹ کی جو ذمہ داری ہے یا ان کا جو فرض ہے اس کو بائی پاس کیا ہے اور کر رہے ہیں اور اس کی قدرتی زندگی جو ایک سو بیس دن سے زیادہ نہیں ہے ۔ اس کو مسلسل یہ ایک سال سے جاری رکھے ہوئے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ وہ آپ نے کہہ دیا ہے۔ آپ کی یہ بات میں نے نوٹ کر لی ہے

Yes,please Law Minister Sahib.

Mian Raza Rabbani: Thank you, Sir.

Sir, first of all, I would just like to say that I have referred to two rulings. I have referred to the ruling which he quoted also and I have said that it is a split judgement.

No.2, I have referred to another case also which is pending. So, it is not that I have .....

جناب چیئرمین۔ نہیں آپ یہ فرما رہے ہیں کہ

the other case which is pending is a review of this judgement.

Mian Raza Rabbani: No, no, Sir. That is another matter. The same point is being taken up in another petition by a larger Bench.

Mr. Chairman: So, it is not this judgement under the review.

Mian Raza Rabbani: No, no. It is not this judgement, as far as that is concerned.

Mr.Chairman: So, this judgement stands.

Mian Raza Rabbani: This judgement for the moment is there. But again as I said that this judgement is a split judgement and the point of view of the other two Judges is different. The other point that I would like to state is that there is no explicit bar under the law for the repromulgation of an ordinance.

The third point that I would like to state here is that it has been said that have they ever made the National Assembly sit for more than 130 days?.

جناب چیئرمین۔ نہیں وہ تو directly relevant نہیں ہیں - what I am saying is وہ ٹھیک ہے آپ باتیں کرلیں it is not relevant to this issue.. Let me put it this way that supposing the law says that you can't do it تو پھر یہ نوے دن ایک سو اکتیس دن یہ پھر relevant نہیں ہیں -

میاں رضا ربانی - نہیں نہیں جناب یہ میں ویسے ہی بات کررہا ہوں کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ

the National Assembly has met for only a 130 days and not for 131 days.

Mr. Chairman: Even it meets for 160 days. You repromulgate it. Supposing the law says

نہیں کر سکتے ہیں۔ تو پھر کیا ہو گا؟

Mian Raza Rabbani: The law does not say so.

جناب چیئرمین، وہ بات ہے نا تو اصل بات یہ ہے آپ کا یہ کہنا ہے۔

Mian Raza Rabbani: But also for the correction of the record I would like to say that more than the minimum period the Senate and the National Assembly have to meet.

جناب چیئرمین، اصل بات یہ ہے کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ قانون اجازت دیتا ہے۔

وہ کہہ رہے ہیں اجازت نہیں دیتا۔ تو the Supreme Court judgement on it.

I will reserve my ruling on this question because it is very important question and in the mean time if you can give me the details of this case in which the matter could be taken again and also important if this judgement is still in the field or is suspended.

(Interruption)

ختم ہو گئی بات ۔ دیکھیں یہ ایسا معاملہ ruling has been reserved. This is not a question. نہیں ہے جس پہ مجھے general debate کروانا ہے۔ Privilege Motion آ گیا ہے۔ میں نے سن لیا ہے۔ judgement reserve کر لی ہے۔

**جناب آفتاب احمد شیخ،** جناب چیئرمین! جب آدمی کھڑا ہوا ہے۔ آپ دیکھیں تو سہی۔

**جناب چیئرمین،** دیکھیں نا جی۔ میری عرض سن لیں۔ پریویلج موشن پہ مجھے صرف mover کو سننا ہوتا ہے۔ privilege motion پہ عام حالات میں میں mover کو سنتا ہوں۔ اگر ضرورت پڑے مجھے تو پھر میں آپ کو call کر سکتا ہوں۔

**جناب آفتاب احمد شیخ،** میں وہی بات کر رہا ہوں میری عرض یہ ہے کہ آپ نے بات سن لی دونوں طرف سے۔ اور آپ نے فرمایا کہ only mover will be heard in this matter. There is no right of any member to be heard.

Mr. Chairman: Only when I call you.

جب سپریم کورٹ کی judgement ہے میں نے اس کو پڑھنا ہے۔

**جناب آفتاب احمد شیخ،** میری عرض سن لیں بات یہ ہے کہ

its a matter of great importance involving the privilege of every member of this House, one Sir. No. 2, a procedure which is mentioned in the rules does not mean that there is a prohibition of hearing.

**جناب چیئرمین،** دیکھیں اس میں یہ ہوتا ہے آفتاب صاحب۔ practice یہ ہو رہی ہے کہ جب میں محسوس کروں کہ مجھے assistance ضروری ہے میں مانگ لیتا ہوں۔ لیکن I don't need assistance. It requires the denotation of the Supreme Court Judgement اس کو میں پڑھوں گا۔ اس پہ مزید assistance ضرورت ہوئی تو میں آپ کو بلا لوں گا۔

Mr. M. Zaffar: Mr. Chairman, if you hear us for a minute. It will not take much more time.

**Mr. Chairman:** No No. this matter is closed. This matter is finished. Ruling reserved if I need assistance even after reading the judgement I will ask for your assistance

ابھی ختم ہو گیا ہے۔

**Mr. Aftab Ahmed Sheikh:** We have not been allowed to be heard in this matter.

**Mr. Chairman:** This matter is closed. Judgement has been reserved I have heard the mover I have heard the Law Minister I don't want to have a general debate on it. After reading the Supreme Court judgement if I still need assistance I will call you.

**Aftab Ahmed Sheikh:** Sir, in this matter which should have a general debate.

**جناب چیئرمین:** اگر ضرورت محسوس ہوئی تو پھر بھی کر لیں گے۔ ابھی مجھے کوئی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی I need to go through the Supreme Court judgement. There are three judges آپ بھی اس کو دیکھیں اگر مجھے محسوس ہوا تو آپ کی یحییٰ بختیار صاحب ہیں ظفر صاحب ہیں اور وکلاء صاحبان ہیں I will get their assistance ۔

**جناب آفتاب احمد شیخ:** بہت سی چیزوں کا judgement ہے law Minister نے ان کو پڑھا نہیں ہے غلط کہہ رہے ہیں۔ agreed view ہے ان کا کہ Ordinance cannot be repromulgated۔

**جناب چیئرمین:** نہیں میں خود پڑھوں گا نا جناب۔ تینوں judgements دیکھوں گا۔

It is very important matter, it does touch on the privilege of the House. It is very important question I will go into it myself. And if after going through in it, I still need assistance, I will again call you

چیمبر میں بات کر لیں گے۔ next is adjournment motion جناب فضل آغا صاحب۔ طارق چوہدری صاحب۔ جی آپ کا کیا مسئلہ ہے۔

**حافظ حسین احمد:** جی میرا مسئلہ بھی ہے اُ کے متعلق۔

**جناب چیئرمین:** جی وہ بعد میں آتا ہے۔

## ADJOURNMENT MOTION RE: THE NUCLEAR INSPECTION.

**جناب فضل آغا:** بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین' تحریک التوا۔

I beg the leave to move that the normal proceeding of the House be adjourned to discuss the following matter of vital importance, recent occurrence and of urgent nature namely:-

The daily "Muslim" Islamabad dated 21.2.95 published a news item in a banner headline regarding our nuclear programme. It has been reported quote "Non Intrusive Nuclear Inspection Begin". It is the matter of grave concern which may be discussed in the House.

Mr. Chairman: Is it being opposed.

آپ اس کو oppose کر رہے ہیں۔

Sardar Aseff Ahmed Ali: We have no objection to .....

Mr. Chairman: Are you opposing the motion or accepting the motion?

Sardar Assif Ahmed Ali: We accept it, we have no problem in it.

**جناب چیئرمین:** جی طارق چوہدری صاحب آپ بھی تائید کرتے ہیں۔

**جناب محمد طارق چوہدری:** میری تھوڑی مختلف ہے۔ میں تحریک کرتا ہوں کہ عوامی اہمیت کے حامل اس قومی مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔ کہ امریکہ نے چکوال میں ایٹمی دھماکوں کا سراغ لگانے والے مرکز کی تصدیق کی ہے۔ جو بین الاقوامی نظام کا حصہ ہے۔ امریکی نائب وزیر مسٹر سن ڈیوڈ نے عوامی نمائندگان کی کمیٹی برائے غیر ملکی اپریشنز کے سامنے

پالیسی بیان میں یہ بات کی ہے کہ ایٹمی ہتھیاروں کی روک تھام کے لئے عالمی سطح پہ امریکہ جو کوششیں کر رہا ہے-----

جناب چیئرمین۔ یہ بھی اس کے ساتھ ہی شامل ہو گیا۔

Sardar Assef Ahmed Ali: No Sir. This is a separate matter.

Mr. Chairman: This is the same matter. It involves discussion--- Fazal Agha Sahib's motion says that Daily ' Muslim' of 21st, February 1995, published a news item regarding the Nuclear Programme. It has been reported, "non-intrusive nuclear inspection begins". It is a matter of great concern.

*(interruption).*

Mr. Chairman: Daily Muslim of 21st February is with me. Its headline is ' Non intrusive nuclear inspection begins' It is an article by Anwar Khalil--------'

Sardar Assef Ahmed Ali: Sir, I have only notice of adjournment motion 21.

جناب چیئرمین۔ یہی 21 فروری کا ہے۔

سردار آصف احمد علی۔ جناب یہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین۔ یہ 21 فروری کا جو ہے اگر اسے آپ پڑھیں۔

It refers to the Muslim's report of 21st of February.

Sardar Assef Ahmed Ali: This is not in my knowledge.

*(interruption)*

Mr. Chairman: Let us make the point clear. There are two adjournment motions, one is by Mr. Fazal Agha dated 28th of May, 1995, which one is before you.

Sardar Assef Ahmed Ali: Before me Sir, it is 21.

Mr. Chairman: This is Tariq Sahib's adjournment motion. Are you accepting it?

Sardar Assef Ahmed Ali: Yes Sir, I am accepting it.

*(interruption)*

جناب چیئرمین۔ دونوں ایک ہی ہیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, the question is not what the newspaper cutting says. The question is what the body of the motion is, the body of the motion is to discuss the nuclear policy.

Mr. Chairman: Which one do you want me to admit?

Mian Raza Rabbani: Sir, Fazal Agha's motion may be admitted.

جناب چیئرمین۔ وزیر خارجہ صاحب کہتے ہیں 21 accept کریں ' آپ کہہ رہے ہیں فضل آغا صاحب کا کریں -----

Sardar Assef Ahmed Ali: Sir, I will clarify the position if you allow me to make a statement.

Mian Raza Rabbani: Both the motions are not the same.

جناب چیئرمین۔ ایک تحریک التواء جو آپ accept کرنا چاہتے ہیں وہ مجھے بتا دیں وہ میں accept کر لیتا ہوں۔

Sardar Assef Ahmed Ali: First of all Sir, this motion did not come to me. I have no advance notice of it. But now, when I looked at it, the substance of both the motions is practically the same, because in this the titled head line is misleading Sir. It says," non intrusive nuclear inspections begins". If you allow

me Sir, I will make a statement. ....

جناب چیئرمین - جب میں admit کر دوں گا Then we will give two hours time for discussion also. اگر چوہدری صاحب تقریر کر سکتے ہیں - ابھی کروائیں' بعد میں کروائیں - آپ کو اعتراض نہیں ہے تو پھر admit کر لیتے ہیں -

Sardar Assef Ahmed Ali: Sir, let me make a statement first.

جناب چیئرمین - اس کے بعد پھر debate ہوگی - جب آپ کو اعتراض ہی نہیں ہے تو بار بار statements آئیں گی -

سردار آصف احمد علی - ٹھیک ہے جی -

جناب چیئرمین - اس میں سے کون سا you want me to accept? -

Sardar Assef Ahmed Ali: Actually Sir, in substance there is no difference.

جناب چیئرمین - ایک مجھے بتا دیں کون سا which do you want to accept? -

(مداخلت)

جناب چیئرمین - جی ایک ہی بات ہے club کریں نہ کریں کونسا accept کر لیں -

(مداخلت)

جناب چیئرمین - ٹھیک ہے the first in point of time number one we will accept and admit this. اور اسی میں تقریر ہو جائے گی -

So, adjournment motion No.1 which is not being opposed is accepted and admitted for debate and in the course of that you can talk about these matters. So, because this has been admitted therefore, no other adjournment motion will be taken up today.

جناب محمد ابراہیم خان - پوائنٹ آف آرڈر جناب - پرسوں اخبار میں میری نظر سے

ایک خبر گزری کہ افغانستان کے صوبہ نورستان میں ہیضے کی وباء پھوٹی ہے جس سے ساٹھ اموات واقع ہوئی ہیں۔ نورستان افغانستان کا ایک صوبہ ہے جو ہمارے باڈر سے متصل ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں ریڈ کافر بستے ہیں ان کے ساتھ ملحقہ علاقہ ہے چونکہ وبائیں پھیلتی ہیں اور پھر اس سے ہلاکتیں ہوتی ہیں ۔ کیا ہمارے وزیر خارجہ صاحب نے ، وزیر داخلہ صاحب نے یا وزیر صحت صاحب نے جیسے ہندوستان میں plague پھوٹی تھی انھوں نے PIA کی سروسز کو suspend کیا تھا اور بارڈر سیل کیا تھا ۔ افغانستان میں اس وقت بہت ادویات کی بہت shortage ہے جو بدامنی اور جنگ و جدل کی وجہ سے ہے ۔ تو کیا انہوں نے اپنے عوام کی صحت کی خاطر کوئی ایسی ٹیم بھیجی ہے یا کوئی بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں ؟

جناب چیئرمین۔ یہ تو آپ سوال پوچھ رہے ہیں ، پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے۔

جناب محمد ابراہیم ۔ یہ جناب urgent importance کا مسئلہ ہے۔ ملکی importance کا مسئلہ ہے ، وباء کے پھیلنے کا مسئلہ ہے ۔

Mr. Chairman: General Sahib, do you want to say anything?

Maj.Gen.(Retd.) Naseer Ullah Khan Babar: Sir we have never seen that ground which divides the Kaferistan and Nooristan because this was one part known as Kaferistan They converted the people into Muslims, so, that portion became Nooristan, this is part of Chitral and this side is Kaferistan, there is no communication between the two because one side are the Kafers the other are the Nooris and the fact is that they have to take a long route to come to Jalalaabad. So, there is no danger from that.

جناب محمد ابراہیم خان ۔ جناب ہم اپنے جغرافیے کو جانتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی چوڑی تقریر تو نہیں ہو سکتی۔ آپ اس پر انفارمیشن بھی مانگ رہے ہیں ، حکومت کی پالیسی بھی پوچھ رہے ہیں۔

میجر جنرل (ریٹائرڈ) نصیر اللہ خان بابر۔ جناب مسئلہ ان کا ہے اگر وہ ہمیں

approach کریں تو دیکھیں گے۔ اس طرح یونائیٹڈ نیشن کی ایجنسیز ہیں NGOs ہیں باقی باڈیز ہیں۔

**Mr. Chairman:** Mian Raza Rabbani Sahib, Item No.3.

**Mian Raza Rabbani:** Mr Chairman, Sir, I beg to move that the following members may be elected as member of the Senate Committees mentioned against each:-

| | | |
|---|---|---|
| 1. | Sayed Iqbal Haider | Standing Committee No.13 on Culture, Sports and Tourism and Women Development and Youth Affairs. |
| 2. | Syed Masood Kausar | Committee on Rules of Procedure and Privileges. |

**Mr. Chairman:** It has been moved by Mr. Raza Rabbani, Minister of State for Law and Justice that Sayed Iqbal Haider be elected as a member of the Standing Committee No. 13 on Cluture, Sports and Tourism and Women Development and Youth Affairs.

*(motion was carried)*

**Mr. Chairman:** Syed Iqbal Haider stands elected to Standing Committee No.13.

It has been moved by Mr. Raza Rabbani Minister of State for Law and Justice that Syed Masood Kausar be elected to the Committee on Rules of Procedure and Privileges.

*(motion was carried)*

**Mr. Chairman:** Syed Masood Kausar stands elected to the Committee on Rules of Procedure and Privileges. Next we come to the Resolution

کون تقریر کر رہا تھا اس پر؟ کون؟ آپ (حافظ صاحب سے مخاطب ہوکر) کر رہے تھے۔ ہاں حافظ صاحب کی باری تھی۔

جناب الیاس احمد بلور۔ جناب یہ ایک بہت important news ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ صوبہ پختون خواہ سے چار ہزار یا چھ ہزار پولیس والے کراچی بھیجے جا رہے ہیں۔ سر یہ بہت important ہے صرف دو منٹ دیجئے۔

جناب چیئرمین۔ important تو بہت زیادہ ہے لیکن point of order نہیں بنتا۔

جناب الیاس احمد بلور۔ جناب! بنتا ہے۔ اس میں problem یہ ہے کہ صرف پختون خواہ کے پختونوں اور مہاجروں کے درمیان hatred پیدا کرنے کے لئے یہ کیا جارہا ہے which I condemn very strongly۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پختونوں اور مہاجروں کے اپنے جو دوست ہیں اور وہاں جو تعلقات ہیں اس میں نفرتیں بڑھانے کے لئے بھیجا جا رہا ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو سنٹرل گورنمنٹ یا صوبائی گورنمنٹ جو یہ اقدام کر رہی ہے جناب اس کا سختی سے نوٹس لیا جائے اور یہ کام نہ ہو۔ وہاں already police ہے۔ پختون خواہ سے پولیس کو وہاں بھیجنے کا کوئی sense نہیں بنتا۔ یا تو منسٹر صاحب یہاں پر categorically کہہ دیں کہ نہیں ہے۔ یہ بڑا important point ہے جناب۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پاکستان میں صوبوں میں اور قومیتوں میں نفرتیں پھیلانے کی ان کی جو سازش ہے میں اس کو بے نقاب کرنا چاہتا ہوں۔ جناب یہ بہت بری بات ہے۔

Mr. Chairman: Do you want to say anything, General Sahib on this.

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Pakhtoons are already serving in Karachi. Why do they go and serve in Karachi otherwise and when question comes for law and order, then they say that they do not want to shoulder their responsibility. It will be both from the Punjab and from the NWFP and both the Provinces have their people who are already serving in those forces, because they want jobs employment there.

*(interruption)*

جناب چیئرمین۔ اس کو آپ کسی اور طریقے سے لے آئیں۔

جناب الیاس احمد بلور۔ جناب جب وہ طریقے سے لاتے ہیں تو it takes lot of time۔

جناب چیئرمین۔ it does پھر کیا کریں۔ that is the problem وہ تو ہوتا ہے۔ جی جناب حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ، جناب Resolution کو مکمل کریں' بہت سے لوگ بولنے والے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ اس پر کرتے ہیں جی جناب حافظ صاحب' آپ کی باری تھی۔ جی فرمائیے۔

محترمہ نسرین جلیل ، قیدیوں کو سنٹرل جیل کراچی سے Interior Sindh کی جیلوں میں منتقل کیا گیا تھا۔ تو ان کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں ہے کہ ان کو کہاں کہاں رکھا گیا ہے میری درخواست ہے کہ آپ کے توسط سے وزیر قانون یہ بتائیں کہ کن لوگوں کو کون کون سی جیلوں میں interior Sindh میں رکھا گیا ہے۔

جناب چیئرمین۔ یہ تو کافی information آپ چاہ رہی ہیں یعنی 265 آدمیوں کے بارے میں informationچاہ رہی ہیں۔

محترمہ نسرین جلیل ، جناب وہ تو ان کے پاس موجود ہوگی کہ کہاں ان کو شفٹ کیا گیا ہے؟ وہاں تو لوگ بہت پریشان ہیں ۔ یہ تو 31 تاریخ کا واقعہ ہے۔

جناب چیئرمین ۔ اس پر باقاعدہ آپ question دے دیں یا کسی طریقے سے پوچھ لیں۔ I think کہ فوری طور پر تو ان کے لئے بہت مشکل ہوگا۔ آپ باقاعدہ move کریں ناں کوئی چیز۔ تاکہ ان سے پھر کچھ پوچھ سکیں۔

محترمہ نسرین جلیل ، جناب وہاں پر اخبارات میں آرہا ہے کہ سکھر میں جن لوگوں کو لے جایا گیا ہے' وہاں پر ان کو torture کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین ۔ تو آپ دیں کچھ لکھ کر ۔ Give me something, so that they

can make a proper response تو آپ مہربانی کر کے اس کو proper طریقے سے دیں تاکہ یہ اس کو proper response کر سکیں۔

(مداخلت)

Maj. Gen. (Retd.) Naseerullah Khan Babar: Sir, this should be brought on record. Ilyas Bilour referred to it as Pakhtoon Khaw. there is no territorial limit as such. This is NWFP, Balochistan, Sindh and Punjab

Mr. Chairman: I agree with you

جی جناب حافظ صاحب۔ ٹھیک ہی جی آپ کہیں کہ ایسی کوئی چیز آئین میں نہیں ہے وہ کہہ رہے ہیں۔ جی حافظ صاحب فرمائیے جی۔ آپ شروع کردیں۔

(مداخلت)

DISCUSSION RE: THE PROBLEM OF BALOCHISTAN

حافظ حسین احمد۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ' جناب چیئرمین! اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ایک یونٹ سب سے بڑے صوبے صوبہ بلوچستان کے متعلق آج ہم بحث کر رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! کہ یہ ملک کی پارلیمانی تاریخ کا پہلا واقعہ ہے کہ اس ایوان بالا کو صوبہ بلوچستان نے یا کسی صوبے نے اپنے دکھوں کا مداوا سمجھا اور اس ایوان میں اپنا کیس پیش کیا اور پہلی بار ایک صوبے کے ایک اہم مسئلے پر ایوان بالا کا اجلاس طلب کیا گیا اور اس سے قبل مختلف سیاسی جماعتوں سے تعلق رکھنے والے ایک صوبے کے 19 سینیٹرز نے یہ فیصلہ کیا کہ اپنے صوبے کے حقوق اور مفادات کے لئے اپنے سیاسی مفادات سیاسی پروگرام اور سیاسی پارٹیوں سے بالا تر ہو کر یک آواز ہو کر اس کے لئے جدوجہد کریں گے اور جناب چیئرمین! ہم سمجھتے ہیں کہ کسی بھی وفاق کے لئے اس کے استحکام کے لئے اس کی سالمیت کے لئے وفاق کے یونٹوں کا متحد ہونا مطمئن اور مضبوط ہونا ضروری ہے۔ اگر ایک عمارت ہو اس کی چھت چار ستونوں پر کھڑی ہو اور عمارت کا مالک بالائی منزل پر فروکش ہو اور وہ ایک ستون کو کمزور کرنا چاہیں اسے گرانا چاہیں اس کے خلاف اقدامات کریں اور یہ سمجھیں کہ جناب ایک ستون کو گرا کر کمزور کر

کے اس عمارت کو مضبوط کریں تو وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین! ہم نے ہر موقع پر یہ گزارش کی ہے کہ چھوٹے صوبوں کی ایک ہی آخری امید ہے جو ایوان بالا اور سینٹ کہلاتا ہے جس میں چاروں صوبوں کی مساوی نمائندگی ہے گرچہ کچھ لوگوں نے اس نمائندگی کی اس ترکیب کو کمزور کرنے کی کوشش کی وہ ایک الگ بحث ہے کہ چاروں صوبوں کے انیس انیس نمائندے ہیں لیکن ہمارے آٹھ اور معزز ارکان بھی بیٹھے ہوں گے وفاق کے حوالے سے بھی کچھ ارکان کو لایا گیا اور ہم سمجھتے ہیں کسی کی نیت پر ہم حملہ نہیں کرتے لیکن بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ جس ایوان میں صوبے اپنے حقوق کی بات کریں گے وہاں پر بھی اس انداز میں کچھ کام کیا جائے کہ مرکزی حکومت کے لئے زیادہ سے زیادہ اکثریت ہو۔ جناب چیئرمین! ہم یہ نہیں سمجھتے کہ آج ہمیں اس مرحلے پر لا کر کھڑا کیا گیا ہے کہ آج ہم بلوچستان کی بات کریں اور دوسری جانب سے اس کے خلاف کوئی ایسی بات ہو یقیناً جناب چیئرمین! ہم سمجھتے ہیں کہ اگر پاکستان کی بات ہے تو پھر پاکستان صرف اسلام آباد نہیں E-7 نہیں G-10 نہیں F-10 نہیں اگر پاکستان کی بات ہے تو پھر پاکستان گوادر بھی ہے پشین بھی ہے بلوچستان بھی ہے سندھ بھی ہے اور اگر آپ صوبوں کو تقسیم کریں گے اور صوبوں کو اس حوالے سے الگ الگ تصور کریں گے تو جناب چیئرمین صاحب پھر آپ کس پاکستان کی بات کریں گے۔

تو جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں پسماندہ کہا جاتا ہے یہاں پر کئی ساتھیوں نے یہ بات کی کہ جناب پسماندہ صوبہ ہے جناب چیئرمین! بلوچستان پسماندہ صوبہ نہیں ہے بلوچستان معدنیات سے مالا مال صوبہ ہے اور اگر ہم کوئی بات کرتے ہیں تو اس کو خدا را اس حوالے سے نہ لیا جائے کہ ہم مرکز کے خلاف کوئی بات کرنا چاہتے ہیں یا ہم مرکز کو کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے یہ تمہید اس لئے باندھی کہ جناب چیئرمین! صوبہ بلوچستان کے متعلق آج سے نہیں ہر دور میں ہمارے ساتھ ناانصافیاں ہوئی ہیں ۔ اور عجیب بات ہے جب بھی ہم یہاں بات کرتے ہیں تو ہمارے سامنے اعداد و شمار کا ایک گورکھ دھندا لا کر سامنے رکھا جاتا ہے کہ جناب آبادی کے لحاظ سے آپ کا یہ حصہ بنتا ہے اس حوالے سے آپ کا یہ حصہ بنتا ہے اس کٹوتی کے حوالے سے آپ کا یہ حصہ بنتا ہے۔

جناب چیئرمین! ہم یہ نہیں سمجھتے کہ آپ کس فارمولے کے تحت صوبوں کو ترقی دینا

چاہتے ہیں۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اگر فارمولے کی بنیاد طے کرنی ہے تو پھر خدارا آبادی کی بنیاد پر نہیں بلکہ رقبے کی بنیاد پر بلوچستان کو فنڈز دیئے جائیں۔ اور آئیے دلائل کی روشنی میں ہمارے ساتھ بات کیجئے کہ اگر آپ سڑکوں کے لئے فنڈز مہیا کرتے ہیں، اگر آپ سکول کے لئے فنڈز مہیا کرتے ہیں، اگر آپ ہسپتالوں کے لئے فنڈز مہیا کرتے ہیں تو ہمیں بتایا جائے جناب چیئرمین صاحب کہ یہ اتنا بڑا رقبہ، اتنی لمبی سڑکیں کس طریقے سے اس معمولی فنڈ سے تعمیر کی جا سکتی ہیں۔ ہسپتال کا مسئلہ ہو، سکول کا مسئلہ ہو، یہ تمام مسائل اس لئے آج تک تشنۂ تکمیل ہیں کہ ہمارے فنڈز اور ہمارے وسائل مرکز کے اختیار میں ہیں اور جب ہم فنڈز کی بازیابی کے لئے کوشش کرتے ہیں تو ہمارے لئے نئے نئے فارمولے لائے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر آئین کی بات کی جاتی ہے، اگر وفاق کی بات کی جاتی ہے تو آپ ذرا دیکھئے کہ آئین کے آرٹیکلز کیا کہتے ہیں؟ آئین کی آرٹیکل 158 میں یہ واضح----

(اس موقع پر ڈپٹی چیئرمین میر عبدالجبار نے کرسی صدارت سنبھالی)

**جناب ڈپٹی چیئرمین:** السلام علیکم۔ جی حافظ صاحب۔

**حافظ حسین احمد:** وعلیکم السلام۔ جناب چیئرمین! میں عرض کر رہا تھا کہ مرکز کے حوالے سے ہم صرف اتنی گزارش کریں گے کہ بلوچستان کو اس حوالے سے نہ دیکھا جائے کہ وہ پس ماندہ یا ایک چھوٹا صوبہ ہے بلکہ رقبے کی بنیاد پر ہمیں فنڈز فراہم کئے جائیں تا کہ ہم اس وسیع و عریض صوبے کی ترقیاتی سکیموں کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں۔ جناب چیئرمین صاحب! جس صوبے سے سوئی گیس نکلتی ہو، جس صوبے سے کوئلہ نکلتا ہو، جس صوبے سے سونا نکلتا ہو، جس صوبے سے چاندی، گندھک، ماربل، کاپر اور اللہ آپ کو نیکی دے تانبا، کرومائیڈ، بیرامائیڈ، یہ تمام معدنیات اس صوبے سے نکلتی ہیں جس کو یہاں اسلام آباد میں بیٹھنے والے ہمارے بھائی پس ماندہ صوبہ قرار دیتے ہیں۔ جناب چیئرمین! آئین کی آرٹیکل 158 کے تحت یہ طے پایا ہے کہ جس صوبے سے جو معدنیات نکلیں، جو وسائل ہوں، سب سے پہلے ان پر اس صوبے کا حق ہے، اس کو فراہم کی جائیں، اس کے بعد دوسرے صوبے اس کے حق دار ٹھہریں گے۔ آپ آئین کی بات کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہاں قانون کی بات کی جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں جناب کہ اگر ہمارے سامنے یہ رکھا جاتا ہے کہ جناب اتنے اخراجات کئے ہیں اس لئے آپ کے طے شدہ فارمولے میں اتنی

کٹوتی کی جا رہی ہیں تو اس وقت انہیں آئین کا آرٹیکل158 نظر نہیں آتا۔ اس وقت تک بلوچستان میں صرف دو شہروں کو سوئی گیس فراہم کی گئی ہے۔ ایک کوئٹہ اور دوسرا پشین کا افتتاح اب انور سیف اللہ صاحب نے کیا ہے' اور کوئٹہ شہر کی بات تو کل بھی ساتھیوں نے بتا دی کہ وہ مارشل لاء کے دور میں گیس فراہم کی گئی تھی۔ ہم یہ نہیں مانتے کہ مچھ کول پور --- یہ تو وہ علاقے ہیں جہاں سے آپ سوئی گیس لا رہے تھے وہاں سے اگر آپ نے ان علاقوں کو گیس دی ہے' اسوقت ہمارے قلات' لورا لائی' خضدار' چاغی اور ژوب یہ تمام علاقے باقی ہیں جہاں پر گیس فراہم ہونی ہے۔ زیارت کے متعلق بھی بات کی گئی۔ لیکن جناب چیئرمین اگر آپ نے اخراجات کئے تو ہمیں یہ بتایا جائے کہ وہاں پر کون بیٹھا ہوا تھا' کس نے حساب کتاب کیا؟ اور اخراجات کی جو کٹوتی ہے وہ صوبہ سندھ میں اخراجات ہوں' صوبہ پنجاب میں اخراجات ہوں یا کہیں اور اخراجات ہوں تو اس کی کٹوتی بلوچستان سے کس لئے کی جا رہی ہے؟ جناب چیئرمین! میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے مخدوم صاحب بڑے ہوشیار ہیں' بڑے چالاک ہیں---

**جناب ڈپٹی چیئرمین،** ذہین ہیں جی۔

**حافظ حسین احمد** ، جی ذہین ہیں' علقمند ہیں' وہاں ہمارے جو 28 ممبران ہیں انہیں تو سیر سپاٹے سے ہی فرصت نہیں ہے۔ پہلی بار افتاد پڑی تھی کہ جیب خرچ وغیرہ کے لئے وہ بیچارے تشریف لائے تھے۔ یہاں پر پریشان تھے۔ آپ نے انہیں سہارا دیا' مندوخیل صاحب نے سہارا دیا' گچکی صاحب نے سر پر ہاتھ رکھا اور حئی صاحب نے سر پر ہاتھ پھیرا' ان بیچاروں کو کیا پتہ؟ NFC ایوارڈ میں 95ء کے لئے سات ارب روپے رکھے گئے تھے اور انہوں نے یہ سوچا کہ بلوچستان اب سات ارب یا اس سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے' انہوں نے پیش بندی کے طور پر دو ارب روپے 66 کروڑ کی کٹوتی ظاہر کی اور انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس تو فنڈز نہیں ہیں۔ اب وہ ہمارے بیچارے نوابزدگانِ قوم تشریف لائے ' اور انہوں نے یہ سوچا تک نہیں کہ جناب سات ارب کا مسئلہ ہے۔ جناب انور سیف اللہ صاحب آپ دو ارب 66 کروڑ روپے کی کٹوتی نہیں کر رہے' آپ پانچ ارب سے زیادہ کی کٹوتی کر رہے ہیں۔ کیا مسئلہ ہے؟ بلوچستان کے مسئلے کے سلسلے میں اگر آج ہم یہ کہیں کہ اخراجات کی رقم کاٹ کر آپ کو فنڈز فراہم کر رہے ہیں۔ اگر اس ایوان میں کھڑے ہو کر ہم یہ کہیں کہ جناب پہلے ہم زیارت' ژوب' لورا لائی' قلات' خضدار' چاغی کو اور

دالبندین کو گیس فراہم کریں گے پھر آپ کے اسلام آباد کے لئے گیس دیں گے تو پھر مجھ پر غداری کا لیبل لگے گا۔ یعنی اگر آپ اخراجات کی کٹوتی کی بات کریں' سارے اخراجات آپ نے کئے' اور ہمیں پتہ نہیں کہ آپ نے کیا کیا ہے؟ کس صوبے میں کئے ہیں' کس حوالے سے کئے ہیں؟ ان اخراجات کو کاٹ کر ہمیں جو رقم فراہم کرتے ہیں' اگر اسی فارمولے کے تحت بلوچستان اور آئین کی آرٹیکل 158 کے تحت ہمارا یہ آئینی حق بنتا ہے کہ جس صوبے سے جو معدنیات اور وسائل نکلتے ہوں سب سے پہلے وہ صوبہ اس سے مستفید ہو پھر اس کے بعد دوسرے صوبوں کا نمبر ہے۔ جناب مخدوم صاحب پھر آپ مجھ سے یہ کہیں گے کہ جناب بلوچستان والے علیحدگی پسند ہیں۔ اگر آپ ٹھیک نہیں ہوئے اور مرکز نے یہ فیصلہ واپس نہیں لیا' ہم یہ نہیں چاہتے جناب مخدوم صاحب کہ آپ یہ فرمائیں کہ جناب ہم نے جو کٹوتی کی ہے اس میں حق بجانب ہیں' لیکن چونکہ آپ کا دامن پھیلا ہوا ہے' کشکولِ گدائی آپ کے ہاتھ میں لہذا ہم دوسرے وسائل سے پورا کریں گے۔ ہم اس بات کو مسترد کرتے ہیں' ہمیں واضح طور پر یہ بتایا جائے کہ جناب ہم اس فیصلے کو واپس لے رہے ہیں اور آپ کا حق سات ارب ہے' آپ کی مہربانی کہ آپ نے چار ارب 66 کروڑ لئے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ بات نہیں ہو گی تو ہم اپنے جماعتی مفادات سے بالا تر ہو کر' اور ہمیں خوشی ہے کہ جناب سیف اللہ پراچہ صاحب بھی محتاط انداز میں ہمارے ساتھ ہیں۔ اور ہمارے 19 سینیٹر متحد ہیں اور میں مبارک باد دیتا ہوں دوسرے صوبوں کے اپنے ارکان پارلیمنٹ کو کہ انہوں نے ہمارا ساتھ دیا اور ہم سمجھتے ہیں کہ اسی انداز سے انور سیف اللہ خان صاحب بھی اپنے مستقبل کا سوچیں گے اور اس قسم کے اقدامات سے گریز کریں گے۔

جناب چیئرمین! کل ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ جناب سوئی گیس فیلڈ سے اس وقت اسلام آباد کے لئے مخدوم صاحب کے بنگلے کے لئے' انور سیف اللہ صاحب کے بنگلے کے لئے' محترمہ کے چولہے کے لئے اس وقت گیس جائے گی جب چاغی' لورا لائی' زیارت اور خضدار کو گیس فراہم ہو گی کیونکہ آئین کی 158 نے ہمیں یہ حق دیا ہے۔ پھر آپ ہم پر غداری کا مقدمہ قائم کریں۔ جناب یہ کیا ہے کہ سینڈک پراجیکٹ ہے اس کی تمام تر آمدنی مرکز کے پاس ہے۔ سوئی گیس کی آمدنی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ کرومائیٹ کی آمدنی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اور جناب چیئرمین! میں گزارش کروں کہ ہمارے ساتھ کیا کچھ ہو رہا ہے۔ اس وقت 145 ارب ترقیاتی بجٹ ہے۔ اور اس میں سے خدانخواستہ اگر ہمارے پاس سوئی گیس نہ ہوتی تو جناب ہم تو آپ کے ساتھ

رہ کر بھوکے مر جاتے۔ عجیب بات ہے کیا پاکستان کا ہم حصہ نہیں ہیں؟ کیا آپ اس لئے بلوچستان کو فنڈز دیتے ہیں کہ وہاں سے سوئی گیس نکلتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ لاڑکانہ سے کیا نکلتا ہے؟ کون سی معدنیات ہیں وہاں پر؟ اسلام آباد سے کیا پیدا ہوتا ہے؟ یعنی اگر آپ کا یہ فارمولا ہو کہ آپ تب ہمیں فنڈز فراہم کریں گے کہ آپ کے صوبے سے جو گیس نکلتی ہے اس کی رائلٹی کی بات کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین میں اس سے بھی ہٹ کر بات کروں گا کہ اگر اس خطے کو جو بالکل بنجر ہو، جہاں کچھ بھی نہ اگتا ہو لیکن پاکستان کے جغرافیہ میں ہو، آپ اسے پھینکدیں گے، آپ اسے چھوڑ دیں گے، آپ اسے کسی اور کے حوالے کریں گے کیونکہ جی اس کی کوئی آمدنی ہمارے پاس نہیں ہے۔ ہم تو آپ کو آپ کے فارمولے کے مطابق، اس آئین کے مطابق آپ کو آئینہ دکھا رہے ہیں۔ آئین میں یہ لکھا ہوا ہے اور آرٹیکل 158 نے ہمیں یہ حق دیا ہے کہ بلوچستان کی سوئی گیس سے پہلے قلات کو، خضدار کو، ژوب لورالائی کو، زیارت کو، چاغی کو، دالبندین کو، نوکنڈی کو گیس فراہم ہو اس کے بعد اس کا رخ اسلام آباد کی طرف ہو۔ لیکن عجیب بات ہے کہ اسلام آباد گیس پہنچ چکی ہے، دیگر علاقوں میں ایک ایک گھر اور گلی میں پہنچ چکی ہے اور وہاں پر قلات محروم ہے، جہاں پر سردی پڑتی ہے، زیارت محروم ہے۔ جناب چیئرمین 145 ارب روپیہ اس میں سے ہمیں گیس کے حوالے سے دے رہے ہیں، اس کی رائلٹی کے حوالے سے، جناب والا آپ کو خود علم ہے کہ جب بلوچستان میں سب سے پہلے JUI کی بگٹی صاحب کی اور ہماری حکومت تھی، اس وقت یہ مسئلہ اٹھا اس کے بعد جمالی صاحب کے دور میں جب مخلوط حکومت میں JUI تھی، اس وقت اس مسئلے کو آگے بڑھایا گیا۔ لیکن جناب چیئرمین میں یہ کہتا ہوں کہ صرف 4 ارب 66 کروڑ روپے ہمیں فراہم کیے جارہے ہیں اور باقی پیسے جس کا کوئی حساب نہیں، اور وزارتوں کے حوالے سے جو خرچہ کیا جا رہا ہے یعنی 96 ارب روپے کارپوریشن استعمال کرتی ہیں، واپڈا ہے، دوسری جو کارپوریشنز ہیں، T&T ہے، وہاں پر تو ہمیں پتا نہیں چلتا کہ ان کا فنڈ کس صوبے میں، کس ratio سے، کس شرح سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور جناب چیئرمین اس طرح 22 کارپوریشنیں ہیں اور ہمیں 4 ارب روپیہ دیا جاتا ہے بقیہ 141 ارب کا حساب ہم کس سے لیں؟ اسی لئے ہمارا رونا تھا کہ جناب بجٹ پر ہمیں بحث کا اختیار دیا جائے، سینٹ کو بحث کا اختیار دیا جائے۔ اس لئے کہ سینٹ میں صوبوں کی مساوی نمائندگی ہے اور وہاں نیشنل اسمبلی میں مساوی نمائندگی نہیں ہے وہاں آبادی کی بنیاد پر نمائندگی ہے اور ہم

چاہتے ہیں کہ رقبے کی بنیاد پر نمائندگی دی جائے ۔ اور کم از کم اگر اسمبلی میں آبادی کی بنیاد پر ہمیں نمائندگی نہیں ملتی تو بجٹ میں ہمیں رقبے کی بنیاد پر نمائندگی دی جائے ۔ جناب چیئرمین! ہمیں یہ کہا گیا کہ جناب گیس ہماری ' اس کا اختیار ہمارا ' سینڈک پروجیکٹ کے جتنے بھی projects ہیں وہ سب ہمارے ' اور آپ کو ہم ملازمتیں دیں گے ۔میں جناب انور سیف اللہ صاحب سے پوچھتا ہوں کہ وہ حلف اٹھا کر کہیں کہ اس وقت کیا پوزیشن ہے ' آپ کے سوئی ناردرن گیس کے ایم۔ڈی صاحب ' یہ ان کی کوئی رنگین تصویر چھپی ہے جاوید حسین صاحب ' انہوں نے یہ کہا ہے کہ جناب سوئی گیس میں سب سے زیادہ ملازمتوں کی تعداد بلوچستان کو ملی ہے ' میں اسے چیلنج کرتا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ جناب وزیر صاحب یہ وہ لوگ ہیں جو آپ کو بھی گھاس نہیں ڈالتے ' جو آپ کی بھی بات نہیں مانتے ' انہوں نے کبھی بھی آپ کو کوئی اہمیت نہیں دی ہے ۔ اور آپ نے یہ بات مجھ سے نہیں تمام ارکان پارلیمنٹ سے کی ۔ اور جناب چیئرمین میں اور ہمارے دوسرے ممبران میں سے کچھ کراچی گئے تھے ' ہم انہیں ٹیلیفون کرتے رہے ' ماشاء اللہ آج کل جاوید صاحب نے مستورات سیکرٹریز بھی رکھی ہیں۔ تین چار ٹیلیفون سے ایک پہ میں نے بات کی' انہوں نے کہا جی وہ تو گھر پہ ہوں گے۔ جب میں نے گھر پتہ کیا تو جناب جاوید صاحب باہر نکلے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کے آفس سے کسی اور سے پتہ کیا انہوں نے کہا جی یہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے ٹیلیفون کیا ایک محترمہ نے اٹھایا۔ انہوں نے کہا جناب وہ تو باہر میٹنگ میں ہیں۔ میں نے کہا جی ذرا آپ hold رکھیں۔ دوسرا جو نمبر تھا اس کو میں نے کہا کہ آپ اس پہ فون کریں۔ ایک دوست تھے انہوں نے فون کیا۔ اس سے کہا کہ ساتھ کمرے میں میٹنگ میں ہیں۔ میں نے کہا چھپ کیوں رہے ہیں۔ سیف اللہ پراچہ صاحب کاش موجود ہوتے ان کو پتہ ہے کہ وہاں پر کس انداز میں ارکان پارلیمنٹ کو ذلیل کیا جاتا ہے۔ اور جناب جہاز چل رہے ہیں۔ ان کے باپ کے جہاز ہیں۔ ہم جناب واضح طور پر بتانا چاہتے ہیں کہ اگر سوئی گیس کے محکمے میں سینڈک میں بلوچستان کے باشندوں کو ملازمت نہیں ملی پھر ہم مجبور ہوں گے کہ ہم جاوید صاحب کو بلوچستان میں گھسنے نہیں دیں ۔یعنی کیا مذاق بنایا ہے جناب چیئرمین صاحب۔ میرے دوست انور سیف اللہ صاحب بیٹھے ہیں آپ مجھے بتائیں کہ کیا ratio ہے اس وقت بلوچستان کا پورے ملک کی ملازمتوں میں؟ جناب میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ جہاں تو خاندانی منصوبہ بندی کی بات کی جاتی ہے۔ اربوں روپے خرچ ہو رہا ہے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ رقبے کی بنیاد

پہ فنڈ فراہم کرنے کا وعدہ کریں گے تو پھر شاید اس پہ ہم سوچیں۔ ورنہ تو ہم آبادی بڑھائیں گے تاکہ آپ کے ہم پلہ ہو جائیں اور آپ کے حربوں کا ہم مقابلہ کر سکیں۔ اس لیے جناب چیئرمین، میری گزارش یہ ہے، ہمیں توقع ہے خدارا اس مسئلے کو اس انداز میں نہ لیں ہم نے جو قرارداد پیش کی ہے اس حوالے سے نہیں کہ ہم آپ سے الجھنا چاہتے ہیں۔ میں جانوں بلوچستان کی حکومت جانے۔ ہم حزب اختلاف میں ہیں وہاں پہ یہ الگ بات ہے کہ ہم نے ان کو بھی کہا تھا کہ جناب ہم فنڈ لے رہے ہیں تمہارے اپنے تللوں کے لیے نہیں بلکہ بلوچستان کے لیے۔ لیکن اس پہ یہ خوش نہ ہوں۔ کیونکہ وہاں بھی خردبرد ہے تو یہاں کون سے پارسا بیٹھے ہیں۔ لیکن مسئلہ جناب بلوچستان کا ہے۔ دوسرے صوبے بھی سوچ رہے ہیں۔ جناب الیاس بلور صاحب بھی کچھ بنا کے لے آئے ہیں۔ اگر وہ کچھ حاصل کریں گے تو وہاں پر بھی آفتاب شیرپاؤ صاحب کو ہی کچھ ملے گا۔ تو میری گزارش یہ ہو گی جناب چیئرمین، کہ ہمارے محترم دوست اس قرارداد کو متفقہ طور پہ منظور کریں۔ اور مخدوم صاحب سے گزارش ہے کہ وہ واضح طور پہ یہ اعلان کریں کہ این ایف سی 1995ء کے لیے سات ارب کا ہدف مقرر کیا تھا۔ اور آپ کے جو چار ارب تھے اس 66 کروڑ سے وہ ہم پورے کے پورے آپ کے اسی رائلٹی سے ادا کریں گے۔ باقی آپ کی مرضی۔ آپ کیا کرتے ہیں؟ اور اس قرارداد کو کم از کم متفقہ طور پہ جناب چیئرمین، پورا کیا جائے۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** مہربانی حافظ صاحب۔ بہت نوازش۔

**حافظ حسین احمد۔** تو میں یہی سمجھتا ہوں جناب کہ میں اپنی بات کو مختصر کروں کیونکہ سینڈک پراجیکٹ پر، بولان میڈیکل کالج پہ اور دیگر جو مسائل تھے ان پہ ہمارے دوستوں نے بات کی ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** شکریہ حافظ صاحب۔ جناب انور بھنڈر صاحب on a point of order۔

**چودھری محمد انور بھنڈر۔** میں ممبر ہوں اس resoluation کا' اس لیے بولنا چاہتا ہوں' تقریر کرنا چاہتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** نہیں تو وہ نمبروار آ رہے ہیں سب ناں جی۔ میں عرض کرتا ہوں میرے پاس لسٹ ہے جو ابھی پڑی ہے اس کے مطابق چلنا ہے میں نے۔ اب according to this list before me I give the floor to Sardar Bashir Ahmad Khan Tarin

جی بھنڈر صاحب ابھی movers چل رہے ہیں ان کے بعد ہی بات ہو گی جی شکریہ جی ۔جی جناب سردار صاحب؟

**سردار بشیر احمد خان ترین** ۔جناب چیئرمین صاحب! سب سے پہلے تو میں ان حضرات کا جو ہمارے ساتھ اس قرارداد میں شامل ہیں بلوچستان کی طرف سے اور بلوچستان کے عوام کی طرف سے تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ جناب چیئرمین! یہاں پرمیرے باقی ساتھیوں نے گیس کے متعلق یا بلوچستان کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ایک بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ پیپلز پارٹی ہو یا کوئی اور پارٹی بر سراقتدار ہو یہ میٹھی میٹھی باتوں سے تو لوگوں کا دل وقتی طور پر خوب بہلا لیتے ہیں لیکن عین موقع پر مکر جاتے ہیں۔ مجھے اب بھی یقین نہیں ہے کہ انہوں نے جو وعدے کئے ہیں وہ اس وجہ سے کئے ہیں کہ وہ بلوچستان کو پاکستان کا حصہ سمجھ رہے ہیں یا ان کو ہمدردی ہے۔ جناب والا! اسلام آباد کے چولہوں کو گرم رکھنے کے لئے انہوں نے فوری طور پر سوئی گیس کی رائلٹی منظور کر لی ہے ان کو معلوم تھا کہ یہ گیس کہاں سے نکل رہی ہے جناب والا! اگر ان کو واقعی بلوچستان سے ہمدردی ہے تو جو ہماری باقی اسکیمیں ہیں جو on going ہیں آرٹیکل 37 کے تحت ان علاقوں کو ترقی دی جائے جو دوسرے صوبوں سے پسماندہ ہوں یا غیر ترقی یافتہ ہوں اگر انہوں نے اس پر عمل کیا تو ہم کہیں گے کہ یہ واقعی بلوچستان سے مخلص ہیں اور ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کو انہوں نے میٹھی میٹھی باتوں سے دل بہلا کر بڑی خوبصورتی سے ٹال مٹول کر کے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ ہم بلوچستان کو حقوق دیں گے حالانکہ انہوں نے نہ پہلے بلوچستان کو حقوق دیئے ہیں اور نہ بعد میں دینے کا ان کا کوئی ارادہ ہے' یہ کیونکہ ہم کئی بار ایک دوسرے کو آزما چکے ہیں ۔ رہی یہ بات کہ بلوچستان والے چاہتے ہیں کہ گیس کی قیمتیں بڑھ جائیں رات کو ٹی وی کے خبر نامے میں یہ بات تھی یہ بالکل غلط بات ہے ہم نہیں چاہتے ہم تو چاہتے ہیں کہ ہمارا اور دوسرے صوبوں کی رائلٹی گیس کا بیلنس ایک ہو جناب والا اگر ان کو عوام کی اتنی فکر ہے جس طرح بے نظیر صاحبہ کا یہ بیان ہے 31مئی کے اخبارنوائے وقت میں کہ بجلی کے نرخوں میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے گا 98 تک کیوں' اس کا بل غریب لوگ نہیں دیتے ؟ اس کی قیمت بھی نہیں بڑھانی چاہئیے ۔جناب والا بات صاف ہے 'یہ لوگ ' بلکہ میں یہ کہوں گا کہ مرکز صوبہ بلوچستان کو پاکستان کا حصہ نہیں سمجھتا اور یہ لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ شاید بلوچستان کے عوام کم ہیں یا کمزور ہیں میں آج ان کو یہ دعوے

سے کہتا ہوں کہ خدا کے لئے اس ملک پر رحم کریں اگر آپ میں اتنی حکمت عملی ہوتی حکومت کرنے کی تو کراچی کی صورت حال اب جس سٹیج پر ہے اس کو کنٹرول کرتے خدا کے لئے پیسوں کے لئے کرسی کے لئے اس ملک کو تباہ نہ کریں جناب والا! یہاں پر تو لوگ کہتے ہیں کہ جمالی صاحب نے یا کسی اور صاحب نے اس ایوارڈ پر دستخط کئے تھے ۔جناب والا! انہوں نے کس سے پوچھ کر کئے تھے؟ اور وہ جانے دیکھئے اب جو ایوارڈ بنیں گے اس پر کون ہو گا اس پر یہ ہمیں کیا دیں گے؟ اسی طرح فلو رپر تو ضرور یہ کہیں گے کہ جی ہم اتنا ہی دیں گے جتنے اگلے سال دیئے تھے اس سے بھی زیادہ دیں گے اس فلور پر تو کئی بار ایسی باتیں ہوئی ہیں ۔ اور کئی بار ہم کو یقین دلایا گیا جناب والا رہا بجلی کا مسئلہ سب سے جو اہم مسئلہ بلوچستان کا ہے وہ بجلی کا ہے اس فلور پر جس طرح ابھی آغا صاحب نے کہا تھا کہ این ڈی خان صاحب یا کون صاحب ہیں انہوں نے ایک بار نہیں کتنی بار یقین دہانی کروائی کہ چیئرمین صاحب جائیں گے اور وہاں پر حالات معلوم کر کے میں رپورٹ پیش کر دوں گا میں کہتا ہو ں کہ یہ لوگ سرا سر اس فلور پر بھی غلط بیانی کر رہے ہیں۔جناب والا! بار بار کہا گیا اور اس کا انجام جو نکلے گا ان سے پتا نہیں یہ کیوں اپنے آپ کو بے خبر رکھتے ہیں معلوم نہیں سب نے پیرس میں رہنے کابندوبست کیا ہے۔یا باہر کے ملکوں میں ہاؤس میں ہماری تو نسلیں یہیں رہ رہی ہیں ' ہماری اولاد اسی ملک میں رہ رہی ہے اور انشاء اللہ یہیں رہے گی ۔

ہم صاف کہہ دینا چاہتے ہیں کہ اگر بلوچستان کو اپنے حقوق نہیں ملے تو بلوچستان پاکستان کا حصہ اپنے آپ کوکبھی نہیں سمجھے گا ۔ جناب والا ! اس طرح لوگوں کو جان بوجھ کر دیوار کے ساتھ کھڑا کیا جا رہا ہے تاکہ ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ وہ مجبوراً کوئی ایسا کام کریں کہ ہمارے وزیر داخلہ صاحب پھر لاٹھی اٹھا کر اس کے پیچھے چل پڑیں کہ اس نے حکومت کے خلاف یہ کام کیا ہے لہذا یہ غدار ہے ' یہ دہشت گرد ہےمعلوم نہیں کیا کیا ہے؟ جناب چیئرمین! ہمارے بزرگوں نے ' ہمارے بڑوں نے اس ملک کو بڑی جدوجہد کے بعد بنایا ہے اور یہ کسی کو زیب نہیں دیتا جیسا کہ اس ملک کو پہلے بھی ایک دفعہ بہت بڑا دھچکا لگا ہے مزید اس کو کسی کرسی کے لالچ میں یا اقتدار کو زور سے اپنے آپ کو اس پر قائم و دائم رکھنے کے لئے اس ملک کو مزید دھچکا دے ۔ جناب والا! ہمارے صوبے کے وزیر اعلیٰ جو یہاں آئے تھے یا یہاں مرکز کے کچھ وزیر تھے ۔ یہ میں بالکل صاف کہتا ہوں کہ یہ نورا کشتی تھی اور کوئی صحیح بات نہیں

ہوئی۔ جناب والا! ہم جو کہتے ہیں - ایمان سمجھ کر سیاست کرتے ہیں تجارت سمجھ کر نہیں کرتے۔ جناب والا! دوسری طرف تو راشدی صاحب معلوم نہیں کیا باتیں کر رہے ہیں - اگر آپس میں باتیں کرتے ہیں تو باہر جا کر کریں - یہ غلط بات ہے - جناب چیئرمین ! یہ تو ان کا حال ہے۔ یہ لوگ آگے کیا سنجیدہ ہوں گے - اس ملک کو چلانے کے لئے اور کیا کریں گے۔ جناب والا! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا - میں صرف یہ کہوں گا کہ جو ہمارے ساتھ وعدے کئے گئے ہیں یا تو جس طرح وہ کہتے ہیں کہ ہم نے فلاں کے ساتھ بات چیت نہیں کرنی ہے - جس طرح وہ کراچی کے متعلق کہتے ہیں - اسی طرح وہ جرأت سے کام لیں اور کہیں کہ ہم نے بلوچستان کو کچھ نہیں دینا - بلوچستان جائے یا ان کا کام جائے - جناب والا! میں آپ کا اور اس ہاؤس کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا - میرے خیال میں تو مرکز کو سوچنا چاہیئے کہ بلوچستان پاکستان کا ایک بہت بڑا صوبہ ہے اور وہ معدنیات سے مالا مال ہے لہذا خدا را اس کو ناراض نہ کریں۔ شکریہ جی۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین**۔ شکریہ جناب سردار صاحب۔ اگلے لسٹ پر جو mover ہیں وہ فتح محمد خان صاحب ہیں - اس کے بعد مجھے ایک request آئی ہے بھنڈر صاحب کی طرف سے کہ ان کو اجازت دی جائے - وہ ہاؤس سے پوچھ لیں گے کہ اگر ہاؤس کی طرف سے اجازت دی گئی تو ان کو اجازت دی جائے گی کیونکہ movers کچھ باقی ہیں - جی جناب فتح محمد خان صاحب۔

**جناب فتح محمد خان** ۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! اس پر باتیں بہت ہوئی ہیں اور خاص کر جب ہمارے عبدالرحیم مندوخیل صاحب اور حافظ حسین احمد صاحب کسی مسئلے پر بات کر لیتے ہیں تو اس کے بعد کوئی پہلو نہیں رہ جاتا - اس لئے پہلے تو میں ان کی ساری باتوں کی مکمل تائید کرتا ہوں کہ بلوچستان کے صوبے کو ان کا جائز جو حق ہے وہ ان کو ضرور ملنا چاہیئے اور اس کے ساتھ میں یہ بھی اضافہ کروں گا کہ باقی صوبوں کو یا باقی علاقوں کو، سب کے ساتھ ایک ہی طریقے سے ساتھ سلوک کیا جائے ۔ ایک طریقے سے ان کو اپنا حق دیا جائے اور اس کی بنیادی خرابی جو میرے ذہن میں ہے وہ یہ ہے کہ جو پیسے ملتے بھی ہیں - وہ سارے کے سارے وہاں علاقے کے ممبران کھا جاتے ہیں یا ان کی غلط تقسیم کی وجہ سے وہ پیسے غلط راستے پرخرچ ہو جاتے ہیں تو یہ جو پیسوں کا سلسلہ ممبروں کو مارشل لاء کے دور سے منتقل ہوا ہے - پیپلز پارٹی والے یہ بار بار یہ کہتے رہتے ہیں کہ ہم نے مارشل لاء کو ختم کرنے کے لئے گیارہ سال جد و جہد

کی تھی تو کیا میں ان سے پوچھ سکتا ہوں کہ انہوں نے جد و جہد اس لئے کی تھی کہ اقتدار پر قبضہ کر لیں بادشاہت ان کو مل جائے یا ان کے جو غلط کارنامے ہیں ۔ وہ ان کو ختم کر لیں تو میرے ذہن میں یہ بات ہے کہ جب تک یہ پیسوں کا سلسلہ جو ہر جگہ پر ہر طریقے سے لوگوں میں ڈالا ہوا ہے۔ ممبر بھی مختلف طریقوں سے حصہ کھاتے ہیں۔ اس طرح سے عشر و زکوٰۃ کے پیسے بھی کھائے جاتے ہیں ۔ اس طرح بیت المال سے بے تحاشہ اپنی مرضی سے لوگوں کو چیک تقسیم کئے جاتے ہیں ۔ اور طریقوں سے جو فضول خرچیاں ہوتی رہتی ہیں ۔ صدر صاحب جدھر بھی جاتے ہیں غیر مستحق لوگوں کو پیسے دے دیتے ہیں ۔ اس طرح وزیراعظم صاحبہ بھی پیسے دے دیتی ہیں ۔ اس سے پہلے بھی وزیراعظم صاحبان بھی پیسے غیر مستحق افراد کو دیتے تھے ۔ میرے خیال کے مطابق اس سے یہ غلط بات نکل آتی ہے اور وہ جب اقتدار میں آجاتے ہیں تو ان کو پیسوں کا اختیار مل جاتا ہے ۔ اس اقتدار کے لئے جنگ چھڑ جاتی ہے اور جو حکومت میں آ جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اب یہ ہماری حکومت ہے اب ہم لوٹ مار کریں گے اور جو اپوزیشن میں آ جاتے ہیں تو ان کا خیال ہوتا ہے کہ لوٹ مار تو وہ کر رہے ہیں ہم کیا کریں گے؟ کہتے ہیں کہ جلدی حکومت ہمارے حوالے کر لو تاکہ یہ سلسلہ ہم شروع کریں ۔ اس لئے یہ تصادم اور محاذ آرائی موجود ہے۔ اگر سیاست کو ہم خدمت کے انداز میں چلائیں تو میرے خیال میں ہر ایک یہ سمجھے گا کہ اگر کوئی دوسرا مجھ سے زیادہ خدمت کر سکتا ہے تو اس کو خدمت کرنے کا موقع دیا جائے۔ بعد میں اگر وہ صحیح نہیں کر سکتا تو میں لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر ان کی ٹرن ختم ہونے پر میں حکومت کر لوں گا لیکن یہاں پر چونکہ سلسلہ اس طرح ہوتا ہے کہ ایک یا دو سال ہم انتظار نہیں کر سکتے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ سے جب سے پاکستان بنا ہے یہ تصادم اور کشمکش رہا ہے۔ میں اس میں ان الفاظ کا اضافہ کروں گا کہ یہ پیسوں کا سلسلہ بند کر دیا جائے۔ ابھی نئے آرڈیننس PPP کی طرف سے جو آنے ہوتے ہیں کہ صدر کی اتنی تنخواہ بڑھا دی جائے۔ باقی مراعات بھی اتنی بڑھا دی جائیں۔ جب اس کی معیاد ختم ہو جائے تو اتنے پیسے اور دیئے جائیں۔ وزیراعظم صاحبہ کے شوہر کو اتنے دیئے جائیں۔ پروفیسر ساجد میر صاحب نے کہا تھا کہ لالی پاپ ممبروں کے منہ ڈالا ہوا ہے کہ ان کا ۱۰۰ روپے ڈیلی الاونس زیادہ کر دیا گیا ہے اور ۲ ہزار کی تنخواہ بھی زیادہ ہوئی ہے۔ تو ممبران بھی کہتے ہیں کہ جی ہم بھی مان لیتے ہیں ۔ باقی لوگ جو باہر بیٹھے ہوئے ہیں وہ کیا سمجھتے ہوں گے ہمارے متعلق کہ قوم کی ہم نے کیا حالت بنا رکھی ہے ۔ کسی جگہ بھی امن و امان

نہیں ہے۔ کسی جگہ بھی حقوق محفوظ نہیں ہیں۔ کسی بھی شہری کو آزادی حاصل نہیں ہے۔ جبکہ ہم یہاں پر اپنے پیسوں کا سوچ رہے ہیں کہ کس طرح ہماری تنخواہیں زیادہ ہو جائیں۔ کس طرح ہمارے فنڈز زیادہ ہو جائیں۔ یہ پیسوں کی تقسیم بھی صحیح ہونا چاہیئے۔ آخر میں میں اس تحریک کی مکمل تائید کرتا ہوں اور یہ unanimously پاس ہونا چاہیئے۔ اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ جناب۔ بھنڈر صاحب آپ mover بھی ہیں۔ اس کے بعد سردار یعقوب ناصر صاحب ہیں غالباً وہ حاضر نہیں ہیں۔ فضل آغا صاحب اور ڈاکٹر ریحان صاحب کی بھی request آئی ہے پانچ منٹ بولنے کے لئے۔ میرے خیال میں پہلے movers ختم کرتے ہیں۔ جناب راجہ صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق، جناب چیئرمین، حافظ حسین احمد صاحب نے ایک تحریک التواء حج کے بارے میں دی تھی۔ آج کے اخبارات بھرے ہوئے ہیں حاجیوں کے ساتھ جو سلوک ہوا ہے اس کے بارے میں۔ تو اگر یہ بلوچستان کے ڈونچنٹ سرچارج کو کوئی ایک بجے کے قریب یا ایک بجے سے پانچ منٹ بعد تک ختم کر دیا جائے کیونکہ اس معاملے پر میرے خیال میں کوئی ایگریمنٹ ہو گیا ہے کہ منسٹر صاحبان کوئی بیان بھی دیں گے۔ اگر تھوڑی دیر اس کے لئے رکھ لی جائے تو وہ معاملہ بھی آج نمٹ سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، تو کیا تقاریر معطل کی جائیں۔

راجہ محمد ظفر الحق، شام کو تو نہیں ہو سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، تقاریر تو بہت ہیں یہاں پر۔ میرے پاس جو لسٹ ہے راجہ صاحب وہ تو اس وقت ۱۲ آدمی باقی ہیں بولنے والے۔ چار movers اب تک باقی رہتے ہیں۔ تو آج کیوں حج والا نہیں لیا گیا ہے۔ آرڈر آف دی ڈے پر تو تھا۔

راجہ محمد ظفر الحق، ایک ہو گیا ہے تو دوسرا نہیں ہوا۔

Main Raza Rabbi : Sir, according to the Rules one Adjournment motion, if it is admitted, the other one can not be admitted. So one Adjournment

Motion has already been admitted

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much for this guidance.

جی حافظ صاحب ۔

**حافظ حسین احمد** ۔ اس پر دو items تھے ایک تو بجٹ کا بھی مسئلہ تھا ۔ یعنی اگر آج آپ اجلاس prorogue کر دیتے ہیں وہ تو ........

**جناب ڈپٹی چیئرمین** ۔ نہیں prorogue کی تو شکل نظر نہیں آ رہی کیونکہ مقررین بہت سے رہتے ہیں ابھی میرے خیال میں کل تک جانے کی یہ بات۔

**حافظ حسین احمد** ۔ میں یہی کہنا چاہتا تھا۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین** ۔ جی جناب بھنڈر صاحب۔

**چوہدری محمد انور بھنڈر** ۔ میں جناب کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم معاملے پر اظہار خیال کا موقع دیا اور میں اس resolution کے محرکین میں سے بھی ہوں جب ہمارے فاضل دوستوں نے بلوچستان کے دوستوں نے یہ resolution move کرنا چاہی تو اس کے ہم نوا بنے ہم نے کہا کہ اس resolution کی تائید کرتے ہیں وہ اس لئے نہیں کہ محض اپنے دوستوں کے کہنے پر بلکہ ہم سمجھتے ہیں جو حق کسی صوبے کا ہے جو بھی حق کسی فرد کا ہے جو بھی کسی آبادی کا ہے وہ حق انہیں ملنا چاہئیے اور ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہو گی کیونکہ اگر ان کو یہ surcharge سوئی گیس پر نہ ملے تو یہ بات درست نہیں ہو گی چنانچہ ہم نے اصولی بنا پر اور حق کی بنا پر اس resolution کی تائید کی میں سمجھتا ہوں کہ ایوان میں کوئی بھی ایسا آدمی نہیں ہے اور کوئی بھی رکن نہیں ہے جو کہ تائید نہیں کرے گا لیکن بہتر اس کے کہ یہ session منعقد ہوتا ایک معاہدہ اخبارات میں آیا اور ہم نے دیکھا کہ جناب! وزیر اعظم صاحبہ نے یہ یقین دہانی دلائی کہ compensation دیں گے میں سمجھتا ہوں کہ ایک واضح اور حتمی طور پر یہ مطالبہ تسلیم نہیں کیا گیا تھا لیکن بہرحال یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ compensation کے الفاظ جو استعمال کئے گئے اس compensation میں وہ ان کا مطالبہ پورا کریں گے اور وفاقی حکومت اور بلوچستان کی حکومت کو ان کا حصہ اور وہ رقم جو کاٹی گئی تھی وہ دے دیں گے ۔ ان کو اگر رقم مل جانے تو خواہ یہ compensation ہو یا کٹ

کی واپسی ہو یا رقم کا تعین ہو جو کچھ بھی ہو ہم یہ چاہتے ہیں کہ فی الواقعی یہ رقم ان تک پہنچے۔ لیکن جناب ! میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک بات یہ عرض ضرور کرناچاہتا ہوں کہ جناب مندوخیل صاحب نے اپنی تقریر کے دوران یہ فرمایا تھا کہ وزیر اعظم صاحبہ نے کہا کہ آپ پنجاب کو کہیں یا ہم پنجاب کو کہیں گے لیکن جناب والا! پنجاب کی صورت حال کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہاں بیٹھے ہوئے ایک اکائی پنجاب کو، میں represent کر رہا ہوں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کا مطالبہ جائز ہے درست ہے اسے حق ملنا چاہئیے لیکن پنجاب سے کیا لے کر دیں گے ۔ پنجاب کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے اس کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں ایسا نہیں ہے کہ پنجاب کو بڑی فراوانی سے Federal Government رقوم دیتی ہے اور پنجاب کو فالتو رقومات وہ دے دیتی ہے یا پنجاب کے بڑے finances unlimited ہیں ایسی صورت حال نہیں ہیں صرف آپ کی توجہ کے لئے اور اس ہاؤس کی توجہ کے لئے یہ عرض کرنا چاہتاہوں کہ میرے پاس یہ explanatory memorendom on Federal receipt 1994-95 ہے اور اس کے حوالے سے صفحہ ۱۴ پر یہ لکھا گیا ہے کہ ۹۴-۱۹۹۳ء میں surcharge on gas for Punjab 568 million تھا۔ اس کے بعد ۹۴-۱۹۹۳ء میں اس کو revise کیا گیا اور revise کر کے اس surcharge کو 538 million کر دیا گیا۔ کیا وجوہات تھیں کہ 30 million اس میں سے کم کر دیا گیا؟ لہذا پنجاب کا روپیہ بھی کم کیا گیا revise budget 1993-94 میں اور اس کے بعد جناب والا! جب ۹۵-۱۹۹۴ء آیا تو رقم جو ۵۶۸ ملین پہلے بجٹ میں provide کی گئی تھی اس سے کم کر کے ۵۴۶ ملین کر دی گئی تو اس لحاظ میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ surcharge کے معاملے میں تو پنجاب کے ساتھ بھی کوئی اچھا سلوک نہیں کیا گیا بلکہ پنجاب کی رقومات بھی Federal Government نے کم کیں۔ اس لحاظ سے revise سندھ کو 1993-94 میں سرچارج 2645 ملین دیا گیا مگر 1994-95 میں اسے 3204 ملین کر دیا گیا اور بلوچستان کے لئے 1150 سے بڑھا کر 1294 ملین کی رقم مہیا کی گئی اس میں جناب ! اگر ملاحظہ آپ فرمائیں کہ تو سندھ اور بلوچستان کا سرچارج بڑھایا گیا لیکن پنجاب کے گھٹائے گئے کیا اس پر روشنی ڈالیں گے فاضل وزراء صاحبان اور میں یہ توقع کروں گا اور میں ان سے درخواست کروں گا کہ اس کے متعلق پنجاب کے عوام کو مطمئن کرنے کے لئے آپ ضرور یہ جواب مہیا فرمائیں کہ سندھ اور بلوچستان کے اگر ۲۰۰، ۲۰۰ ملین بڑھائے گئے تھے تو پنجاب کے کیوں کم کئے گئے ۔ دوسری بات

جناب یہ ہے کہ گزشتہ سال سے ہماری رقم کم کیوں کی گئی؟ اس کی کیا وجوہات تھیں؟ اس کے متعلق بھی پنجاب جواب چاہتا ہے۔ جہاں ہم دوسرے صوبوں کے حقوق میں ان کے ہم نوا ہیں اور ان کے ساتھی ہیں، وہاں ہم یہ مطالبہ کرنے میں بھی حق بجانب ہیں کہ پنجاب کو اس کے حقوق سے کیوں محروم کیا جاتا ہے؟

جناب والا! تیسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں، کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ پنجاب سے لے کر دیں گے۔ اس کے متعلق میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے لئے جو development expenditure ہے، میں اسے Federal Budget in brief سے پڑھتا ہوں۔ اس کے صفحہ 53 پر فیڈرل بجٹ میں total development expenditure 90 ہزار ملین تھا۔ اس 90 ہزار ملین سے فیڈرل گورنمنٹ نے اپنے لئے تو 65 ہزار ملین رکھ لیا۔۔ ٹھیک ہے، شاید ان کے اپنے پروگرام ہوں گے اور انہوں نے یہ مناسب سمجھا کہ صرف 25 ہزار صوبوں کو دیا جائے اور یہ 25 ہزار ملین صوبوں کو دیا گیا۔ اس کی تقسیم یوں ہوئی کہ پنجاب کو 10388 ملین، سندھ کو 3380 ملین، این۔ ڈبلیو۔ ایف۔ پی کو 4108 ملین اور بلوچستان کو 3410 ملین دیا گیا۔ اس لحاظ سے بھی جناب میں عرض کروں کہ جو ایوارڈ نیشنل فنانس کمیشن نے دیا تھا یا جس کے مطابق ہمیں پیسہ ملنا چاہیئے وہ نہیں ملا بلکہ یہ 41.52% ملا ہے۔ جب کہ 57.88% کے حساب سے ملنا چاہیئے تھا۔ جہاں تک سندھ کا تعلق ہے اس کو 28% ملا ہے۔ جب کہ اس کا حق اس حساب سے 23% تھا۔ اسی طرح این۔ ڈبلیو۔ ایف۔ پی کو 16.672% ملا ہے جب کہ اس کا حق 13.54% تھا۔ بلوچستان کو 13.64% ملا ہے۔ جب کہ اس کا حق 5.30% تھا۔

جناب والا! میں یہ نہیں کہتا کہ یہ نہ ملے بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے۔ یہ ضرور ملے، کوئی حرج نہیں ہے۔ less developed کو بھی ملنا چاہیئے۔ لیکن میں صرف پنجاب کی بات کرتا ہوں کہ پنجاب کو اس کا حق کیوں نہیں ملتا ہے؟ پنجاب کو development fund میں اس کا پورا حق کیوں نہیں دیا گیا؟ اور اس کی کیا وجوہات ہیں، کیوں اس کو نظر انداز کیا گیا ہے؟

جناب والا! پنجاب میں آئیے۔۔ ہمارے ساتھ چلیں۔ ہم آپ کو ان علاقوں میں لے کر جائیں گے کہ جہاں پینے کا پانی تک نہیں ہے۔ ہم آپ کو ان علاقوں میں لے کر جائیں گے، جہاں ابھی تک اندھیرا ہے۔ ہم آپ کو ان علاقوں میں لے کر جائیں گے، جہاں ابھی تک سوئی گیس کی کوئی provision نہیں رکھی گئی ہے۔ یہاں بھی less developed علاقے ہیں

اور ان less developed علاقوں کو develope کرنے کے لئے فنڈز کی ضرورت ہے جو کہ ضرورت کے مطابق نہیں مل رہے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ پنجاب میں بھی وہ ترقی نہیں ہو رہی ہے جس کا پنجاب مستحق ہے یا جس کی اسے ضرورت ہے ۔ اس لئے اس طرف بھی وفاقی حکومت کو توجہ دینا ہو گی۔ خدا را آئندہ سال سے پنجاب کو ترقیاتی فنڈز کی allocation میں نظر انداز نہ کیجئے۔ سب سے زیادہ آبادی والے اس صوبے کو نظرانداز نہ کیجئے اور ان حقائق کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کو خاطر خواہ اور پوری امداد دیجئے۔

جناب والا! کہا جا سکتا ہے کہ less developed areas کے لئے 10% رکھا جاتا تھا۔ آپ یہ 10% less developed areas کو ضرور دیں۔ آپ چاہے 15% بھی دیں تو ہم mind نہیں کریں گے بلکہ ہم کہیں گے کہ ضرور دیا جائے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر 10% کم بھی کر دیا جائے تو پھر بھی پنجاب کا 14770 ملین بنتا ہے جب کہ اس کے مقابلہ میں اسے 10388 ملا ہے۔ اس طرح سے پھر بھی یہ رقوم کم ہیں اور اس میں پنجاب کی حق تلفی ہوئی ہے۔

میں نہایت ادب سے فاضل وزیر خزانہ اور حکومت کی خدمت میں عرض کروں گا کہ بلوچستان کا حق بلوچستان کو دیجئے لیکن پنجاب کے حق کو نظر انداز نہ کیجئے اور پنجاب کو surcharges میں ---

**جناب ڈپٹی چیئرمین** ۔ بھنڈر صاحب ! جو ریزولیوشن زیر بحث ہے وہ بلوچستان کے حوالے سے ہے ۔ مہربانی کرکے اس پہ بات کریں ۔

**چوہدری محمد انور بھنڈر** ۔ جناب والا ! میں اس کے متعلق عرض کر رہا ہوں ۔ میں نے گیس کے متعلق figures آپ کو دی ہیں ۔ پنجاب کو surcharges on gas جو ملے ہیں میں نے اس کے متعلق بھی عرض کیا ہے کہ وہ surcharges جو گیس پر پنجاب کو ملے ہیں وہ کم ہیں ۔ میری یہی استدعا اور یہی گزارش یہی تھی کہ گیس کے متعلق surcharges کے متعلق ، جس کے بارے میں یہ بلوچستان کے حوالے سے ریزولیوشن لائے ہیں، پنجاب کے ساتھ انصاف نہیں ہوا ہے ۔

چوتھی بات میں نے یہ کہی ہے کہ development funds میں بھی اس کو اس کا حصہ نہیں ملا ہے۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے ؟ میں اس کی

نشاندھی کرنا چاہتا ہوں۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب آئین کے آرٹیکل ۱۵۳ کو ملاحظہ فرمائیں ۔ کونسل آف کامن انٹرسٹ کا یہ کام ہے ۔ ریلوے کے متعلق ، او جی ڈی سی کے متعلق، سوئی گیس کے متعلق یہ تمام پالیسیاں بنانا کونسل آ ف کامن انٹرسٹ کا کام ہے لیکن حکومت نے آج تک کونسل آف کامن انٹرسٹ کا ------

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب سید احسان شاہ آن پوائنٹ آف آرڈر۔

سید احسان شاہ ۔ جناب یہ جو اجلاس ریکوزیشن کیا گیا ہے یہ بلوچستان کے متعلق ریکوزیشن کیاگیا ہے اور مرکزی حکومت کے وسائل کی تقسیم کے متعلق کیا گیا ہے ۔ اب جناب انور بھنڈر صاحب پنجاب کے مسئلے کو اور خالصتاً ایک صوبے کے مسئلے کو لے کر بیٹھ گئے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ کیا ہے ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ سر میں نے وہ نہیں کیا میں کہہ رہا ہوں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ میں نے ان کو کہہ دیا ہے ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اگر کونسل آف کامن انٹرسٹ نہیں ہے اگر کونسل آف کامن انٹرسٹ ہوتی تو ان چاروں صوبوں کے نمائندوں کی اس میں نمائندگی ہوتی اور اس کی میٹنگ بلائی جاتی ---

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: I have already spoken to him. Be brief please.

مولانا صاحب حکم کریں۔پوائنٹ آف آرڈر۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ تلخی جس انداز میں بڑھ رہی ہے ۔ اگر شرعی نقطہ نگاہ سے اس کا جائزہ لیا جائے تو یہ تلخی ختم ہوسکتی ہے باقی جہاں پر آمدنی ہے یا نہیں ہے ۔ سیاچین پہ کوئی آمدنی نہیں ہے لیکن اس کا ایک ایک ذرہ ہمارے لئے قیمتی ہے ۔ خاک وطن کا ہر ایک ذرہ دیوتا ہے۔

(مداخلت)

میاں رضا ربانی۔ کوئی تلخی نہیں ہے کسی صوبے یا وفاق کے درمیان ---

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی۔ مجھے بات تو کرنے دیں ۔ آپ شرعی نقطہ نگاہ سے دیکھیں تو جس طرح یہ جسم واحد ہے۔ ہر ملک جسد واحد ہوتا ہے ۔اگر پاؤں کمزور ہے اور بازو مضبوط ہیں تو جسم صحت مند نہیں کہلا سکتا جسم کے تمام اعضاء کو تندرست ہونا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ مولانا صاحب آپ کا نام بھی لسٹ میں ہے ۔ آپ اپنی باری پر ضرور بات کیجئے گا۔

جناب خورشید احمد شاہ۔ میں مولانا صاحب کے لئے احتراماً گزارش کروں ----

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ کی باری آئے گی تو ---

جناب خورشید احمد شاہ۔ کہہ رہے ہیں شرعی نقطہ نگاہ سے ۔ جب شریعت کی بات آتی ہے تو میرا مذہبی امور کی وزارت سے تعلق ہے میں کہتا ہوں مجھے ذرا گائیڈ کر دو ۔ شریعت کیا ہوتی ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بھنڈر صاحب ذرا اختصار سے کام لیجئے گا ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ میں صرف دو تجاویز عرض کروں گا ۔ ایک تجویز یہ ہے کہ کونسل آف کامن انٹرسٹ کا اجلاس بلائیے ۔ تمام صوبوں کے نمائندوں کو ان میں شامل کیجئے اور پھر یہ فیصلے کیجئے جہانتک سوئی گیس کا تعلق ہے ۔ ریلوے کا یہ چیزیں کونسل آف کامن انٹرسٹ کی ہیں ۔ دوسری جناب والا میری تجویز یہ ہے ۔جہانتک سینٹ کا تعلق ہے---

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی۔ " شریعت کیا ہے دنیا میں فقط اللہ سے ڈرنا ۔ حضور خواجہ کونین کی عزت پر کٹ مرنا" ۔" سیاست کیا ہے ۔ ہر فرعون بے سامان کے آگے شریعت سے جس کو دشمنی سینہ سپر کرنا" اور" سیاست اور مذہب میں وہی تفریق کرتے ہیں ' ہے جن کا مشغلہ شام و سحر باطل کا دم بھرنا" ۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ تشریف رکھیں ۔please تشریف رکھیں ۔ اس ہاؤس کے حسن

کو اس ہاؤس کے پیار کو اس ہاؤس کی harmony کو ، اس ہاؤس کی محبت کو ضائع نہ کریں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب قبلہ تشریف رکھیں ۔ وہ ہمارے بزرگ سیاست دان ہیں ۔ ان کا یہ حق ہے۔

**چوہدری محمد انور بھنڈر۔** جناب والا! میری دوسری تجویز یہ تھی کہ سینٹ کو بجٹ کے متعلق ضرور اختیارات ملنے چاہیئں ۔ خواہ آئین میں آپ کو ترمیم کرنی پڑے ۔ خواہ کوئی اور ترمیم لانا پڑے۔ جس طرح سے بھی ہو ۔ چونکہ سینٹ سب اکائیوں کی نمائندہ ہے ۔ اس وقت تک سینٹ میں تمام اکائیوں کی نمائندگی نہیں ہو سکتی جب تک بجٹ میں اس کا کوئی دخل نہ ہو۔ اس لئے بجٹ میں سینٹ کا کوئی دخل ہوگا تو یہ مسائل پیدا نہیں ہوں گے اور انشاء اللہ بخوبی اور احسن طریقے سے حل ہوں گے۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** شکریہ ، ٹائم بھی دیکھنا ہے اور ہاؤس کو چلانا ہے ۔ گزارش یہ تھی ہمارے اگلے mover سردار یعقوب ناصر ہیں ۔ وہ تشریف نہیں لائے اور مجھے نیچے سے یہ کہا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ request کی گئی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ اگر یہ ٹائم فضل آغا صاحب کو دیں تو میرے خیال میں بہتر رہے گا ۔

**Mian Raza Rabbani:** Just for the record a mover can not derogate his right.....

**Mr. Deputy Chairman:** No, No. I know

**Mian Raza Rabbani:** As far as that is concerned as a principle, he can speak, it will not be treated as a precedent.

**Mr. Deputy Chairman:** No, No, therefore, I am putting to the House and requesting you both. Thank you very much Agha Sahib.

**جناب آفتاب احمد شیخ۔** جناب چیئرمین بات یہ ہے کہ جو movers ہیں ان کو پہلے موقع دیں ۔ پھر آغا صاحب کو بالکل وقت دیں ۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** آپ تشریف رکھیں شیخ صاحب ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

جی جناب فضل آغا صاحب۔

**سید محمد فضل آغا۔** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ سے گزارش کروں کہ ہاؤس میں order maintain کرائیں ----

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** آغا صاحب اپنی تقریر کی تمہید میں پہلے تھوڑا سا پیار پیدا کریں تاکہ وہ صحیح ہو جائے۔

**سید محمد فضل آغا۔** نہیں میں کہہ رہا ہوں کہ ہاؤس کے اندر ذرا order maintain کرائیں۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** وہ ہوگیا ہے جی ۔ اب ٹھیک ہے ۔ ذرا اختصار سے کام لیجئے گا۔

**سید محمد فضل آغا۔** میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ہے ۔ اور میں ان سارے دوستوں کا بھی مشکور ہوں کہ جس دن پہلے اکتیس ممبران نے اس ریکوزیشن پر دستخط کئے تھے جس کا مقصد ہی یہی تھا کہ بلوچستان کے اس issue پہ بات ہو ۔ irrespective of the fact کہ جو resolution کی body آپ کے پاس پڑی ہے ۔ ہمارے اس پر دستخط ہیں یا نہیں ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس ریزولیوشن پر ہم ان signatories میں سے ہیں اس لئے کہ ریکوزیشن اسی purpose کے لئے ہوا تھا۔ جس پر میرے دستخط موجود ہیں ۔ لہذا میں اس پر بولنے کا حق محفوظ رکھتا ہوں ۔ بہت شکریہ جناب ۔ میں ان ساتھیوں کا مشکور ہوں جو باقی صوبوں سے ہیں ۔ لیکن انہوں نے بلوچستان کے حوالے سے اور ہمارے ساتھ جو سراسر زیادتیاں ہو رہی ہیں پہلی دفعہ ہم سے ہاؤس میں سب ساتھیوں نے cooperation کیا ہے ۔ اور بلوچستان کی مجبوریوں کو بجا طور پر سمجھا ہے ۔ میں ان سب کا مشکور ہوں ۔ اور وہ اس لائق ہیں کہ ان کو داد دی جائے ۔

میری گزارش ہے سر کہ یہ کیفیٹیریا نہیں ہے ۔ یہ ہاؤس ہے لہذا order maintain کرائیں۔

**Mr. Deputy Chairman:** I will request the members to please maintain the decorum of the House Please continue

سید محمد فضل آغا۔ جناب میں آپ کی اور اس ہاؤس کی توجہ سب سے پہلے Article 37 of the Constitution of 1973 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ جس کی طرف بدقسمتی سے اس ملک میں جتنی بھی حکومتیں برسراقتدار آئی ہیں۔ کبھی کسی نے توجہ نہیں دی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اس آئین اور اس آرٹیکل سے مذاق شروع کیا ہوا ہے پہلے ہی دن سے۔ اس لئے کہ آرٹیکل 37 میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ اس ملک کے وہ علاقے اور وہ صوبے جو باقی صوبوں سے باقی علاقوں سے پسماندہ رہ گئے ہیں ان کی طرف فوراً توجہ دی جائے گی اور وہ علاقے جو under-developed ہیں کوشش کی جائے گی کہ ان علاقوں کو developed علاقوں کے برابر لایا جائے گا۔ لیکن بدقسمتی ہے تمام گزشتہ ادوار میں آج تک اس کی طرف خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے بلوچستان جو انگریزوں کے وقت سے لے کر قبائلی سوسائٹی اور انگریزوں کے اپنے خدشات کی وجہ سے پسماندہ رکھا گیا تھا پاکستان بننے کے بعد بلوچستان وہ واحد صوبہ تھا کہ جس نے شاہی جرگے کے through پاکستان میں شامل ہونے کی حمایت کی تھی اور as a whole انہوں نے پاکستان بننے کی حمایت کی تھی۔ اور یہی توقع رکھتے تھے کہ ہم اب جب پاکستان میں شامل ہوگئے ہیں تو یہ جو ہماری پسماندگی اور در بدری ہے جو انگریزوں نے رکھی تھی وہ اب دور ہوگی۔ لیکن اس میں 47/48 سال گزرنے کے بعد ہماری قوم کے لیڈران نے ہوش کے ناخن نہیں لئے ہیں۔ بلوچستان کے لوگ جب بھی کسی حوالے سے حقوق کی بات کرتے تھے ان کو غدار اور ملک دشمن کہا جاتا تھا اور دوسرے ہاتھ میں بلوچستان کو پسماندہ بےعلم اور دربدر اور سہولتوں سے محروم رکھا گیا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ 73ء کے آئین میں جو کہ ایک متفقہ آئین تھا اور تمام قومی اکائیوں کا اس پر دستخط تھے اس میں اس بات کو سمجھتے ہوئے کہ جو پسماندہ علاقے ہیں ان کو آئینی تحفظ فراہم کیا جائے۔ لہذا آئین کے آرٹیکل نمبر 37 میں یہ واضح کیا گیا تھا کہ پسماندہ علاقوں کی طرف توجہ دی جائے گی۔ لیکن بدقسمتی سے اس طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ لے دے کے 1990-91ء میں جب نواز شریف کی حکومت تھی تو 73ء کے بعد پہلی دفعہ کونسل آف کامن انٹرسٹ کا اجلاس بلایا گیا اور اس میں یہ royalty بجلی کی اور گیس کی اور آئیل سرچارج تھا اس مسئلے کو زیر بحث لایا گیا تھا۔ اور اس پر ایک interim formula میں اسے

کنوں کا اس لئے کہ موثر طور پر بلوچستان کی نمائندگی technical aspects کو سمجھتے ہوئے اس فورم پر نہیں ہوئی ہے ۔ اور اس فورم پر بھی ہمارے ساتھ tricks کئے گئے ہیں۔ اور اس میں بھی جو 1992ء سے لے کر کے آج تک کے اعداد وشمار ہیں وہ میں اگر آپ ریکارڈ پہ لانا چاہیں تو یہ لکھ لیں جی ۔ 92-1991 میں 1314 ملین ۔ 93-1992ء میں 4920 ملین ۔ 94-1993 میں 4836 ملین ۔ 95-1994 میں 4595 ملین ۔ اور 96-1995 میں اگر یہ 1935 ملین پہ بات ہوئی۔ سر اس میں jugglery of the tricks کیا ہے۔ اس میں تماشہ کیا گیا ہے ۔ یہ well head کی بات کرتے ہیں ۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے جناب چیئرمین آپ اس علاقے سے تعلق بھی رکھتے ہیں ۔ کہ well head پہ جو خرچہ آتا ہے ہمارے ہاں well head کی قیمت انہوں نے اٹھارہ روپے لگائی ہے ۔ پنجاب میں جو گیس نکلتی ہے well head پہ قیمت انہوں نے اڑتالیس روپے لگائی ہے اور سندھ میں جو گیس نکلتی ہے well head پہ اس کی قیمت انہوں نے چھتیس روپے لگائی ہے ۔ per sq. foot لیکن ملک کے اندر انڈسٹری والوں کو ، گھریلو صارفین کو وہ ایک ہی ریٹ پہ بیچتے ہیں ۔ بدقسمتی ہے آپ دیکھ لیں اگر بالفرض پچاس روپے per unit وہ بیچتے ہیں لیکن وہ well head پہ ہمیں اٹھارہ روپے کے حساب سے دیتے ہیں ۔ سندھ والوں کو چھتیس روپے کے حساب سے دیتے ہیں ۔ جو سرچارج ڈیوٹی ہے اور پنجاب والوں کو اڑتالیس روپے کے حساب سے دیتے ہیں ۔ پہلی مار تو انہوں نے ہمیں یہاں کھلائی ۔ اس کے بعد جب اب development charges آ گئے اس کے بعد جو recovery جو development charges کی ہے جو deduction کر رہے ہیں ۔ پھر آپ کو دوبارہ مار پڑ رہی ہے ۔ اس لئے کہ آپ کی ٹوٹل سرچارج کے اوپر across the board appropriate cut نہیں کر رہے ہیں ۔ یہ پھر آپ کو per unit کے حساب سے development charges چارج کر کے آپ سے کاٹ رہے ہیں ۔ یعنی کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ total supply of the Gas 60% تو country کو کرتے ہیں ۔ اور جب سرچارج ڈیولپمنٹ کاٹتے ہیں تو 60% quantity پہ discount ہوتی ہے اور اس discount کا جو development ہے وہ پھر آپ کے اوپر آتا ہے ۔ ہماری اس وقت گزارش یہ ہے وفاقی وزارتوں سے بھی فنانس ڈیپارٹمنٹ سے بھی ، وزارت پٹرولیم سے بھی اور وفاقی حکومت سے بھی کہ آپ ریٹ نہ بڑھائیں ۔ آپ نے پہلے ہی عوام کا خانہ خراب کیا ہوا ہے آپ نے ایک سال کے دور میں ایک سو روپے کی چیز ایک سو پچھتر روپے تک پہنچا دی ہے ۔ آپ واپڈا کے ریٹ آنے

دن بڑھا رہے ہیں ۔ ریلوے کے بڑھا رہے ہیں ۔ پی آئی اے کے بڑھا رہے ہیں گیس کے بھی آپ نے بڑھائے ہیں اس نئے ریٹ بڑھانے سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہے آپ ہمارے گیس کا اکاونٹ اور کھاتہ الگ رکھیں ۔ آپ well head سے جو ریٹ ہمیں اٹھارہ روپے دیتے ہیں ہمیں منظور ہے اور اس کے بعد sale کرکے تمام development charges جو بلوچستان میں ہیں اس میں کٹوتی کرکے 2% کے حساب سے آپ ہمارا کھاتہ الگ رکھیں ۔ آپ اس سارے ایشو کو mixup نہ کریں اور یہ jugglery of figures میں آپ نے ہمارا خانہ خراب سنتالیس سال سے کیا ہوا ہے ۔ خدارا اس کو black & white میں لائیں اور بلوچستان کو اپنا حصہ پورا دیا جائے ۔ آپ ہمیں دیتے بھی کم ہیں اور جب deduction آتی ہے تو بوجھ بھی ہم پر ڈالتے ہیں ۔ اور اس کے بعد آئین میں یہ بھی provision ہے 158 میں کہ جس ایریا میں گیس نکلے گا سب سے پہلے اس ایریا کے لوگوں کو اس سے مستفید ہونے کا موقع دیا جائے گا ۔

جناب چیئرمین ! آپ کو معلوم ہے کہ ابھی 1980 کے اوائل میں ایک مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے سات بلین کے خرچے سے صرف اور صرف کوئٹہ شہر کو گیس فراہم کی ۔ کوئٹہ کے مضافات کو بھی نہیں ۔ پھر اس کے بعد اس وقت کی مسلم لیگ کی حکومت نے جس کے لئے میں مشکور ہوں انور سیف اللہ خان صاحب کی ذاتی کوششوں سے ساتویں پنجسالہ منصوبے کا ایک حصہ پرسوں مکمل ہوا ہے لیکن اس کے باوجود اس میں دو شہر تھے پشین اور مستونگ 7th five year plan میں ۔ یہ on record بات ہے ہوئے ہیں اور اب یہ ٹی وی پر کہتے ہیں کہ وزیراعظم کی ہدایت پر ہوئے ہیں ۔ اس کی ہدایت پر نہیں ہوا میں سمجھتا ہوں وزارت پٹرولیم کو یہ کریڈٹ جاتا ہے انور سیف اللہ خان کو ذاتی طور پر یہ کریڈٹ جاتا ہے کہ 7th five year plan کا یہ منصوبہ اب جا کر پشین کا کیا اور میرے خیال میں مستونگ کا نہیں ہے ۔ میں خان صاحب سے توقع رکھتا ہوں کیونکہ یہ مجھ سے اس ہاؤس میں وعدہ ہوا تھا کہ دسمبر 1994 میں یہ مکمل ہو جائے گا اب دسمبر 1995 آ رہا ہے لیکن مستونگ کا ابھی نہیں ہوا آپ مہربانی فرما کر مستونگ کو بھی مکمل کریں ۔ یہ کریڈٹ بھی اس وقت کی مسلم لیگ کی حکومت کو جاتا ہے موجودہ حکومت یا کسی کی حکومت یہ کریڈٹ لینے کی کوشش نہ کرے اور بلوچستان کے حوالے سے میں جناب آپ سے عرض کرنا چاہتا تھا ۔ یہ بڑے فراخدلانہ انداز سے کہتے ہیں انہوں نے وزیراعلیٰ سے میٹنگ کی اور ہمارے کشکول میں یہ پیسے ڈال کر ہمیں دے رہے ہیں ہمیں کشکول کے پیسے نہیں چاہئیں

ہمیں اپنے حقوق چاہئیں۔ جناب چیئرمین ہم سے STB اور PSTB کے مطابق جو انہوں نے وعدے لئے ہیں میں ابھی آپ کو اعداد وشمار دوں گا کہ تین چار جنہیں وہ جو وعدے ہیں وہ جو آپ کے on going projects ہیں وہ پیسے اس سال 96-1995 میں آپ کو ایک پنی نہیں مل رہا ہے کیا وہ جو وعدے ہیں وہ آپ سے پورے ہوتے ہیں کہ یہ زبانی وعدہ آپ کے ساتھ کرکے آپ کو ایک اصول سے ہٹا کرکے آپ کے کشکول میں یہ بھیک ڈالیں گے۔ میں سمجھتا ہوں یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے اور یہ ہمیں منظور بھی نہیں ہے ہمیں اپنے طریقے سے جو ہمارا حق بنتا ہے وہ ہمیں ملنا چاہئیے۔ جناب اب آپ سے میں عرض کروں کہ ایک آپ کی patience اور ہاؤس کی patience مجھے چاہئیے تاکہ کچھ میں آپ کے سامنے رکھ سکوں۔ آپ کے ہاں سینڈک پراجیکٹ پچھلے اٹھارہ سال سے چلا آرہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ صاحبان نے متفقہ طور پر وقت بھی مقرر کیا ہوا تھا۔

سید محمد فضل آغا۔ جناب والا جتنا وقت دوسرے حضرات نے لیا ہے اتنا وقت مجھے بھی دے دیں اگر ایک لفظ بھی irrelavant کہا تو آپ مجھے ٹوک سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ فرمائیے۔

جناب امداد علی اعوان۔ جناب والا معزز رکن اصل موضوع کی طرف آئیں۔

سید محمد فضل آغا۔ جناب والا یہ تو کسی بات میں interested نہیں ہیں۔ بلوچستان میں interested نہیں ہیں۔ ہم سے تو دوستوں نے اس فلور پر یہ بھی کہا ہے کہ اگر روزانہ آپ اتنا روتے ہیں اور آپ کو کچھ نہیں ملتا تو آپ پاکستان کے ساتھ کیوں رہتے ہیں؟ آپ بلوچستان میں interested نہیں ہیں اور ہمیں تو doubt ہے کہ یہ پاکستان میں بھی interested نہیں ہیں۔ لیکن ہم نے ان کے interests کو نہیں دیکھنا ہے ہم نے تو قوم کے interests کو دیکھنا ہے۔ ہم نے پاکستان کے interests کو دیکھنا ہے ہم نے بارہ کروڑ عوام کے interests کو دیکھنا ہے۔ ہمیں کسی پارٹی کے مفاد سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ We are committed Pakistanis. ہمیں پاکستان سے محبت ہے آپ کو بلوچستان سے interest ہو نہ ہو ہمیں interest ہے اور ہم اس فلور پر آئین کے اندر رہ کر بطور ایک federating unit کے اپنا حق لیں گے۔

Mian Raza Rabbani: Sir, with your permission I would say that the accusation that has been made by Agha Sahib is totally false. Nobody from this side of the floor can think of making such a suggestion. I would like to make it abanduntly clear.

Syed Muhammad Fazal Agha: Sir, if somebody in this House , or some political party in this country is not interested in the projects and development of Baluchistan, it means that they are not interested in that province and what will be its conclusions ? You can well imagine, Sir. That is why I corrected my friend on the other side of the floor.

جناب سینڈک پروجیکٹ پر بارہ ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں اب project on ہونے والا ہے اور اس پہ دو ارب روپے اور خرچ کرنے کی ضرورت ہے مگر جب یہ حکومت پچھلے سال برسر اقتدار آئی تھی تو انہوں نے accross the boat approval کاٹ لی تھی اور اس سال پھر دو ارب روپے کی ڈیمانڈ میں سے صرف تیس کروڑ روپے رکھے ہوئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے جو بارہ ارب روپے خرچ کیے ہیں جب تک آپ اس کو full finance نہیں کریں گے یا اس کو working position میں لانے کے لیے کوئی دوسرا راستہ نہیں ڈھونڈیں گے تو اس منصوبے کا مکمل ہونا ممکن نہیں ہے اور اگر آپ اس بات کو doubt کریں گے تو ہمیں جو briefing ملی ہے اس کے documents سے ثابت کرنے کے لیے میں تیار ہوں، اور جو بھی figures میں یہاں بیان کروں گا وہ درست ہوں گے۔ تو اس طرح 183 crore روپے انہوں نے سینڈک پروجیکٹ میں نہیں دیئے ۔ اس کے بعد آپ پٹ فیڈر کینال کو لیں ۔ اس کو اس سال مکمل ہونا تھا اس کے لیے 119 crore روپے چاہییں تھے مگر موجودہ بجٹ میں انہوں نے صرف 80 crore روپے کی allocation کی 110 crore روپے کا balance اس بجٹ میں نہیں ہے جو ہونا چاہیئے تھا اس لیے آپ کا یہ پروجیکٹ مکمل نہیں ہو سکے گا۔ میں غیر متعلقہ کوئی بات نہیں کروں گا صرف پروجیکٹس اور فگرز آپ کی خدمت میں پیش کروں گا ۔ اس کے بعد ہائی وے آتی ہے ۔ میرے صوبے میں سے 42 per cent length of the High Way گزرتی ہے اس کے لیے گزشتہ بجٹ

میں صرف 9.5 per cent of the total allocation رکھے گئے تھے اور اس amount کو reduce کرکے اس سال انہوں نے صرف اور صرف 50 crore روپے کی allocation 2345 miles لمبی سڑکوں کے لیے رکھی ہے جبکہ ہمارے وزیر داخلہ صاحب دو مرتبہ Central Asian States کا چکر بھی لگا چکے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم اس روڈ کو ہمیں سے open کرنا چاہتے ہیں لیکن اگر آپ وہاں جا کر ہائی ویز کو دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے کہ ان کی حالت کس قدر خراب ہے اور ہمارے ساتھ یہ انصاف ہو رہا ہے کہ اس سال پچاس کروڑ روپے سے زیادہ کوئی allocation نہیں ہے۔

موٹر وے آپ کا ایک major project تھا right from Shahdadkot to Kirk

Khuzdar, Gawadar and onward for the Gawadar Portکے لیے 7 billion Rupees project تھا اس حکومت نے آ کر اس منصوبے کو cold storage میں ڈال دیا اور سات بلین میں سے کچھ بھی نہیں خرچ کیا اور جو کام وہ کر رہے ہیں that is between Rato Dero, Larkana and Shahdadkot which falls in Sindh اور بلوچستان میں ایک انچ بھی کام نہیں ہوا۔ یہ for record میں آپ کو عرض کرنا چاہتا ہوں اور معزز اراکین جو اس ایوان میں بیٹھے ہیں جو اس غلط فہمی میں ہیں کہ بلوچستان میں بہت کچھ ہو رہا ہے یہ ان کے food of thought کے لیے ہے ۔ اب جناب بلوچستان میڈیکل کالج کی طرف آتے ہیں ۔ پچھلے سال فروری میں محترمہ بےنظیر بھٹو صاحبہ نے اس کی inspection کی تھی ۔ یہ منصوبہ جو سات کروڑ روپے کا تھا فیڈرل گورنمنٹ کی سستی کی وجہ سے 119 crore روپے تک پہنچ گیا ہے اب وہ کالج ایک ایسا مردہ بن گیا ہے جس کو نہ آپ دفنا سکتے ہیں نہ آپ ٹھیک کر سکتے ہیں اس میں مزید 20 crore Rupees کی ضرورت تھی لیکن اس سال اس کے لیے کوئی allocation نہیں ہے لہذا کالج کی بلڈنگ، لیبارٹریز، ہوسٹل وغیرہ استعمال میں نہیں آسکتیں۔ بیس سال سے اس کالج پر خرچہ ہو رہا ہے لیکن وہ قابل استعمال نہیں ہے ۔ پسنی پاور پروجیکٹ کو لیجیئے۔

Haji Jam Karar-ud-Din: Sir, I will request you to direct the honourable speaker that he should limit himself to the time. He has taken more than 10 minutes.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وہ relevant ہیں اور وہ بلوچستان کے حوالے سے بات کر

رہے ہیں ۔

Syed Muhammad Fazal Agha: With all respect to the honourable member and the other members of the House -

میں نے جناب پہلے بھی کہا تھا کہ اگر میں ایک بھی irrelevant بات کروں تو بے شک مجھے روکیں۔

پسنی پاور پراجیکٹ یہ SDP کا پراجیکٹ ہے اور آپ کو پتہ ہے special development Finance کی طرف سے ہوتے تھے ۔ اس پر فیڈرل والوں نے پیسے نہیں دیئے ۔ 55 کروڑ ابھی تک بلوچستان کی گورنمنٹ نے خرچ کئے ہیں اور 66 کروڑ روپے چاہیئں۔ اس پسنی میں پاور پراجیکٹ لگنا تھا وہاں آپ main transmission line سے نہیں جا سکتے ہیں ۔ پورا مکران ڈسٹرکٹ جو بلوچستان کا بہت بڑا حصہ ہے وہاں پنجگور، پسنی ، ارماڑہ، تربت اور ارماڑہ سے بجلی گوادر تک جانی تھی اس میں 66 کروڑ کی ڈیمانڈ تھی لیکن ایک پیسہ بھی انہوں نے نہیں دیا۔ اس کے علاوہ گوادر فش ہاربر یہ بھی بلجیم گورنمنٹ کی مدد سے بنا تھا اور اس میں جناب اب 161 کروڑ روپے خرچ ہوگئے پچھلے چند عرصے سے پانچ کروڑ کی ضرورت ہے جیسے کولڈ سٹوریج اور واٹر سپلائی کی deficiency پوری کرنی ہے لیکن اس بجٹ میں فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے کوئی allocation نہیں ہے ۔ اس کے بعد محترمہ بینظیر صاحبہ نے 5 اپریل 1994 کو جو directives دیئے تھے سول ہسپتال کی مشینری کے لئے جس کا estimate 5 crore تھا لیکن محترمہ کے directives پر کوئی عمل نہیں ہوا ہے ۔ اس کے بعد انھوں نے پنجپائی میں ایک ہسپتال بنانے کے لئے وعدہ کیا تھا اور directives دی تھیں اور اس کے لئے 5 کروڑ روپے تھے لیکن اس کی بھی کوئی allocation نہیں کی گئی۔ اس کے علاوہ کچھی بیلٹ میں ٹیوب ویل لگانے کے لئے محترمہ نے کہا تھا جس کے لئے ڈیڑھ کروڑ روپے کا estimate تھا لیکن اس کی کوئی allocation نہیں ہے۔ اگر یہ تھوڑی سی amount جو محترمہ نے 15 or 16 crore کی دی تھی اس کی allocation نہیں کر سکتے ہیں تو باقی کی کہاں کریں گے۔ یہ بلوچستان کے لوگوں سے مذاق ہے ۔ اس کے علاوہ میرانی ڈیم یہ بہت بڑا پراجیکٹ تھا پچھلے چند ماہ پہلے انھوں نے ہم سے discuss کیا تھا کہ ہم اس کو لا رہے ہیں یہ قاسمی علیم الدین صاحب نے کہا ، فنانس والوں نے کہا ہم نے ان پر یقین کر لیا ۔ یہ 4.9 billion کا پراجیکٹ ہے ۔ اس کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ نہ کوئی tender کا ذکر ہے نہ کوئی allocation کا ذکر ہے ۔ مکران ۔ آپ کو پتہ ہے روس

ہمارے ساتھ 70 سال لڑتا رہا اور ہمیں دربدری سے دو چار کرتا رہا تاکہ وہ بلوچستان میں داخل ہو کر گرم ساحل پر قبضہ کرے۔ ہم نے اس کے لئے 1.1 billion کی allocation فیڈرل گورنمنٹ سے مانگی تھی یہ فیڈرل بجٹ سے ہونا تھا لیکن اس کا بھی کوئی ذکر نہیں۔ اس کے بعد بندخوشدل خان ہے یہ پچھلے عرصے سے چلا آ رہا ہے یہ 15 کروڑ کا پراجیکٹ ہے لیکن یہ ابھی تک فیڈرل بجٹ میں شامل نہیں ہوا اور اس کی کوئی allocation نہیں ہوئی۔ اس کے بعد Deep Sea Port Gawadar ۔ ہماری مسلم لیگ کی حکومت کے زمانے میں اس کے ٹینڈر بھی float ہونے تھے ' انھوں نے آ کر اس پراجیکٹ کو abandon کر دیا اس کے برعکس انھوں نے کینی کے پاس دوسرے Deep Sea Port کے پراجیکٹ tender کر دیئے ہیں اور اس پر کام شروع ہو گیا ہے اور گوادر Sea Port جو 10 بلین کا پراجیکٹ تھا اس کو drop کر دیا۔ اس کے بعد construction of Haj Complex جو فیڈرل کی ذمہ داری تھی' شاہ صاحب چلے گئے ہیں ' صوبائی حکومت نے زمین بھی دے دی سب کچھ دے دیا لیکن وہاں پر آج تک حج کمپلکس نہیں بنا اور حاجیوں کی جو حالت ہے وہ آپ کے اور ہمارے سامنے ہے ۔ اس کے علاوہ Air night landing کی facility کے لئے ہم فیڈرل گورنمنٹ کو رو رو کے کہہ رہے ہیں کہ بلوچستان آپ کا حصہ ہے یہ strategic point of view سے بہت important ہے خدا کے لئے وہاں ہمیں night faciltiies دے دیں آج تک ہمارے پاس night facility نہیں ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف اس گورنمنٹ نے بلکہ جو بھی governments پچھلے ادوار میں آئی ہیں انھوں نے ان ساری باتوں کی طرف آنکھیں بند کیں اور بلوچستان کو نظر انداز کرتے رہے ہیں ۔ یہی حال بوئنگ سروس کا ہے تربت پر' گوادر پر ' لورالائی میں ائیر پورٹ بوئنگ سروس کچھ نہیں ہے اور انھوں نے کچھ نہیں کیا ۔ اس کے بعد خضدار انجینیرنگ کالج۔ میں مشکور ہوں خورشید صاحب کا کہ ان کی کوششوں اور ہمارے واویلے کے بعد انجینیرنگ یونیورسٹی بن گئی ہے لیکن اس کے لئے 5 کروڑ روپے کے PC-1 بھی آئے ہیں لیکن SDP میں کوئی reflection نہیں ہے اور وہ انجینیرنگ کالج لولا لنگڑا پڑا ہوا اس کی طرف کوئی توجہ نہیں ہے حالانکہ یہ فیڈرل پراجیکٹ ہے۔ جناب اب میں واپڈا کے حوالے سے بات کروں گا ۔ آپ کے سامنے موجودہ حالات ہیں۔ 1991 میں گدو' سبی ' کوئٹہ 220 لائن کی transmission line مکمل ہونی تھی وہ آج تک نہیں ہو سکی ہے ۔ اس کے علاوہ 1984 میں approved project ہے Shadat Kot to

Khuzdar 220 transmission line کی جو کہ اس پراجیکٹ کو drop کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ڈی جی خان، لورالائی 220 line کو consideration میں نہیں لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ دانا ژوب جو ہے 160 KV line اس کو consideration میں نہیں لیا گیا۔ With the result کہ آپ کے پاس بلوچستان میں اس وقت 350 Mega Watt کی ڈیمانڈ ہے اور آپ کے پاس available system جو ہے وہ اس وقت 250 کے لگ بھگ ہے۔ اگر آپ کو اس سے زیادہ چاہئیں۔ جب آپ نے system وہاں دیا نہیں ہے۔ تو آپ بجلی تو نہیں پہنچا سکتے۔ لاکھ واپڈا کے چیئرمین آئیں، منسٹر آئیں، ہم اور آپ چلے جائیں جب بلوچستان کو یہ major lines جو کہ دادو سے یہاں خضدار تک اور ڈی جی خان سے لورالائی تک نہیں پہنچائیں گے تو یہ بات نہیں ہو سکے گی، تھوڑا سا اور ابھی رضا صاحب، پھر میں جان چھوڑتا ہوں۔

اچھا دوسری بات یہ ہے جناب! ایک تماشہ اور جناب چیئرمین! میں آج اس ہاؤس سے۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** ذرا اختصار سے کام لیجئے۔

**سید محمد فضل آغا۔** میری بات سن لیں، بہت important issue ہے۔ آپ کو پتہ ہے جناب اس ملک میں SCARP programme چل رہا ہے۔ کیوں؟ SCARP کی کیا ضرورت ہے؟ Water Logging اور desalination ہو رہا ہے۔ یعنی اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا واٹر ٹیبل اوپر آرہا ہے اور آپ کی زمینیں تباہ ہو رہی ہیں۔ یہی حال آپ کے 62% of the total capacity کے area میں ہورہا ہے کہ آپ کے ٹیوب ویل کی وجہ سے پانی نیچے جا رہا ہے۔ یہاں اپنے scarp کے لئے تو billions اور billions روپے رکھے ہیں جس سے آپ کی زمینیں بچا سکتے ہیں۔ لیکن آپ نے بلوچستان کی زمینوں کے واٹر ٹیبل کو اونچا کرنے کے لئے--- وہ بھی اس ملک کا حصہ ہے۔ اگر آپ کو یہاں agricultural land کا خطرہ ہے، آپ کو یہاں کی agricultural land کی فکر ہے، تو بلوچستان کے لئے reverse میں کیوں سوچتے ہیں؟ کہ وہ زمینیں بھی بچائیں اسے بھی بچایا جائے۔ وہاں بھی ڈیم بنائے جائیں۔ فلڈ پانی کو رکھا جائے۔ تاکہ واٹر ٹیبل raise کیا جا سکے۔ لیکن یہاں پر بیوروکریٹس ہمارے اتنے سمارٹ ہیں، ہماری نمائندگی کوئی نہیں ہے اس فورم پر کہ ہم صحیح طور پر اپنا پوائنٹ ان کو دے سکیں۔ SCARP Programme میں تو Desalinity and Water Logging کو آپ پیسے دے دیں اس لئے کہ آپ

نے زمینیں بچائی ہیں۔ وہاں واٹر ٹیبل جا رہا ہے ' area کا 42 % of the total country ہے۔
اس طرف کسی نے یہ سوچا نہیں ہے' نہ ہی اس پوائنٹ پر realise کیا گیا کہ وہاں آپ چھوٹے
بند باندھیں اور وہاں پر فلڈ واٹر کو روکیں۔ تاکہ واٹر ٹیبل raise ہو اور وہاں کی زمینوں کو آباد
کر سکیں۔ کل عبدالرحیم خان صاحب نے کہا کہ ہم سارے پاکستان کو فیڈ کر سکتے ہیں ' یہاں سے
پیچھے سے کچھ لوگوں نے طنزیہ ہنس کر کہا کہ never۔ اس لئے کہ you never considered
that portion of the country as your part of the country. اگر اس کی طرف توجہ دیں اور
ان resources کو بچائیں تو I am sure کہ یہ جو آپ کا ایک gate way ہے ' بلوچستان جو آپ
کو دو انٹرنیشنل بارڈر پر رکھتی ہے ' وہ آپ کو منرل کے لحاظ سے تو کر رہی ہے۔ لیکن زرعی
لحاظ سے بھی پوری قوم کو فیڈ کر سکے گی۔ وفاقی حکومت میں اور نیم سرکاری اداروں میں نمائندگی
کے لئے سب لوگوں نے بات کی ہے۔ آپ کے سامنے ہم نے اس فورم پر جب بھی کسی
منسٹری کی انکوئیری کی ہے تو ایک ڈیڑھ فیصد سے زیادہ ہماری نمائندگی نہیں ہے۔ وہ بھی گریڈ
ایک سے گریڈ سولہ کے درمیان۔ بلوچستان کے لئے بھی ' میں گزارش کروں گا کہ محترمہ بڑی
فراخدلی سے کہتی ہیں۔ اس صوبہ میں 15 billion کی package ہے ' اس صوبہ میں بھی یہ پیکیج
ہے' اس صوبہ میں وہ پیکیج ہے اور بلوچستان کے لئے ان کا بڑا دل بھی ہے۔ کیا یہ پیکیج
بلوچستان کو اس لئے نہیں دے رہے ہیں کہ بلوچستان میں یہ اپنی roots نہیں پکڑ سکیں۔ یا
بلوچستان پسماندہ علاقہ ان کو نظر نہیں آرہا ہے؟ یا آئین کے آرٹیکل 35 کو نظرانداز کیا گیا ہے۔
میں سمجھتا ہوں کسی بھی ریکارڈ سے وزیر خزانہ صاحب یہ ثابت کریں کہ اتنے جو پیکج دیے ہیں اس
میں بلوچستان کو ایک آنہ بھی دیا ہوا ہے ؟ کیا بلوچستان under developed نہیں ہے؟ اس
پورے ہاؤس میں سے ' تمام گیلریز میں سے ' یا پاکستان کے سارے لوگ ہوں کیا ان سے
پاکستان کے حالات پوشیدہ ہیں ؟ کیا انہوں نے بلوچستان کو نہیں دیکھا ہے کہ کس دربدری سے ہم
دوچار ہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں جناب ! یہ خالی سرچارج کی بات نہیں ہے بلکہ یہ ساری
Development Package کی بات ہے۔ ان کو پورے contact میں دینا چاہیئے' ایک فیڈریشن
کی حیثیت میں سوچنا چاہیئے۔ میں داد دیتا ہوں بھنڈر صاحب کو کہ ایک ایسا صوبہ سے تعلق رکھتے
ہوئے جنہوں نے ہمیشہ اس بات کی مخالفت کی سینیٹ کو financial powers نہیں ملنی چاہیئے اور
بھنڈر صاحب نے بہت جرآت مندانہ طریقے سے آج کہا ہے اور میں ان کو داد دیتا ہوں کہ اس

سینیٹ کو جب تک آپ financial powers نہیں دیں گے۔ سینیٹ کے پاس جب تک مالی اختیارات نہیں ہونگے ، ہم صحیح نمائندگی نہیں کرسکتے ۔ سوائے اس کے کہ ہم چلاتے رہیں اور وہ بولتے رہیں کہ وقت بہت ہوگیا ہے ۔ آپ بیٹھ جائیں ۔ آپ بیٹھ جائیں ، سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوگا۔ لہٰذا میں پرزور مطالبہ کرتا ہوں اس ہاؤس کے ممبران کے لئے ، پورے پارلیمنٹ کے لئے کہ مہربانی کر کے اس ہاؤس کو جو ہے بجٹ اور خزانہ کے معاملات میں مداخلت کی اجازت دی جائے۔ میں جناب آخر میں عرض کردوں کہ on going projects کا جو میں نے ابھی ذکر کیا تھا وہ کوئی تین ہزار ملین روپے ہے جو انہوں نے ہمیں on going projects میں دینے تھے جو رکے ہوئے ہیں۔ لیکن اب ان کے کس کس وعدے پے یقین کیا جائے۔ بیس مہینوں سے تو ایک بھی وعدہ وفا نہیں ہوا ہے۔ to the extent کہ محترمہ چار اپریل کو کوئٹہ جا کر صرف 14, 15 کروڑ کی announcement کرتی ہیں۔ اس کا نہ پچھلے 94-1993 میں ہوا نہ 95-1994 میں ہوا ہے نہ 96-1995 میں ہے لہٰذا میں سمجھتا ہوں میں یہاں آج اس فلور پر اس بات کو پیشین گوئی کے طور پر کہتا ہوں کہ بس پر بھی ان کے وعدے ہیں جیسے پچھلے وعدے کاغذوں کی نظر ہو گئے ہیں یہ وعدہ بھی کاغذ کی نظر ہو گا لہٰذا میں یہ گزارش کروں گا کہ بلوچستان کی ترقی کا کھاتہ الگ کیا جائے اور ہمارے developments پر جو surcharge ہے یہ ہمیں منظور نہیں ہے ہم سے فیڈرل گورنمنٹ انصاف کرے اور اب وقت آ گیا ہے کافی پانی سر سے گزر گیا ہے۔

I think enough is enough. Thank you very much, Sir.

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** شکریہ فضل آغا صاحب اب اگلے موور ہیں جناب آفتاب احمد شیخ صاحب۔ Yes, Abdur Rahim Mandokhel Sahib on a point of personal explanation.

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔** جناب چیئرمین ! یہ چند دن سے ریڈیو اور ٹیلیویژن پر بات آ رہی ہے کہ ہماری صوبائی گورنمنٹ نے 26 per cent increase مانگی ہے گیس کے سلسلے میں۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** یہ بات ہو گئی ہے ۔ یہ تقریر میں آ گئی ہے آپ تشریف رکھیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, the earlier speaker has already said this. It

is not a point of personal explanation

Mr. Deputy Chairman: Aftab Sheikh Sahib I give the floor to you.

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل**۔ اور آج بھی اخبارات میں ہے جناب والا!

**جناب ڈپٹی چیئرمین**۔ ہو گئی ہے یہ بات ہو گئی ہے آپ تشریف رکھیں۔

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل**۔ جناب والا! آپ مجھے اتنا موقع دے دیں کہ دیکھیں آج کے اخبارات کے head lines ہیں۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین**۔ یہ فضل آغا صاحب نے کہا اخباروں کے حوالے سے انہوں نے کہہ دیا ہے سارا مکمل انہوں نے کہا ہے۔ وہ سارا کہہ چکے ہیں آپ تشریف رکھیں جناب۔

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل**۔ پھر جناب والا! بعد میں فرنٹیر پوسٹ میں اسی طرح کہا ہے کہ ہماری گورنمنٹ نے کوئی increase نہیں مانگی ہے یہ صرف پبلک کے consumption کے لئے دیا گیا ہے ۔ یہ خود انہوں نے فیصلہ کیا ہے ان کے منسٹر صاحب نے تجویز دی تھی کہ 24 per cent increase ہو۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین** ۔ آپ تشریف رکھیں جی ۔ It is nothing. Yes Aftab Sheikh Sahib۔

**جناب آفتاب احمد شیخ**۔ جناب چیئرمین ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ اس قرار داد پر بولنے کا موقع دیا ہے میں one of the movers ہوں۔ میں نے اس لئے اس قرار داد پر sign کیا ہے کہ چند ایک باتیں جو کہ حقیقت پر مبنی ہیں میں آپ کے سامنے پیش کروں ۔ بلوچستان جناب چیئرمین! بلوچستان ایک ایسا صوبہ ہے جو رقبے کے لحاظ سے یہ ہم سب کو معلوم ہے تینوں صوبوں سے بھی بلوچستان کا رقبہ زیادہ ہے لیکن آبادی کے لحاظ سے بلوچستان کی جو آبادی ہے وہ بے انتہا کم ہے اور ماضی میں بلوچستان کے ساتھ جو نا انصافیاں ہوئی ہیں اس کا reflection جو ہے وہ figures میں آیا ہے جسے میں ابھی پڑھوں گا اس کے بعد پھر اپنی معروضات پیش کروں گا ۔

پہلا مسئلہ جو بلوچستان کے سامنے ہے جس کا ذکر میرے ساتھیوں نے نہیں کیا وہاں

registered refugees کی تعداد جو ہے یعنی جو افغانی ہیں جس سے وہاں census کا مسئلہ پیدا ہوا ہے وہ گورنمنٹ کے کاغذات میں 4,10,609 افراد ہیں جو گورنمنٹ کہتی ہے کہ یہ باہر کے لوگ ہیں یہ ان کے کھانے کا پینے کا بلوچستان پر جو burden ہے وہ ایک الگ ایشو ہے اور پھر ان کے right of vote اور census کا جو معاملہ ہے وہ الگ چیز ہے ۔ بلوچستان کی اب صورتحال کیا ہے اس سے آپ اس طرح اندازہ لگائیں جناب چیئرمین! کہ یہ سروے جو چھپا ہے گورنمنٹ آف پاکستان کے اکنامک سروے 94-1993 کے صفحہ نمبر 105 پر کچھ figures ہیں جو میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ اس صوبے کی صورتحال کس قدر پسماندہ ہے کتنا پیچھے ہے یہ صوبہ ۔ آپ کو یاد ہو گا جناب چیئرمین! جب primary education کی بحث یہاں چل رہی تھی تو اس کے حوالے سے میں نے جو فگرز پیش کی تھیں کہ بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے؟ اس میں بھی باقی تین صوبوں کا بلوچستان سے کوئی مقابلہ نہیں تھا۔ میں یہاں literacy کی فگرز پیش کرتا ہوں کہ کیا صورتحال ہے؟ جناب چیئرمین 1961ء کی گورنمنٹ نے جو فگرز دی ہیں

the literacy rate of Punjab 16.1, Sindh 21.0 N.W.F.P. 13.8,Baluchistan 9.8

**جناب ڈپٹی چیئرمین،** جی احسان شاہ صاحب آن پوائنٹ آرڈر۔

**سید احسان شاہ،** جناب والا! جن باتوں پر بات ہو چکی ہے، جو باتیں اس ایوان کے فلور پر آ چکی ہیں ان کو بار بار دہرانے سے کیا فائدہ۔ ان کے بارے میں سارا ملک جانتا ہے، ہم بھی جانتے ہیں کہ ہمارا literacy rate کیا ہے؟ لیکن جناب والا! میری ایک اور گزارش ہے کہ مہربانی کر کے اس ایوان میں جتنے بلوچستان کے ممبران موجود ہیں پہلے آپ ان کو اپنے موقف کے اظہار کا موقع دیں اس کے بعد دوسرے اراکین بات کریں، ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین،** آپ تشریف رکھیں ۔ قواعد کے مطابق آپ دستخط کرتے تو آپ کا موقع آ جاتا جو movers ہیں پہلے وہ آئیں گے۔

**جناب آفتاب احمد شیخ،** میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ میں 1961ء کی figures دے رہا ہوں۔ اس وقت بلوچستان کی ایسی صورتحال تھی کہ 9.8 فیصد literacy rate تھا۔ جناب والا یہ rate 1972 میں پنجاب کا 16.1 سے بڑھ کر 20 فیصد saving ہوا اور 1981ء میں 27.4 ہوا۔ اسی طرح سندھ کا 21 سے 20 اور 1981ء میں 31.4 فیصد ہوا۔ NWFP کا 13.8 سے 14.5 اور پھر 1981ء

میں 16.7 ہوا۔ میں بلوچستان کی فگرز بتاتا ہوں کہ بلوچستان کہاں کھڑا ہے؟ 1961ء میں 9.8 فیصد، 1972 میں 10.1 اور 1981ء میں 10.3 صرف ایک فیصد بڑھا ہے۔ 1961ء سے لے کر 1981ء تک بیس سال میں صرف ایک فیصد۔ یہ reflection جو ہے یہ ثابت کرتی ہے کہ کس طریقے سے، کس انداز سے قطعی نظر انداز کیا گیا ہے۔ یہ صرف ایک فیلڈ ہے۔ میں نے سروے میں دی گئی تمام فیلڈ صحت، تعلیم، پرائمری ایجوکیشن، اساتذہ کی تقرری، Basic Health Center، پٹرولیم، ایک اس میں جو فگرز دی گئی ہیں، ان کو دیکھنے کے بعد بلوچستان ایسا لگتا ہے کہ جیسے وہ اس ملک کا صوبہ ہی نہیں ہے۔ بلوچستان کے لئے جب بھی کوئی مسئلہ ہوتا ہے گورنمنٹ کی آنکھیں بند ہوتی ہیں۔ چاہے یہ گورنمنٹ ہو یا اس سے پہلے کی حکومتیں ہوں۔ بلوچستان پر بمباری تو کرتے ہیں، آرمی ایکشن بھی کرتے ہیں لیکن بلوچستان کے لئے کبھی کسی نے گلدستہ یا پھول نہیں دیا کہ بلوچستان والو تمہارا یہ حق ہے۔ ہم اس لئے بول رہے ہیں بلوچستان کے لئے سندھ کے اربن علاقوں کا وہی مسئلہ ہے جو بلوچستان کا مسئلہ ہے۔ جس طرح تمہارے لئے آنکھیں بند ہیں اسی طرح ہمارے لئے بھی آنکھیں بند ہیں۔ لہذا ہم تمہاری بات اس لئے کرتے ہیں، تم کچھ بھی کہو ہم اس بات کو ماننے کو تیار نہیں ہیں فگرز بولتی ہیں، ہر سیکشن کی فگرز بتاتی ہیں کہ بلوچستان کہاں کھڑا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ یہ ریزولیوشن قطعی حقائق پر مبنی ہے اور اگر یہ ریزولیوشن ہم نے پاس نہ کیا، بلوچستان کو بلوچستان کا حق نہیں دیا تو تاریخ نے جو کچھ ہم کو سکھایا ہے، ہم اسی طرح آنکھیں بند کرلیں گے۔ دیکھئے یہی کچھ ہم نے مشرقی پاکستان کے ساتھ لیا۔ اسی انداز سے ہم نے مشرقی پاکستان سے behave کیا اور آخر میں کیا ہوا؟ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے آپ نے کوشش کیسے کی: آرمی ایکشن---25 مارچ-- اور پھر کیا ہوا؟ ایک ایک بنگالی جو مسلمان تھا، ایک ایک شخص بنگال کی قانون سازی اسمبلی میں قرار داد پاکستان پاس کی گئی اور وہی لوگ ہمارے خلاف کھڑے ہو گئے اور انہوں نے باقاعدہ بندوق اٹھالی اور مقابلہ کیا اور وہ صوبہ الگ ہو گیا، اب وہ مشرقی پاکستان ایک الگ ملک بن گیا۔ تو کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم ماضی سے سبق سیکھیں، کیا یہ بات مناسب نہیں ہے کہ سوائے وعدوں کے کوئی concrete، کوئی بامقصد بات کی جائے بلوچستان کے لوگ کیوں چلاتے ہیں، کیوں یہ بات کرتے ہیں؟ میرے عرض کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جو کچھ ماضی میں ہو چکا ہے اس بات کو دوبارہ نہ دہرائیں۔ میں یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جو کچھ کراچی میں ہو رہا ہے اس کے نتائج سے تو

آپ لاپرواہ اور بے پرواہ ہیں لیکن آپ جو کچھ بلوچستان میں کر رہے ہیں، وہ sun of the soil ہیں ہم تو sun of the soil نہیں ہیں، ہمیں تو آپ کہتے ہیں کہ ہم زمین کے بیٹے نہیں ہیں۔ لیکن یہ لوگ جو sun of the soil ہیں، جن کے وسائل ہیں۔ بلوچستان وہ صوبہ ہے جو تمام وسائل سے مالا مال ہے۔ ان کے پاس minerals کا خزانہ موجود ہے اور اس کے باوجود ان لوگوں کے ساتھ جو آپ برتاؤ کر رہے ہیں، یہ ایسا برتاؤ ہے کہ جیسے کسی غیر کے ساتھ برتاؤ کیا جا رہا ہے، جیسے بلوچستان اس ملک کا حصہ نہیں ہے۔ میں اپنی بات کوئی زیادہ لمبی نہیں کرنا چاہتا۔ میں صرف یہ کہوں گا کہ یہ قرارداد جو میں نے اور میرے دوستوں نے پڑھی ہے، میں اس کو پڑھتا ہوں کہ ------

(اس موقع پر ظہر کی نماز کے لئے اذان کی آواز سنائی گئی)

------------------

(اذان کے بعد اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی)

**جناب چیئرمین:** میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ حسب روایات اذان کے بعد ہاؤس adjourn کیا جاتا ہے۔ مگر آج آرڈر آف دی ڈے پر جو ریزولیوشن زیر بحث ہے اس میں دو movers بقایا ہیں اور اس کے علاوہ 6 سپیکرز اور بھی ہیں۔ شام کو قومی اسمبلی کا اجلاس بھی ہے تو جو ہاؤس رائے دے، اس وقت دونوں اطراف سے میری گزارش ہے کہ آیا----- آپ آپس میں دیکھ لیں--

**Mian Raza Rabbani:** It will not be possible because there are lot of senators who want to get back for the 9th and 10th.

ابھی یہ ہے کہ آپ ہاؤس اگر پندرہ بیس منٹ کے لئے نماز کے لئے adjourn کر لیں

the National Assembly is meeting at 4 O' clock, after that if we could re-assemble at 2.00 , from two to four we can sit.

**Mr. Deputy Chairman:** If the House agrees, I have no objection.

**Mian Raza Rabbani:** Sir, on the one hand we say , we have the

problems and on the other hand we are not prepared to sit.

**جناب ڈپٹی چیئرمین،** جی جناب ساجد میر صاحب۔

**پروفیسر ساجد میر ،** جناب چیئرمین! یہ اجلاس requisition کیا گیا دو مقاصد کے لئے۔ بلوچستان کے اس مسئلے پر بحث کے لئے اور اس دفعہ جو حج آپریشن ہوا۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین،** جی وہ نہیں ہے اس میں۔

**پروفیسر ساجد میر ،** جناب میں requisition کی بات کررہا ہوں۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ بلوچستان کے اہم مسئلے پر Full Fledge بحث کے لئے اور اس کے ساتھ ساتھ حج پر بحث کے لئے کل کا دن آپ مخصوص کرائیں۔

Mian Raza Rabbani: No, if this is the case, then it is an established practice that Order of the Day is given by the Government and in any requisition session business is given by the Government.

**جناب ڈپٹی چیئرمین،** کیونکہ آفتاب شیخ صاحب باقی رہتے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تقریر پوری ہو جائے تو پھر -----

**مخدوم شہاب الدین ،** جناب چیئرمین! گزارش ہے کہ جیسے آپ نےفرمایا ہے، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اپنے دوستوں سے مہربانوں سے کہ آج ہی ختم کیا جائے۔ دو بجے کے بعد we can meet again sir اور آغا صاحب بھی اس پر ----

Mr. Deputy Chairman: So the House is adjourned to meet again at 2 O'clock.

(اس موقع پر بیس منٹ کے لئے نمازِ ظہر کا وقفہ ہوا)

--------------------

(اجلاس کی کارروائی نماز ظہر کے وقفہ کے بعد زیر صدارت جناب ڈپٹی چیئرمین (میر عبدالجبار) دوبارہ شروع ہوئی)

**جناب ڈپٹی چیئرمین ۔** شیخ صاحب آپ کا شدت سے انتظار ہو رہا ہے ۔ جناب

آفتاب احمد شیخ صاحب .you are on your legs please continue -

جناب آفتاب احمد شیخ ۔جناب چیئرمین میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ جو قرارداد ہے ۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ اصل میں بات قرارداد پر ہونی چاہئیے

This House has seriously considered the grave concern of the Senators of the Balochistan Province pertaining to the reduction in the allocation of funds in the ensuing budget with particular reference to the contemplated reduction in the Gas Development Surcharge. The House demands that the allocations be continued if not enhanced. The House further urges that under no circumstances any reduction whatsoever may be made under any head of the budget. The House also recommends that all the provinces should be treated equally in the matter of grants pertaining to the packages.

جناب چیئرمین صاحب! میں صرف یہ عرض کروں گا کہ یہ قرارداد as it is جیسا یہ ہے ۔ اس کو تو پاس ہونا ہی چاہئیے لیکن اس میں جو بات میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ

is It is not the serious and grave concern of the Senators of Baluchistan only. It should be the grave concern of every Senator or every elected member of this House if injustice is being done to a particular province. So, therefore, Sir, I will fully and completely support this resolution. It should be passed and not only that it should be passed but there should be some real action on this resolution. The grievances should be redressed. I, therefore, Sir, fully support this motion. Thank you very much.

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی ڈاکٹر عبدالحئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔جناب چیئرمین صاحب! آپ کا بہت شکریہ اور مہربانی ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب اگر آپ نہ بھی بولتے تو میں نے آپ ہی کو فلور دینا تھا۔

**ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ** ۔ میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس قرارداد پر بولنے کا موقع عنایت فرمایا اور حقیقت یہ ہے کہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے حوالے سے یہ ایک تاریخی اجلاس ہے ۔ جس میں بلوچستان کے سینیٹرز نے متفقہ طور پر اس اجلاس کو بلانے کی درخواست کی ہے اور پھر اس کے ساتھ دوسرے جو ہمارے ممبران سینیٹ ہیں۔ انہوں نے بھی ہمارے ساتھ تعاون کیا اور اس اہم تاریخی اجلاس کے لئے ہمیں یہاں پر بولنے کا موقع فراہم کیا ۔ حقیقت یہ ہے کہ بلوچستان کی وجہ سے پاکستان ایک بہت بڑا ملک ہے ۔ آدھا رقبہ پاکستان میں بلوچستان کا ہے۔ بلوچستان کی Geo-political importance سے، میں سمجھتا ہوں ، ہمارے ملک کے تمام باشعور شہری واقف ہیں ۔ جو اس کی بین الاقوامی اہمیت ہے بلوچستان کی اس سے بھی ہمارے عوام بالخصوص شعوری لوگ واقف ہیں ۔ لیکن یہ ایک اپنی جگہ حقیقت ہے کہ ہمارے ملک کے اندر وفاقی نظام نہیں ہے۔ ہم صرف نام وفاق کا لیتے ہیں ۔ وفاق کی بات کرتے ہیں ۔ وفاقیت ، بس صرف لفظ وفاق استعمال کرتے ہیں ورنہ حقیقت میں یہ وحدانی طرز حکومت ہے۔ اس وحدانی طرز حکومت میں سب سے زیادہ مظلوم جو قومیتیں ہیں ان کو کچل کر رکھ دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہاں اتنی مرکزیت ہے ۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ یہاں مرکزیت قائم ہے اور مرکزیت بھی چند ایک مراعات یافتہ طبقے کی ہے ۔ جس نے تمام ملک کے 12 کروڑ عوام کو اس کے وسائل سے جس نے محروم کیا ہوا ہے اور ان کی زندگی کی تمام بنیادی سہولتیں بھی ان کو میسر نہیں ہیں ۔ کم آبادی والے جو وحدتیں ہیں ان کا بھی انہوں نے بیڑا غرق کیا ہوا ہے ۔ تو یہ طرز عمل میں سمجھتا ہوں انتہائی نا انصافی پر مبنی ہے ۔ کسی بھی لحاظ سے کسی بھی پیمانے سے آپ اس کو justify نہیں کر سکتے ۔

حضور والا ، ہمارے ملک کی ایک بہت لمبی تاریخ ہے جدوجہد کی ۔ پورے پاکستان کے عوام نے جمہوریت اور جمہوری اداروں کے لئے بھرپور جدوجہد کی ہے ۔ ہماری آئین بنانے کی تاریخ بھی لمبی ہے ۔ ہم نے بے شمار آئین اس ملک کو دیئے ہیں ۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام آئین میں اختلافات رہے ہیں ۔ 1973ء کا آئین ، جس کو ہم متفقہ آئین کہتے ہیں وہ بھی متفقہ آئین نہیں ہے۔ compromised تھا۔ مجھ جیسے ادنیٰ کارکن نے بھی اس پر دستخط نہیں کئے ہیں۔ ہمیں بھی اختلاف تھا ۔ جو خود مختاری 1973ء کے آئین میں دی گئی ہے ہمیں اس سے پورا اختلاف تھا ۔ اسلئے ہم نے اس کے اوپر دستخط نہیں کئے ہیں ۔ میرے ساتھ بلوچستان کے نواب خیر

بخش مری اور دوسرے ممبران نے بھی اس پر دستخط نہیں کئے ۔ لیکن اس کے باوجود یہ ضروری سمجھا کہ بحثی یہ ایک دستور ہے ' آئین ہے اس پہ عمل درآمد ہو ۔ اب مصیبت تو یہ ہے کہ 1973 کے آئین میں جو Federal List and Concurrent List بنایا گیا ہے اس پر بھی عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے ۔ ایک تیسری جو ہے conventional list ہے جو ان کی اپنی ضرورت کی لسٹ ہے ۔ اب ظاہر ہے ایک ملک کے اندر جو آئین موجود ہے اس کے اوپر بھی صحیح طریقے سے عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے ۔ میں اس کی مثال آپ کو اس طرح سے دوں گا ۔ مثلاً اس وقت جو subject وفاق کے اکائیوں کی ہونی چاہیئے ان سب پر وفاقی حکومت کا کنٹرول ہے ۔ مثلاً تعلیم ہے ' صحت ہے ' وسمن ذویژن ہے ' سوشل سیکٹر ہے زندگی کا ' وائلڈ لائف ہے ' ماہی گیری ہے ۔ بہت سی چیزیں ہیں جن کے اوپر اختیار وفاق کا ہے یعنی وفاق نے وہ subjects جو صوبوں کے پاس ہونے چاہیئے ' ان کے اوپر صوبائی حکومتوں کو اختیار نہیں ہے ۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یونہی بہت بڑے بڑے Corporates بنے ہوئے ہیں ۔ اتھارٹیز بنی ہوئی ہیں ۔ جن کی وجہ سے وہ encroach کرتے ہیں صوبائی اختیارات پر ۔ وسائل کا تو خیر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ صوبوں کو وسائل پر اختیار ہو ۔ یہ صورتحال جو ہے کافی پریشان کن ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ بلوچستان کے عوام کی ایک طویل جدوجہد کی تاریخ ہے ۔ آج بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں بلوچستان کے عوام کو اپنا قومی تشخص اور اپنا حق ملکیت ' وسائل پر اختیار ' حاکمیت کے بارے میں ان کو بہت شدت سے احساس ہے ۔ آپ اس غلط فہمی میں نہ رہیں کہ بلوچستان کے عوام اب ٹھنڈے ہو گئے ہیں ۔ یا ان کی جو طویل تاریخی جدوجہد ہے وہ اس سے اب ہٹ گئے ہیں یا اب وہاں امن ہے سکون ہے ۔ میں یہ چیلنج کروں گا وہاں حقیقت یہ ہے کہ سیاسی بنیادوں پر عدم اطمینان پایا جاتا ہے اور وہاں ایک لاوا پک رہا ہے ۔ نوجوان سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں انجینئرز ڈاکٹرز اور دوسرے بیروزگار پھر رہے ہیں ۔ ان کے لئے پینے کا پانی بھی نہیں ہے ۔ تو اگر آپ یہ تصور کرتے ہیں کہ ماضی میں بلوچستان کے عوام نے بڑی جدوجہد کی ہے اب وہ خاموش ہیں ٹھنڈے ہیں امن ہے تو میں کہوں گا یہ بھول ہے ۔ بلوچستان کے عوام کبھی بھی اپنے حقوق سے دستبردار نہیں ہوں گے معاشی ' سیاسی اور ثقافتی حقوق سے اور کبھی بھی کسی کی subjugation قبول نہیں کریں گے ۔ کسی کی بھی بالادستی قبول نہیں کریں گے ۔ کبھی بھی اپنے آپ کو رعیت اور غلام نہیں سمجھیں گے ۔ یہ بھول ہے ان کی اگر یہ سمجھتے ہیں کہ

وہاں پر خاموشی ہے۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین :** آپ قرارداد پر بات کریں ۔ اس کے جو contents ہیں اس پر بات کریں ۔

**ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ :** اب میں اس طرف بھی آتا ہوں ۔ دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کسی کو یہ بھول ہے کہ بلوچستان کے عوام اتحاد نہیں کریں گے ۔ بلوچستان کے عوام مختلف پارٹیوں اور جماعتوں میں بٹے ہوئے ہیں تو آج ہم نے اس کا ثبوت دیا ہے کہ ہم ہر مسئلے پر جہاں بلوچستان کا مفاد ہوگا ہمارے درمیان اتحاد ہوگا مختلف پارٹیوں کے باوجود ۔ مختلف سوچ اور نظریات کے باوجود لیکن ہم بلوچستان کے مسئلے پر سب متفق ہیں اور کبھی کبھی یہ بھی غلط فہمی ہوتی ہے کہ ہم بلوچستان کے عوام بلوچ ، پشتون کے حوالے سے یا کسی اور حوالے سے دست گریباں رہیں گے ۔ ان کی جدوجہد کو کمزور کریں گے ۔ آج ہمارے اس اتحاد نے یہ ثبوت دیا ہے کہ ہم ہمیشہ اپنے اجتماعی مفادات کے لئے متحد ہیں اور متفق ہیں اور اس کے لئے ہم کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ میں اس حوالے سے جناب کی خدمت میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ مثالوں سے میں آپ کو بتا رہا ہوں ۔ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے تحت 5.30 فیصد ہمارا کوٹہ بنتا ہے ملازمتوں کا ۔ وفاق ، وفاقی سیکرٹریٹ اور وفاق کے زیرانتظام ۱۰۱ اداروں میں اگر 5.30 فیصد آپ کو ملے تو ایک آدمی بھی پھر بلوچستان کا بیروز گار نہیں ہوگا۔ مگر یہاں صورتحال کیا ہے کہ ابھی تک ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے تحت ہمیں حصہ نہیں مل رہا ہے ۔ یہ کہاں کا انصاف ہے ۔ حالانکہ ۱۹۹۱ء کی مردم شماری کے مطابق بلوچستان کا حصہ ۷ فیصد ہونا چاہیئے ۔ ابھی تک پرانا حساب ہے اور اس پر بھی صحیح معنوں میں عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے ۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین**۔ ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔ جی ظفر صاحب ۔

**Mr. M. Zafar:** What Dr. Sahib is saying is very relevant, very important, extreemly serious and I see the whole of the Press Galleries empty.

**Mr. Deputy Chairman.** So, he is not talking for the consumption of the press but he is giving his mind to the House.

**Mr. M. Zafar:** Sir, he is speaking on behalf of the entire population of

Balochistan, for Balochistan with reference to Pakistan and if we were to say what he is saying only in Balochistan, we could have said it in Balochistan. We are saying it in the House and what is being said here this is for whole of the nation. This is for the government to take notice and I see only-------

**Mr. Deputy Chairman**: But the resolution which is being discussed now.

**Mian Raza Rabbani**: Sir, I am here and the Finance Minister is here.

**Mr. Deputy Chairman**: Yes everybody is here.

**Mian Raza Rabbani**: Sir, the point is that the press and the House, the House is more sacrosanct than the press being present.

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** ٹھیک ہے وہ میں نے کہہ دیا ہے ۔ ڈاکٹر صاحب۔

**ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔** میں عرض کر رہا تھا کہ 1981 کی مردم شماری کے مطابق 5.30% ہمارا کوٹہ جو ہے اس پر عمل درآمد کیوں نہیں ہو رہا ہے ؟ اس کوٹہ کو ابھی تک آپ 1971 کے حوالے سے کیوں treat کر رہے ہیں ۔

دوسری اہم بات یہ ہے اور میں اس کی مثال آپ کو یوں دیتا ہوں کہ 256 انجینیروں کی ملازمت کے لئے محکمہ ٹی اینڈ ٹی نے advertisement کی ہے ۔ اس میں بلوچستان کا صرف 3 کا کوٹہ رکھا گیا ہے ۔ یہ بات اخبارات میں آئی ہے ۔ 5.30% کے حساب سے ہمارا یہ کوٹہ 12/13 افراد کا بنتا ہے ۔ ان کے اپنے مقرر کردہ کوٹہ کے مطابق بھی یہ تعداد 7/8 افراد بنتی ہے ۔ ایک بات یہ ہے کہ جو خالی posts ہوتی ہیں ان کا ہمیں یہ 3.5 فیصد کوٹہ دیتے ہیں حالانکہ اصول یہ ہونا چاہیئے کہ بتدریج تمام وفاقی اداروں میں بلوچستان کی نمائندگی ہونی چاہیے۔ لیکن جب آپ ہمیں صرف خالی جگہوں پر نمائندگی دیں گے تو کیسے ہم بتدریج پوری نمائندگی حاصل کر سکیں گے ؟

جناب والا ! میں آپ کے سامنے آئین کا ایک آرٹیکل پڑھتا ہوں ۔

Article 37 of the Constitution

The State shall--

(a) Promote, with special care, the educational and economical interests of the backward classes or areas.

(f) Enable the people of different areas through education, training, agriculture, industrial development or other methods to participate fully in all forms of National activities, including employment in the services of Pakistan.

یہ Constitution ہے ، اس پر عمل درآمد کیوں نہیں ہو رہا ہے ۔ تو گزارش یہ ہے کہ جب آئین پر عمل درآمد نہیں ہوگا۔ جب ہماری grievances نہیں سنی جائیں گی ، جب ہمیں وفاقی اداروں میں نمائندگی نہیں دی جانے گی تو کام کیسے چلے گا ؟ اس وقت ہزاروں نوجوان ایسے ہیں جو ایم اے ، بی اے ، پی ایچ ڈی ، ڈاکٹرز اور انجینئرز ہیں۔ جب یہ ڈگریاں لے کر roads پر گھومتے پھرتے رہیں گے تو اس سے احساس محرومی اور بڑھے گی یا کم ہوگی ؟

جناب والا ! اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ وفاقی سیکرٹریٹ کے پالیسی ساز اداروں میں ہم کہیں کہیں نظر آتے ہیں۔ کوئی بھی بڑا ادارہ ہو ، کوئی مالیاتی ادارہ ہو یا کوئی خودمختار ادارہ ہو ، نیم خودمختار ادارہ ہو ، وفاقی سیکرٹریٹ ہو ، وہاں سیکرٹری لیول ایڈیشنل سیکرٹری لیول ہو یا جائنٹ سیکرٹری ہو ، کسی بھی لیول پر ہم کہیں نظر ہی نہیں آتے ہیں۔

(اس موقع پر سید فضل آغا صاحب نے جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب کی جگہ صدارت فرمائی)

جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ جب ہم پالیسی بنانے میں شریک نہیں ہوں گے جب ہم اداروں میں شریک نہیں ہوں گے تو پھر ہم کس طرح سے بلوچستان کے عوام کی قسمت میں تبدیلی لا سکتے ہیں ؟ کس طرح سے بلوچستان کے عوام ، ملک کے باقی عوام کے وفاقی اداروں میں اقتدار میں ، بیوروکریسی میں اور فوج میں نمائندگی حاصل کر سکتے ہیں؟ تو جب تک کوئی پالیسی طے نہیں ہو گی ، اس وقت تک یہ تمام باتیں ، باتوں کی حد تک ہی محدود رہیں گی۔ عمل کسی بھی بات پر نہیں ہو رہا ہے ۔

جناب والا ! اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ہمارے لئے فنڈز رقبہ کی

بجائے آبادی کی بنیاد پر Federal resources pool سے مختص کئے جاتے ہیں۔ یہ منطق ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آئی کہ ایک سر زمین، ایک قومی وحدت، جس کا رقبہ چوالیس فیصد ہے، اسے تو Federal resources pool سے صرف پانچ فیصد فنڈز ملیں اور جو باقی چھپن فیصد رقبہ ہے جو باقی تینوں صوبوں کو ملا کر بنتا ہے، ان کو فنڈز پچانوے فیصد ملیں۔ اب آپ یہ دیکھیں کہ وہ روز میں بھی آگے ہیں، ترقی میں بھی آگے ہیں، infrastructure میں بھی آگے ہیں۔ ان حالات میں یہ کیسا انصاف ہے؟ آپ مجھے بتائیں کہ آئین کے آرٹیکل 37 پر کیسے عمل درآمد ہوگا جب آپ Federal resources pool سے بلوچستان کو پانچ فیصد دیں گے؟ بلوچستان کا رقبہ پورے ملک کا 44% ہے۔ باقی تین صوبوں کا رقبہ 56% ہے۔ اب آپ 56% رقبے کو تو 95% فنڈز دیتے ہیں۔ جب کہ یہ ترقی میں پہلے ہی بلوچستان سے سو سال آگے ہیں۔ اس طرح سے ہم کیسے ترقی کر سکتے ہیں؟

جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ بلوچستان کے عوام کو ترقی چاہیئے۔ وہ تو اپاہج ہیں، آپ ان کو کچھ نہیں دے رہے ہیں اور جو صوبے ترقی میں سو سال آگے ہیں، جس کے عوام جہازوں اور موٹروں میں سفر کر رہے ہیں، ان کو آپ 95 % resources دے رہے ہیں۔ تو جناب والا! ان حالات میں یہ کیسے at par ہوں گے؟ کس طرح سے پاکستان ایک develop ملک کہلائے؟ جس ملک کا چوالیس فیصد رقبہ under developed ہو، وہاں آپ دنیا کو اپنی ترقی بھی دکھائیں، دیگر شعبوں میں چھلانگیں بھی لگائیں لیکن کوئی بھی آپ کی اس ترقی کو نہیں مانے گا۔ اس ملک میں کیا ترقی ہوگی جہاں کے چوالیس فیصد رقبے میں رہنے والے عوام بنیادی سہولتوں سے محروم ہوں، infrastuctures سے محروم ہوں؟

جناب والا! میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ آج یہ جو کہہ رہے ہیں کہ ہمیں foreign aids مل رہی ہے، پراجیکٹس مل رہے ہیں، میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ سچی بات ہے کہ چونکہ ہم پالیسی ساز اداروں میں نہیں ہیں ورنہ میں آپ کو بتاؤں کہ یہ پیسے جو مل رہے ہیں یہ بلوچستان کے لئے مل رہے ہیں۔ بلوچستان کے ساحلی علاقوں کے لئے، بلوچستان میں پراجیکٹس کے لئے مل رہے ہیں۔ جناب والا! بلوچستان میں کون سی چیز نہیں ہے؟ کون سا resource ہے جو بلوچستان میں نہیں ہے؟ کون سی آب و ہوا ہے جو بلوچستان میں نہیں ہے؟ کون سا فروٹ ہے جو بلوچستان میں نہیں ہے؟ کون سی سبزی ہے جو بلوچستان میں نہیں ہے؟ خدا کے بندو! ہم

پر رحم کرو۔ کونسی معدنیات ہے جو بلوچستان میں نہیں ہے۔ میں پوچھتا ہوں ہمارے ملک کا 1100 کلو میٹر ساحل سمندر ہے ۔ اس میں 770 کلو میٹر بلوچستان میں ہے ۔آپ کے پاس ایک ساحلی بندرگاہ نہیں ہے ۔ خدا کے بندو رحم کرو۔ چہ باتیں سناتے ہیں ۔ ایک فش ہاربر کا منی پورٹ گوادر وہ ابھی تک کھٹائی میں پڑا ہوا ہے ۔ وہ ۵ کروڑ کا محتاج ہے ۔ اس پر ابھی تک کام نہیں ہو رہا ہے ۔ میرانی ڈیم ہے ان کے ایسے بدبخت ایڈوائزر ہیں ۔ جنہوں نے نہ بلوچستان دیکھا ہے۔ اس کو بتانا سمجھاؤ وہ کہتا ہے کہ یہ feasible نہیں ہے ۔ بھئی کیسے feasible نہیں ہے۔ وہ اپنا حساب لگاتا ہے کہ جوار گندم ۔ بھئی ضروری ہے کہ ہم جوار گندم کاشت کریں۔ وہاں سبزی کاشت کر سکتے ہیں ۔ ہم میوہ کاشت کر سکتے ہیں ہم فروٹ کاشت کر سکتے ہیں آپ جھوٹا اپنا estimate بنا کر بیٹھے ہیں کہ جوار گندم کاشت کریں ۔ لہذا feasible نہیں ہے۔ سبحان اللہ یہ کہ آپ کا تعلق بلوچستان سے نہیں ہے ۔ یہ اتنے بدبخت ایڈوائزر ادھر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ انہوں نے بلوچستان کبھی نہیں دیکھا ہے ۔ یہ کیا ہماری خدمت کریں گے ۔ یہ کیا ہمارے لئے پالیسی بنائیں گے اور ایسے کان کے بہرے ہیں ان کو سمجھاؤ بھی تو یہ بدبخت سمجھتے نہیں ہیں۔ بس اپنی ہی رٹ لگائی ہوئی ہے کہ آپ جوار ہی کاشت کریں گندم ہی کاشت کریں ۔ میرانی ڈیم پر میں جوار اور گندم کاشت کروں گا ۔ جناب دنیا کی بہترین کھجور ہوتی ہے ۔ خدا کے بندے عقل سے بھی کام نہیں لیتے ۔ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ آدمی کو افسوس ہوتا ہے۔جو بھی پروجیکٹ ہو یہ اس کو کوئی نہ کوئی پیخ لگا دیتے ہیں کہ یہ جو ہے یہ feasible نہیں ہے ۔ تین دہائیاں گزر چکی ہیں ۔ دو حکومتوں نے اس میرانی ڈیم کو approve کیا ہے ۔ کام کچھ بھی نہیں ہے ۔ زیرو۔ آپ نے آٹھواں پنج سالہ منصوبہ بنایا ہے ۔ آٹھواں پنج سالہ منصوبے میں ایک چیز تو بلوچستان کے لئے بتاؤ۔ سوائے کوسٹل روڈ کے ۔ اس کا بھی پتہ نہیں ہے کہ یہ کیا حشر کریں گے ۔ 93 سے 98. تک بلوچستان کا کوئی حق نہیں بنتا ہے ۔ کس چیز کا رونا روئیں ۔ ابھی آپ کے ملک کے اندر ١٢ یونیورسٹیاں جنرل ہیں۔ ٦ انجینئرنگ اور ٹیکنالوجی کے لئے ہیں ۔ ٤ یونیورسٹیاں ایگریکلچر کے لئے ہیں۔ ٨ آپ کی پرائیویٹ یونیورسٹیاں ہیں ۔ یہ کل ٣٢ بنتی ہیں ۔ بلوچستان میں کیا ہے ایک اندھی لنگڑی لولی یونیورسٹی آف بلوچستان اور وہ بھی ایک مائنرنگ کالج میں بنی ہوئی ہے۔ وہ بلڈنگ مائنرنگ کالج کے لئے بنایا تھا ۔ خدا کے بندے یونیورسٹی کے لئے نہیں۔وہاں تین سبجیکٹ ہیں۔ اس کو یونیورسٹی کا درجہ نہیں دیا ۔ ان کے پاس فنڈز نہیں تھے۔ صوبائی حکومت چلا

نہیں سکتی تھی ۔ آپ نے اس کو یونیورسٹی کا درجہ نہیں دیا صرف تین سبجیکٹ ۔ سول ، میکنیکل اور الیکٹرکل ، یہ کیا یونیورسٹی ہے ۔ پورے صوبے میں ایک واحد پولی ٹیکنیک انسٹیٹوٹ ہے اور آپ کے باقی ملک میں ہر ڈویژن میں ایک پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ ہے ۔ تو ہم کیا سمجھیں کس طرح سے آپ ہمیں at par پہ دلاتے ہیں ۔

جناب والا! resources کی بات کریں ساحل سمندر کی بات کریں اتنے لمبے چوڑے رقبے کے لحاظ سے زمین کی بات کریں۔ سیلابہ زمین ہمارے پاس ، انڈر گراونڈ resources ہمارے پاس ، اب تو پانی کی صورت حال یہ ہے کہ پانی کے جو انڈر گراونڈ ریسورسز ہیں وہ depletion کی طرف جا رہے ہیں وہ نیچے جا رہے ہیں ۔ ان کی سطح روز بروز نیچے ہی گرتی جا رہی ہے ۔ کیونکہ آپ ادھر توجہ ہی نہیں دیتے ہیں نہ آپ وہاں دریائے سندھ drain کرتے ہیں ۔ نہ ڈیم بناتے ہیں ۔ نہ پانی کو سٹوریج کرنے کی کوئی بات کرتے ہیں ۔ آپ نے ہماری طرف سے تو بالکل آنکھ موڑ لی ہے ۔ یہ نہیں کہ میں موجودہ حکومت کو کہتا ہوں موجودہ حکومت نہیں بلکہ سب کا یہی حال ہے ماضی میں جو حکومتیں تھیں ان کا بھی یہی حال تھا موجودہ حکومت بھی اس پہ عملدرآمد کر رہی ہے ۔ ہمیں ایسا سمجھتے ہیں جیسے ہم بھکاری ہیں کوئی ووٹ بنک نہیں ہے 11 قومی اسمبلی کے ممبر ہیں۔ کیا معنی رکھتے ہیں ۔ حکومت میں تو کبھی زندگی بھر نہیں آئیں گے ۔ تو یہ تو ان کے لئے طریقہ کار صحیح نہیں ہے ۔ یہ تو جمہوری طریقہ کار نہیں ہے ۔ ایک ایسی قومی وحدت کے ساتھ جو دولت کے لحاظ سے امیر ترین ہے ۔ فش کے متعلق میں کہتا ہوں کہ آپ پانچ ملین فارن ایکسچینج کما رہے ہیں ۔ وہ بھی اس صورت میں ہمارے بلوچستان کا پانی کا جو ایریا ہے اس میں سندھ کے fishermen بھی کافی آتے ہیں ۔ جاپان کے بھی آتے ہیں انڈیا کے بھی آتے ہیں ۔ غیر ملکی جدید ٹرالر وہ بھی آتے ہیں ۔ وہ بھی لوٹ مار کر کے وہاں سے مچھلی لے جاتے ہیں ۔ اس کے باوجود آپ وہاں سے 5 ملین ڈالر کماتے ہیں ۔ مگر آپ وہاں کیا کر رہے ہیں ۔ گوادر کا حال یہ ہے کہ وہاں پہ پینے کا پانی نہیں ہے ۔ وہ ہر وقت پینے کے پانی کے لئے ترستے ہیں بجلی نہیں ہے ۔ ابھی بھی وہاں بجلی کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ پینے کے پانی کا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ آپ سینڈک پروجیکٹ کی بڑی تعریف کرتے ہیں ۔ بھئی سینڈک پروجیکٹ کو بھی آپریشنل بنانے کے لئے وہ جو مخصوص فنڈ ہے جس کا آپ نے بھی ذکر کیا ۔ وہ اس کو ملنا چاہیئے ۔ آپ وہ نہیں رکھتے ہیں تو سینڈک پروجیکٹ ویسے کا ویسے کھٹائی میں رہ جائے گا ۔ نوکنڈی سینڈک سے قریب ہے ۔ وہاں پانی کے لئے لوگ ترستے ہیں ۔ ابھی تک لوگ سیم سے پانی پیتے ہیں۔ پانی ریلوے لائن کے ذریعے ان کو ہفتے میں ایک یا دو ڈبے

ملتا ہے ۔ آپ کیا ترقی دے رہے ہیں ؟ بلوچستان کی ستر اسی فیصد آبادی ابھی تک صاف پانی سے محروم ہے ۔ وہ آج بھی وہ پانی استعمال کرتے ہیں جہاں بیل ، بھیڑ ، بکریاں اور جانور اور انسان ایک جگہ پانی پیتے ہیں ۔ یہ کیا سلوک ہے ۔ پرائمری ہیلتھ کیئر نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ پرائمری ایجوکیشن نہیں ہے۔ کوئی ایک بھی زندگی کا مثالی شعبہ بتاؤ کہ ہمیں بہتر بنایا ہے؟ انفراسٹرکچر تو خیر سرے سے ہی نہیں ہے ۔ وہ میرا خیال انکی سمجھ میں ہی نہیں آتا کہ اس کی ہمیں کیوں ضرورت ہے ۔ اور ان کے خیال کے مطابق شاید ضرورت ہی نہیں ہے۔ روڈز ہیں ' ہائی ویز ہیں وہ برائے نام ہی ہیں ۔ آپ نے خود ان کا ذکر بھی کیا ہے۔ 42% roads length بلوچستان کے ہیں ۔ فنڈز کیا ملتا ہے نائن پوائنٹ کچھ ' یا دس فیصد ۔ جب 42% روڈز کی لمبائی ہو تو فنڈز ملیں گے تو کس طرح سے ان کی حالت بہتر ہوگی ۔ ہمارے ڈویژن کے ڈویژن سڑکوں سے محروم ہیں۔ یہ اپنے صوبائی دارالخلافہ سے بھی دور ہیں ۔ اور باقی ملک سے بھی کٹے ہوئے ہیں ۔ پورے مکران ڈویژن میں ایک میل روڈ پکا نہیں ملے گا ۔ کوئی ایک میل روڈ ' کوئی ریلوے کی لائن دکھاؤ جب سے پاکستان بنا ہے کہ یہ آپ نے کیا ہو ۔ پھر کہتے ہیں آپ لوگ وفادار نہیں ہیں۔

ہمارے ملک میں وفادار کا مطلب سمجھ نہیں آیا۔ جو سب سے زیادہ چور ہے وہ سب سے زیادہ وفادار ہے۔ یہ عجیب فلسفہ ہے ۔ وفادار ' وفادار ' وفادار بھائی یہ کیا بلا ہے؟ جو سب سے زیادہ لوٹتا ہے ' جو سب سے زیادہ کماتا ہے ' جو راتوں رات کروڑ پتی بنتا ہے ' ارب پتی بنتا ہے ' بڑے بڑے جبے پہن لیتا ہے یہ محب وطن ہے ۔ بھائی عوام اور ملک کا خون بھی پیتے ہو اور خانہ بھی خراب کرتے ہو ' دولت بھی لوٹتے ہو اور دولت کو پھر باہر ملکوں میں بھی بھیجتے ہو کہ دیکھیں جی یہ محب وطن ہے ۔ اور جو عوام اور لوگوں کی بات کرتا ہے ۔ انسانیت اور اخلاقیات کی بات کرتا ہے ' وہ پاگل ہے وہ کہتے ہیں ٹھیک ہی نہیں ہے ۔ تو یہ کس طرح کا نظام ہے ؟ تو جناب والا! میں یہ عرض کرتا چاہوں کہ بلوچستان زراعت کے لحاظ سے بلکہ میں کہتا ہوں سارے مڈل ایسٹ کو سبزی اور گوشت دے سکتے ہیں۔ مچھلی سارے مڈل ایسٹ کو دے سکتے ہیں۔ سارے ملک کو گندم بلوچستان دے سکتا ہے ۔ خدا کے بندے آپ کروڑوں اربوں روپے زرمبادلہ کی مد گندم میں خرچ کرتے ہیں ۔سویا بین آئل کے لئے خرچ کرتے ہیں ۔ یہ سب چیزیں آپ کو بلوچستان دے سکتا ہے ۔ ایک ڈویژن بلوچستان کا سارے ملک کو غلہ دے سکتا ہے ۔ آپ کروڑ ہا ارب ہا

روپے خرچ کرتے ہیں۔ یہاں آپ توجہ دیتے اس کو اس قابل بنائیں ۔ سارے مشرق وسطیٰ کو آپ یہاں سے سبزی گوشت مچھلی پانی اور فروٹ وغیرہ دے سکتے ہیں۔ لیکن یہاں کا احساس نہیں ہے ۔ میرانی ڈیم اور انگول ڈیم کے ذریعے ۔ آپ اس سے بھی سبق نہیں سیکھتے بلوچستان ایران کے بارڈر کے ساتھ ہے ۔ آپ یقین کریں بلوچستان کے عوام کو دکھ ہوتا ہے جب وہ تربت سے ریگی یا مند کی طرف جاتے ہیں ۔ وہاں بجلی ہی بجلی اور روڈ ہیں۔ اور جب بلوچستان کی طرف آؤ تو کچھ بھی نہیں ہے ۔ آپ ساحلی علاقوں کی طرف جائیں تو آپ کو روشنیاں نظر آئیں گی ۔ اور سبزہ نظر آئے گا ۔ بندرگاہ آپ کو نظر آئے گا۔ لیکن آپ اپنی طرف دیکھیں گے تو اندھیرا ہی اندھیرا نظر آئے گا۔ نہ کوسٹل میں کچھ نظر آرہا ہے ۔ ہم اس سے بھی سبق نہیں لیتے ۔ کہ دوسرے لوگ کیسے اپنے ملک کو ترقی دے رہے ہیں ہم اس کے بارڈر پر ہیں پھر غضب خدا کا یہ ہے کہ آپ جب ایران نے کہا کہ بھئی ہم یہاں روڈ بجلی وغیرہ آپ کو یہ چیزیں دیتے ہیں تو آپ نے وہاں بھی قدغن لگا دیا یہ تو ہمارے اختیار میں آتا ہے۔ بھئی اگر آپ کے اختیار میں آتا ہے تو خود بھی نہیں دیتے ہو اور دوسرے اگر مہربانی کرتے ہیں تو ان کو بھی نہیں چھوڑتے ہو ۔ کس طرح سے ہم ترقی کریں ۔ میں آپ کو یہ عرض کرتا چلوں کہ ہم شعور کے لحاظ سے پسماندہ نہیں ہیں۔ محنت کے لحاظ سے پسماندہ نہیں ہیں۔ ہم اپنے بنیادی سہولتوں اور اس کو سمجھتے ہیں اور بلوچستان کے وسائل کا بھی آج عوام کو احساس ہے۔ کہ ہم مالا مال ہیں وسائل کے لحاظ سے ۔ کیا وہ کرمانی کوہ، سینڈک پروجیکٹ کا سونا چاندی ہو کوئی بھی منرل ہو ۔ سوئی گیس ہو ۔ آپ گیس کی بات کرتے ہیں ایک تو این ایف سی جو آپ نے بنایا یہ خود ایک چکر ہے ۔ این ایف سی کے خود ایک محدود اختیارات ہیں۔ وہ جو آپ نے ایک آرڈیننس کے تحت کیا ہے ۔ اچھا اس این ایف سی کے حوالے سے بھی جو ہمیں ملنا چاہیئے اس میں بھی آپ روڑا اٹکا رہے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ اس ایوارڈ کو review کیا جائے ۔ اس کی دوبارہ میٹنگ کی جائے ۔ اور اس کا چارٹر بھی نیا ہونا چاہیئے۔ اور اس کے رولز دوبارہ بنائے جائیں۔ تاکہ ہم سمجھیں کہ ہمارے ساتھ یہ امتیازی سلوک نہ ہو سکے ۔ بھئی اور مت کرو خدا کے لئے ہمارے اوپر رحم کرو یہ جو ہمارا سرمایہ ہے بلوچستان کے وسائل ہیں آج سے وعدہ کرو اس ایوان کے اندر کہ جب تک

بلوچستان دوسرے صوبوں کے برابر نہیں آتا وہ وسائل وہاں خرچ ہوں گے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جیسے ہم رقبے کے لحاظ سے نصف ہیں تو ہمیں ترقیاتی فنڈز بھی پچاس فیصد ملنے چاہئیں۔ کوئی ایک بات تو مانو یا پچاس فیصد وہ مانو تاکہ ہمیں اعتبار ہو۔ یا جو ہمارے وسائل ہیں سوئی گیس سے پٹرول سے جو بھی ہے ساحل سمندر ہے وہ وسائل اس وقت تک بلوچستان پر خرچ ہونے چاہئیں جب تک ہم دوسرے صوبوں کے برابر نہیں ہوجاتے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ جناب ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب میں یہ اعداد وشمار ان کو سمجھانے کے لئے بتا رہا ہوں۔

BALOCHISTAN SOCIAL & PHYSICAL INDICES

| INDICATOR | BALOCHISTAN | NATIONAL LEVEL LITERACY (% |
|---|---|---|
| | 11 | 34.8 |
| (Female) | (4) | (16.0) |
| PRIMARY SCHOOL 44.1 | | 68.5 |
| Participation Rate | (19.8)% | (49.2)% |
| (Female) | | |
| Access to Safe Drinking Water % | 29 | 55 |
| Access to Sanitation (%) | 7 | 18 |
| Life Expectancy(Years) | 58 | 60 |
| Infant Mortality Rate 200 | 104 | |
| (per 000 Live births) | | |
| Infants Immunized (%) | 35 | 75 |
| Fertility Rate(%) | [illegible] | 5.9 |
| Village Electrification(%) | 38 | 65 |
| Road Density (Length/Area) | 0.09 | 0.21 |
| Low/High Roads ratio | 80/20 | 48/52 |

**جناب پریذائیڈنگ آفیسر:** شکریہ ڈاکٹر صاحب۔

**ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ:** آخر میں میں ایک چیز کی وضاحت کروں کہ یہ جو سنیٹری سکارف جس کو بولتے ہیں اس کے تحت بہت زیادہ پیسے انہوں نے خرچ کئے ہیں ۔ اور بلوچستان میں ہمیں کچھ بھی نہیں مل رہا ہے ۔ میں اس کا بھی ضرور ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں واٹر لیول جو ہے water logging سنیٹری کا مسئلہ جو ہے صرف نصیر آباد ڈویژن میں ہے پٹ فیڈر کینال کے پاس اس کو مکمل ہونا چاہیئے۔ اور اس کے علاوہ ہمارے پاس جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ ہمارا واٹر جو نیچے جا رہا ہے انڈر گراؤنڈ جا رہا ہے تو ہمیں بھی وہ پیسہ جو باقی صوبوں کو دیتے ہیں اربوں روپے اس میں سے ہمیں بھی دیں اور جو بجلی کا ہمارا مسئلہ ہے اس کو بھی حل کریں ۔

**جناب پریذائیڈنگ آفیسر:** ڈاکٹر صاحب آپ نے سارے نکات بیان کردیئے ہیں۔

**ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ:** جناب ضرورت اس بات کی ہے کہ گوادر سے کوئٹہ براستہ تربت، پنجگور، بے سیا سورا، یہ روڈ بننا چاہیئے ۔ اور تربت سے کراچی براستہ اوارن جاہو بیلہ، اواران سے خضدار براستہ مشکیں، پنجگور سے نوشکی، براستہ واسک اینڈ خاران، بے سیا سے خضدار، بے سیا سے خاران، خضدار سے جھل ڈیرہ مراد جمالی، اور خضدار سے شہداد کوٹ رتو ڈیرو لاڑکانہ، خضدار سے ڈیرہ غازی خان، براستہ سبی کہولو، ژوب سے ڈیرہ اسماعیل خان یہ جو ہمارے infrastructure ہیں یہ جب تک نہیں ہوں گے وہ انڈسٹری لگانے کے لئے کوئی تیار نہیں ہو گا ۔ اور ڈبل روڈ جو ہیں ہمارے ایران بارڈر کے ساتھ اور پنجگور سے ایران کی طرف اواران، اس طرف کم از کم ڈبل روڈ ہونی چاہیئے تاکہ ان کے ساتھ ہم بھی ان کے بھائی نظر آئیں اور ایک ہمسایہ ملک کی حیثیت سے ہمارے ملک کا نام اور وقار بلند ہو۔بہت بہت شکریہ۔

**جناب پریذائیڈنگ آفیسر:** ۔بہت بہت شکریہ، گچکی صاحب۔

**جناب منظور احمد گچکی:** ۔ چونکہ سینٹ کی روایات نہیں ہیں اس لیے میں نے معزز رکن کی تقریر میں مداخلت نہیں کی ۔ گزارش یہ ہے کہ جب کوئی قرارداد پیش ہوتی ہے تو اسی کے دائرے کے اندر ہمیں بولنا چاہیئے اور اصول یہی ہے لیکن یہاں ہوتا یہ ہے کہ جب معزز اراکین تقاریر کرتے ہیں تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ تقریر لمبی کی جائے جیسے کہ صدر صاحب

کے خطاب پر تقاریر ہوتی ہیں بالکل اسی انداز سے تقاریر کی جاتی ہیں اور کمال یہ ہے کہ تمام تقاریر میں اتنی repetition ہوتی ہے کہ اگر اس کو sum up کریں تو وہ جو تقریر ہے وہ گھنٹے کی بجائے دس منٹ کی بھی نہیں ہوتی لہذا ہمیں اس ایوان کے تقدس کا اس طریقے سے بھی خیال رکھنا چاہیے کہ ہم to the point ہوں ۔ ہم پڑھے لکھے اور سمجھدار لوگ ہیں یہ عوامی فورم نہیں ہے یہ پارلیمنٹ ہے ۔ پارلیمنٹ کا طریقہ ہوتا ہے یہ تو کوئی طریقہ نہیں کہ ہم گھنٹوں بولتے رہیں اور کبھی مرغی خانے کی بات کریں اور کبھی کوئی اور بات کریں ۔ ایوان اس طریقے سے نہیں چلتا۔ لہذا گزارش ہے کہ جب معزز اراکین تقاریر کریں تو آپ انہیں فرما دیں کہ وہ to the point رہیں۔

**جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔** بہت شکریہ، لیکن گزارش یہ ہے کہ بلوچستان کے ساتھ یہ ہوا ہے کہ پیاسے کے اوپر پانی ڈالا جائے تو بھی اس کی پیاس نہیں بجھتی تو ڈاکٹر صاحب اس لیے کچھ زیادہ بول گئے ان کی تشنگی بہت زیادہ ہے اور آپ کو معلوم بھی ہے ۔

Your point is well taken. Thank you very much. Sajid Mir. Sahsib.

**پروفیسر ساجد میر ۔** جناب والا! بات شروع کرنے سے پہلے اس August Chair کو occupy کرنے پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اگرچہ سینٹ کے سابق ڈپٹی چیئرمین کی حیثیت سے یہ Chair آپ کے لیے نئی نہیں ہے ۔ لیکن آج اسے occupy کرنے پر میں اپنی طرف سے اور اپنے دوستوں کی طرف سے آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

**جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔** شکریہ۔

**پروفیسر ساجد میر ۔** جناب پاکستان آئینی اور انتظامی طور پر ایک فیڈریشن ہے اور ایک فیڈریشن کو کامیابی سے چلانے کے لیے ضروری ہے کہ federating units اور اس کی مختلف اکائیوں اور صوبوں کو احساس محرومی سے بچایا جائے اور ان کو پورے حقوق دیئے جائیں۔ یہ بات خاص طور پر چھوٹے صوبوں کے حوالے سے ضروری ہے کہ وہ کسی لمحے یہ محسوس نہ کریں کہ بڑے صوبے یا مرکز ان کو نظر انداز کر رہا ہے ۔ فیڈریشن کو کامیابی سے چلانے کا یہی ایک راز ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان یقینی طور ہمارا سب سے زیادہ محروم صوبہ ہے اور اس کی مناسب شکایات کو رفع کرنا ہم سب کا فریضہ ہے ۔ گیس سرچارج میں انہیں ان کا مناسب جائز

حصہ بھی ملنا چاہیئے۔ اس سلسلے میں اخباری بیانات کافی نہیں ہیں ۔ عملی طور پر ان کو ان کا حصہ دینا چاہیے اور اسی طرح باقی جو ترقیاتی پروجیکٹس ہیں ' سینڈک کا منصوبہ ہو یا بولان میڈیکل کالج ہو یا میرانی ڈیم ہو یا بلوچستان میں اور شروع کیے گئے یا شروع کیے جانے والے دوسرے پروجیکٹس ہوں ان سب میں پیش رفت پاکستان کی ترقی میں پیش رفت ہے ۔ بلوچستان ترقی کرے گا' فیڈریشن ترقی کرے گی ' فیڈریشن مضبوط ہوگی اور پاکستان کی ترقی سے پاکستان بحیثیت مجموعی ترقی کرے گا ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے ان منصوبوں میں پیش رفت ہمارا قومی فائدہ ہے اور اس لحاظ سے ہم اس قرارداد کی تائید کرتے ہیں اور میں یہ بھی گزارش کروں گا جناب کہ بلوچوں اپنی Free will سے اپنے سرداروں کے ذریعے ' اپنے جرگے کے ذریعے عوام کی خواہش کے مطابق ہمارے اس ملک پاکستان میں شامل ہوئے تھے ۔ ہمیں کسی لمحے اس بات کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ انھوں نے ایک فیصلہ کر کے پاکستان میں شمولیت اختیار کی ہے۔ ہمیں کوئی ایسا اقدام نہیں کرنا چاہیئے اور ان کے اندر کسی احساس محرومی کو بیدار ہونے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے جو ایک لمحے کے لئے بھی ان کے اندر یہ سوچ پیدا کرے کہ خدا نخواستہ پاکستان میں انہوں نے شامل ہو کہ غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ اس سے پہلے ہم ان کے مسائل حل کرنے کی بجائے فوج کشی بھی کر چکے ہیں ۔ ان کو دبانے کی کوشش بھی کر چکے ہیں لیکن جناب چیئرمین! مشرقی پاکستان کے تجربے سے بلوچستان کے تجربے سے ' کراچی کے تجربے سے ہمیں یہ جان لینا چاہیئے کہ نہ ہم زبردستی کسی کو اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں اور نہ زبردستی کرنے سے ہم جیت سکتے ہیں۔ دل جیتنے کا طریقہ ' ساتھ رکھنے کا طریقہ ' اکٹھے رکھنے کا طریقہ یہی ہے کہ ہم تمام صوبوں کو ' تمام یونٹوں کو ان کے حقوق دیں ' تمام اکائیوں کو ' تمام قومیتوں کو ' تمام لوگوں کو احساس محرومیت سے بچائیں ۔ انہیں اپنے ساتھ لے کر چلیں اور اسی طرح ہم اپنے ملک کو مضبوط اور امن کا گہوارہ بنا سکتے ہیں ۔ جناب چیئرمین ! اس ملک میں مضبوط مرکز کے نام پر چھوٹے صوبوں سے ' چھوٹی قوموں سے بڑی زیادتیاں ہوئیں ہیں ۔ میں مضبوط مرکز کا حامی ہوں۔ مضبوط پاکستان اور مضبوط مرکز اس صورت میں بنے گا جب ہماری صوبائی اکائیاں ' جب ہماری قومیں جب ہمارے فیڈریٹنگ یونٹس سب مطمئن بھی ہوں گے اور مضبوط بھی ہوں گے ۔ ان کی مجموعی مضبوطی سے پاکستان مضبوط ہو گا ۔ ان کی مجموعی مضبوطی سے مرکز مضبوط ہو گا ۔ مرکز کو بعض اختیارات حاصل ہونے چاہئیں لیکن مرکز کو چاہیئے کہ وہ اختیارات سارے ملک کی بہبود کے

لئے اور خاص طور پر محروم صوبوں کی بہبود کے لئے استعمال کرے۔ ہمارے دوستوں نے ہمیں بتایا اور facts and figures کی روشنی میں پہلے بھی ہمیں معلوم ہے کہ بلوچستان کے اندر وسائل موجود ہیں ' ان وسائل کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے ' بلوچستان کے مفاد کے لئے ' پاکستان کے مفاد کے لئے ' قوم کے مفاد کے لئے ان تمام وسائل کو استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔ سرحد کو سرحد کے حقوق ملنے چاہئیں۔ پنجاب کو پنجاب کے حقوق ملنے چاہئیں' سندھ کو سندھ کے حقوق ملنے چاہئیں ' بلوچستان کو بلوچستان کے حقوق ملنے چاہئیں۔ اس عظیم اور خوبصورت ملک کی تمام اکائیاں اور اس کے تمام افراد یہ محسوس کریں کہ یہ ملک حقوق دینے کے لحاظ سے اور سب کو یکساں طور پر ترقی دینے کے لحاظ سے واقعی عظیم ہے اور اسی طرح یہ ملک عظیم تر بنے گا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس resolution کی پر زور تائید کرتا ہوں۔ شکریہ جناب۔

**جناب ظریف خان مندوخیل ۔** شکریہ جناب چیئرمین صاحب ! کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا ہے ۔ جناب میرے بھائیوں نے یہاں صبح سے تقریریں کی ہیں اور ایک سے ایک بڑھ کر اچھی تقریریں کی ہیں ۔ میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت کا بلوچستان کے ساتھ ہمدردی کا اندازہ آپ اس چیز سے لگا سکتے ہیں کہ جب بلوچستان کی بات شروع ہوئی ہے تو صرف دو منسٹر صاحبان تشریف رکھتے ہیں اور دو تین ارکان پیپلز پارٹی کے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ میں ان سے گزارش کروں گا جیسے ابھی میر صاحب نے کہا کہ مشرقی پاکستان اور پہلے تجربوں سے سبق سیکھیں۔ ابھی ہم پہلے تجربوں کے متحمل نہیں ہو سکتے ہیں بلوچستان کے ساتھ شروع سے سوتیلے بھائی کا سا سلوک کیا جا رہا ہے ۔ میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ 1947 میں جب لوگ کشمیر جا رہے تھے ' بلوچستان سے زیادہ لوگ کسی صوبے سے بھی نہیں گئے تھے ۔ اس وقت ہم لوگوں کی عمریں نو دس سال تھیں ہمیں اچھی طرح یاد ہے ۔ کشمیر میں ہم لوگ گئے ہیں اور 1965 کی جنگ میں ہم لوگوں نے افغانستان کی طرف سے بارڈر کے لئے سوچا تھا کہ خدا نہ کرے کہ انڈیا کی شہ پر افغانستان ہم پر حملہ کرے ' تو ہم قبائلی لوگ بارڈر کو دیکھتے رہے ہیں۔ کسی طور پر بھی بلوچستان کسی صوبے سے پیچھے نہیں رہا ہے اور یہ ہماری بدقسمتی سمجھیں یا خوش قسمتی سمجھیں کہ ہماری سڑکیں لمبی ہیں ' آبادی منتشر ہے' ایک ایک گھر پر ایک ایک پرائمری اسکول کی ضرورت ہے۔ گیس ہمارے صوبے سے نکل رہی ہے۔ وہ چراغ تلے اندھیرا ' بلوچستان میں ہو رہا ہے۔ باقی

چھوٹے شہروں کو تو آپ چھوڑ دیں۔ ژوب، لورالائی، خضدار، مکران، وغیرہ سب ابھی تک کہیں بھی گیس نہیں گئی۔ پنجاب اور سندھ کے ہر ایک شہر تک ہماری گیس پہنچی ہے۔ تو اس کی فریاد ہم کس سے کریں؟ اقوام متحدہ سے ہم نہیں کرسکتے ہیں۔ سلامتی کونسل والا معاملہ نہیں ہے کہ ہم ان کو کہیں کہ بھائی ہمیں گیس نہیں مل رہی ہے۔ یہ ہمارے منسٹر صاحبان دیکھ رہے ہیں۔ میرے خیال میں ابھی ہمارے یہاں جب سے یہ حکومت آئی ہے میرے خیال میں ایک بھی village electrification کا کیس آگے نہیں گیا نہ کسی گاؤں میں بجلی لگی ہے۔ چیف انجینیئر الاعلان کسی کو کان میں کہتے ہیں کہ بھائی موجودہ حکومت کے ہی ممبران کے کام ہونگے باقی لوگ ذرا مہربانی کریں کچھ انتظار کریں۔ تو میں ان کو یہی بولتا ہوں کہ ایک قوم ہیں، ایک پاکستانی ہیں، مسلمان ہیں، عزیز رشتہ دار، اقارب ہیں، آج ان کی حکومت ہے کل کسی اور کی ہوگی، پرسوں کسی اور کی ہوگی۔ یہ ایسے طریقے چھوڑ دیں۔ بلوچستان کو یہ صرف اس لئے نظرانداز کررہے ہیں کہ ان کا وہاں ووٹ بنک کم ہے۔ اب کل کو اگر ہم نواز شریف کو ووٹ نہیں دیں تو وہ بھی ہمیں نظرانداز کریں گے۔ پھر تو بلوچستان والا ووٹ جو ہے وہ زبردستی ان لوگوں کو دینا پڑے گا، کیونکہ پھر ہمیں نظرانداز کرتے ہیں۔ یہ لوگ پنجاب سے ووٹ لیتے ہیں اور پنجاب ہمارا بڑا بھائی ہے۔ تمام دریاؤں میں سے کون سا پانی ہے جو ژوب آیا ہے، ہمارے یہاں اتنا نوٹل پانی نہیں ہے، ان کے پانی کے لئے ہم بلوچستان والوں کو کیوں پانی نہیں دیتے۔ بلوچستان میں ژوب، لورالائی اور خضدار کو ابھی تک نہیں دیا ہے۔ گیس ہماری ہے اور ان کے شہروں میں بہتی ہے۔ اور پانی ان کا ہے اور ہمارے یہاں ابھی تک آدھے انچ کا کنکشن نہیں آیا۔ یہ چیزیں دیکھنے کی ہیں، سوچنے کی ہیں۔ تقریروں سے کیا فائدہ جب یہ مانتے نہیں ہیں اور ہم چپ نہیں ہوتے۔ میں یہی گزارش کروں گا کہ مشرقی پاکستان کو بولتے تھے کہ تمہیں کس چیز کا ضرورت ہے، تمہارا پٹسن ہے، تم پٹسن کھاؤ۔ آخر میں وہ لاوا پھٹ گیا اور ہمارے فوجیوں کو بھی وہ بچانے میں دقت ہوئی، ہم لوگوں کو بھی ہوئی، اس وقت کی ہماری سات کروڑ کی آبادی ہم سے الگ ہوئی۔ ابھی بلوچستان یا کسی اور صوبے کو اس چیز پر مجبور نہ کریں تو بہتر ہے۔ نہیں میرے خیال میں بلوچستان کی صرف آبادی منتشر ہے۔ آبادی کے لحاظ سے ہمیں پرائمری اسکول کی زیادہ ضرورت ہوگی، بجلی کی ہوگی، دوسری چیزوں کی ہوگی۔ یا تو پھر حکومت یہ کرے کہ یہ ہماری سڑکوں پر اتنی سڑکوں پر آئیں، پھر ہم کو فنڈز بھی اس حساب سے دیں۔ ہماری

سڑکوں کی لمبائی زیادہ ہے اور یہ فنڈ ہمیں آبادی کے حساب سے دیتے ہیں۔ ہماری آبادی منتشر ہے۔ تین بھائی ہوتے ہیں وہ تین جگہ زمینوں پر رہتے ہیں۔ ان کو تین پرائمری اسکول چاہئیے ہوتے ہیں۔ یہ بولتے ہیں ہم آپ کو فنڈز آبادی کی بنیاد پر دیں گے۔ آبادی کی بنیاد پر جب تک یہ فنڈز دیتے رہیں گے' اس وقت تک ہم اپنے آپ کو سوتیلے بھائی سمجھتے رہیں گے۔ لہذا بات کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کم بولنا ' کم کھانا' کم پینا' یہ صحت کے لئے اچھا ہوتا ہے۔ یہاں منسٹر صاحبان تشریف رکھتے ہیں' محترمہ تک ہماری یہ باتیں پہنچا دیں' بلوچستان کو الگ ہونے پر مجبور نہ کریں۔

**جناب پریزائیڈنگ آفیسر،** شکریہ جناب ظریف خان صاحب۔ جناب ڈاکٹر ریحان صاحب۔

**ڈاکٹر محمد ریحان۔** بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ میں نے اپنے دوستوں کی تقاریر بڑے غور سے سنیں اور جو رونا واویلا سینہ کوبی اور جو حقوق سے محروم کئے گئے ہیں' یقیناً میں سمجھتا ہوں وہ کہتے ہیں protest is the privilege of the oppressed that goes without saying. Sir. لیکن یہ کہنا کہ یہ مسئلہ صرف بلوچستان والوں کا ہے۔ جناب والا! جب ہم یہاں بیٹھے رہتے ہیں تو یہ نہیں ہے کہ بلوچستان میں کوئی زیادتی ہوتی ہے تو اس کے متعلق دوسرے صوبے کا آدمی جو ہے unconcerned ہوتا ہے ۔ اسے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی ہے۔ میرے خیال میں یہ غلط فہمی بالکل دماغ سے نکالنی چاہئیے ۔ یہاں تو چھوڑیں اگر دنیا میں کہیں کسی کونے میں کسی پر ظلم ہورہا ہو' کسی پر زیادتی ہو رہی ہو' اس کے متعلق بھی بحیثیت انسان جو ہیں ہم اتنے ہی متشوش ہوتے ہیں اور فکرمند ہوتے ہیں۔ تو جناب والا! میں نے پہلے سے اپنے دوست رضا ربانی صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ میں تین یا چار منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا اور میں کوشش کروں گا کہ اسے میں ختم کروں۔ وہ تو چھوڑیں وہ کہتے ہیں جی ہمیں گیس کے پیسے نہیں ملتے۔ ابھی تک تو کئی صوبوں کے نام نہیں ہیں جو scientific بنیادوں پر ان کے نام ہونے چاہئیں وہ قومیتیں جو کہ بکھری ہوئی پڑی ہیں آج آپ کہہ رہے ہیں جی ہمارے صوبے' صوبے تو scientific, logical بنیادوں پر ہوتے ہیں اور cultural بنیادوں پر ہوتے ہیں۔ یہاں پر کیا ہے colonialism کی وہی جو ورثے میں ملی ہیں

وہی administrative provinces یہ وہ province یہ وہ province یہ فاٹا یہ فلاناں یہ ڈینگڑا۔ جناب والا! حساب کتاب نہیں ہے۔ جس طرح وہ تو پشتو میں کہتے ہیں جی ایک عورت اپنے خاوند سے تھ مانگ رہی تھی اس نے کہا کہ او کمبخت کی بچی میں تو تمہاری ناک کاٹنے کی درپے ہوں اور تم مجھ سے تتھ مانگ رہی ہو۔ everything follows political rights. خود مختاری نہیں ہو گی یہ رونا یہ پیٹنا یہ سینہ کوبی کرنا یہ سر پیٹنا یہ جاری رہے گا ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم آپس میں مل جل کر بیٹھ کر یہ سمجھیں کہ یہ پاکستان فیڈریشن ہے اور اس میں صوبے scientific بنیادوں پر redemarcate ہو جائیں اور ان کو حقوق دیئے جائیں ۔ جناب والا! میں تو یہ یہاں کہوں کہ مرکز کو paternalistic attitude نہیں رکھنا چاہئے اس کو باپ نہیں بننا چاہئے اس کو ایک بھائی کی حیثیت سے دوسرے بھائیوں کے ساتھ deal کرنا چاہئے ۔ جیسے باپ ہوتا ہے تمہیں اتنے دیئے اور تمہیں اتنے دیئے تمہیں نہیں۔ یہ نہیں ۔بھائی اور پھر ہر صوبے کے جو resources ہیں وہ صوبوں کے پاس ہوں اور مرکز کو چلانے کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ آئین میں ایسی ترامیم ہونے چاہئیں کہ صوبے مل جل کر مرکز کی ضروریات کو پورے کرنے کے لئے اس میں contribute کیا کریں۔

جناب والا! میں اپنی بات اس پر ختم کروں گا کہ مرکز کی جو موجودہ وقت میں انتظامی ڈھانچہ ' میں اس بارے میں حکومت کے اس پر نہیں جاؤں گا ' اتنا fattened ہو گیا ہے وہ سفید ہاتھی کہ اس کا کوئی حساب ہی نہیں ہے جناب والا! میں آپ کو بس آخری فقرے میں یہ بتاؤں گا ہمارے پاس مرکز میں تین چار ministries ہیں مثال کے طور لوکل گورنمنٹ کا ڈیپارٹمنٹ مثال کے طور پر زراعت کا ایجوکیشن کا ہیلتھ کا جو purely provincial subjects ہیں ان محکموں کے رکھنے کا کیا جواز ہے ادھر بھی میٹنگ ادھر بھی میٹنگ ڈپٹی سیکریٹری اور سیکریٹری ادھر سے بھی آ رہے ہیں سیکشن آفیسرز ادھر سے بھی آ رہے ہیں ٹی اے ڈی اے بن رہے ہیں بیچاروز میں پھر رہے ہیں جناب والا! میں اس پر بات ختم کروں گا کہ میں قرار داد کی حمایت کرتا ہوں لیکن مرض جو ہے صرف اس سے نہیں ہٹے گا کہ ہم نے ڈسپرین کی گولی دی اس کو تھوڑا سا دبایا اس کے پیر دبائے کہ اس کا بخار ختم ہو جائے گا۔ ٹائیفائیڈ کے ختم کرنے کے لئے choloromycitine کی دوائی دینی بہت ضروری ہے اور اس کا علاج یہی ہے نہ صوبائی خود مختاری کا سائنسی بنیادوں پر تعین ہو اور صوبوں کی از سر نو تشکیل ہو اور ان کو مکمل اختیارات دیئے

جائیں۔ شکریہ بہت مہربانی۔

**جناب پریزائیڈنگ آفیسر**۔ شکریہ ڈاکٹر صاحب۔ جناب حافظ فضل محمد صاحب۔

**حافظ فضل محمد**۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب! یہ ایک مسلّم انسانی فطری اصول ہے کہ جب انسان کوئی بھی ہو اپنے گھر میں اپنے گھر کے وسائل اور معاملات سے محروم رکھا جاتا ہے تو وہ اس گھر کی دشمن بن جاتا ہے۔ اس گھر کو تباہ و برباد کرنے کے پیچھے لگ جاتا ہے یہ ایک انسانی فطری اصول ہے اسی لئے ہم گھریلو معاملات میں اور بہت سے ایسے واقعات ہمارے سامنے ہیں اور بہت سے ایسے واقعات ہم نے سنے ہیں کہ والد کا اپنا بیٹا اس والد کا دشمن بن جاتا ہے۔ پھر اپنے گھر کو تباہ کرنے کے پیچھے لگ جاتا ہے۔ پھر گھر کے نظام کو تباہ کرنے کے درپے ہو جاتا ہے۔ اور پھر لوگ اس بیٹے پر الزام تراشی کرتے ہیں کہ یہ نالائق ہے' ناصالح ہے' یہ عاق ہے یہ فلاں ہے۔ حقیقت میں ایسا نہیں ہے بلکہ اگر دیکھا جائے تو سب سے بڑا مجرم اس گھر کا سربراہ ہے کہ انہوں نے اپنے گھر میں عدل و انصاف کے اصول کو برقرار نہیں رکھا۔ انہوں نے اس گھر میں تفاوت کیا اور کچھ کو اچھے انداز سے نوازا اور کچھ کو اپنے گھر کے معاملات اور وسائل سے محروم رکھا۔ اس وجہ سے ایسے حالات گھر میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم صرف بلوچستان کے حقوق کے لئے نہیں بلکہ پاکستان کے کونے کونے میں جہاں بھی کسی کی حق تلفی ہوئی ہے یا ہونے والی ہے' ہم اس کے خلاف احتجاج اور اس کے حق میں' وہ جہاں بھی ہو' ہم اس کے حق میں ہیں' میں اس کی تائید کرتا ہوں' اس کی حمایت کرتے ہیں۔ بلوچستان کے ساتھ بہت کچھ ہوا ہے۔ اگر وسائل آبادی کے لحاظ سے دیئے جائیں تو حقیقت ہے کہ وسائل کا وہ حصہ جن کا تعلق واقعی آبادی سے ہے تو ہم کہتے ہیں کہ صحیح ہے وہ آبادی کے لحاظ سے دیئے جائیں۔ مثال کے طور پر گندم کا کوٹہ ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ آپ بلوچستان کو گندم کا کوٹہ اسی انداز سے دیں جو پنجاب کا ہے' صوبہ سرحد کا ہے یا صوبہ سندھ کا ہے۔ لیکن وسائل کا وہ حصہ جس کا تعلق افراد سے نہیں' آبادی نہیں بلکہ رقبے سے ہے۔ مثال کے طور پر ایک علاقے کے لئے بجلی کا پروگرام ہے۔ اگرچہ وہاں سو گھر ہے' وہاں ہزار لوگ رہتے ہیں لیکن بجلی ان سے دس پندرہ میل کے فاصلے پر ہے۔ پنجاب میں اس نوعیت کے گاؤں ہیں اور وہاں بجلی دو میل پر ہے۔ تو یہ حقیقت ہے کہ وہاں دس کھمبے اس کے لئے کافی ہوں گے' وہاں سو کھمبے بھی کافی نہیں ہوں

ے۔ اب اگر اس قسم کے وسائل کی تقسیم بھی آبادی کے لحاظ سے کی جائے تو میرے خیال میں یہ سب سے بڑی بے انصافی ہے۔ تو بلوچستان کبھی بھی اس قسم کے وسائل سے مالا مال نہیں ہو سکتا ہے نہ وہاں کوئی ترقیاتی کام ہو سکتا ہے نہ وہاں ترقی ہو سکتی ہے' نہ وہاں کے غریب عوام کو اس قسم کی سہولیات سے فائدہ اٹھانے کا کوئی موقع ملے گا بلکہ قیامت تک ایسا کوئی موقع نہیں ملے گا۔ لہذا ہم یہ کہتے ہیں کہ جن وسائل کا تعلق آبادی اور افراد کے لحاظ سے ہے وہ تو ٹھیک ہے کہ افراد کے لحاظ سے آبادی کے لحاظ سے دیا جائے لیکن جن وسائل کا تعلق بالکل رقبے اور جغرافیے کے لحاظ سے ہو وہ رقبے کے لحاظ سے دیئے جائیں۔

شیخ سعدی کے دو اشعار ہیں،

فارسی

کہ آپ نے پودا ابھی ابھی لگا دیا ہے تو ایک بچہ اس کو کھینچ کر بھی نکال سکتا ہے لیکن جب وہ تنا ور درخت بنتا ہے تو پھر ہاتھی بھی اس کو نکال نہیں سکتا ہے۔ اس قسم کے مسائل سے بڑے بڑے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اس قسم کی شکایت سے بڑی بڑی شکایات پیدا ہوتی ہیں۔ یہ تو ابتدائی مراحل ہیں۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ خدانخواستہ اس قسم کے مسائل جمع ہوتے ہوتے کوئی بڑا مسئلہ سر نہ اٹھائے۔ لہذا ہماری حکومت سے یہ اپیل ہے کہ اس قسم کی شکایات کا موقع نہ دے۔ وقتاً فوقتاً بروقت اس کے ازالے کے لئے کوشش کرے۔ یہ آئین بنا ہی اسی لئے ہے' آئین میں جو حقوق دیئے ہیں وہ اسی لئے دیئے ہیں کہ آئین کی رو سے' آئین کے تحت' آئین کی دفعات کے تحت تمام صوبوں کی شکایت زائل ہو جائیں۔ آئین جو ہے وہ ثالث کا کردار ادا کرتا ہے۔ ہمیشہ کے لئے آئین ثالث ہے۔ اب آئین کے مطابق جو ہمارے وسائل ہیں جو ہمارے حقوق ہیں وہ ہمیں دیئے جائیں۔ آئین سے ماورا قطعاً نہ ہم مطالبہ کرتے ہیں نہ اس قسم کے مطالبے کی ہم حمایت کرتے ہیں۔ آئین نے ہمیں یہ حقوق دیئے ہیں۔ آئین میں صاف لکھا ہوا ہے اور سب کو پتہ ہے کہ جو جو وسائل جس صوبے سے نکلتے ہیں' سب سے پہلے اس صوبے کا حق بنتا ہے اور اسلام کا بھی یہی اصول ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جہاں بھی عاملین کو بھیجتے تھے تو ان کو یہی ہدایت دیتے تھے کہ وہاں کے جو سرمایہ دار لوگ ہیں ان سے جب زکوٰۃ وصول کریں تو سب سے پہلے اس زکوٰۃ سے وہاں کے غریب عوام کو آپ دے دیں' وہاں کے وسائل سے آپ وہاں

ن مشکلات اور مسائل کا حل کریں۔ جو بچ جاتا ہے پھر مرکز کو بھیج دیں۔ اسلام کے رو سے سے بھی' آئین کے حوالے سے بھی' قانون کے حوالے سے بھی ہر لحاظ سے جب یہ بلوچستان کا حق بنتا ہے تو ہم اس آئینی حق کے لئے مطالبہ کرتے ہیں۔ باقی یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ بلوچستانیت یا علاقائیت کے حوالے سے بلکہ حقوق کے حوالے سے ہے' ایک چھوٹے بھائی کے حوالے سے ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں۔ خدانخواستہ یہ نہ ہو کہ اس سے اس قسم کے حالات نہ بن جائیں کہ آخر ان کا انجام حقیقت میں بھی سامنے آ جائے۔ و آخر دعونا عن الحمد اللہ رب العالمین۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جزاک اللہ۔ جی احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ ، شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب والا! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم موقع پر میرا اور میری پارٹی کا موقف پیش کرنے کا موقع فراہم کیا اس ہاؤس کے سامنے۔ جناب والا! مجھ سے پہلے میرے کئی دوستوں نے بلوچستان کے مسائل پر کافی اچھی اور تعمیری بحث کی ہے۔ لہٰذا میں وہ باتیں بار بار دہرانا نہیں چاہتا لیکن میں اپنی مختصر سی گزارش میں یہ کہوں گا کہ مجھ سے پہلے جتنے حضرات نے بلوچستان کے متعلق جو جو باتیں کی ہیں ان کی تائید اور ان کو ذرا آگے بڑھاتے ہوئے میں مزید گزارش کروں گا۔

جناب والا! جب اس ہاؤس کو requsition کیا گیا تھا اس وقت اس ملک کی ایک اکائی جسے بلوچستان کے نام سے جانا جاتا ہے یقیناً اپنی تاریخ کے بدترین مالی بحران کا شکار ہونے چلا جا رہا تھا۔ لیکن مرکزی حکومت نے دانشمندانہ اقدامات کرتے ہوئے یا دانشمندانہ فیصلہ کرتے ہوئے اپنی اس اکائی کو جسے بلوچستان کہا جاتا ہے' بدترین مالی بحران سے بچانے کی کوشش کی۔ جناب اس اکائی کو جب یہ مالی بحران پیش آیا' جب اس نے اپنی بات ملک کے تمام فورم پر رکھنے کی کوشش کی تو اسے یہی کہا گیا کہ NFC Accord میں آپ نے جو معاہدے کئے تھے اس کے تحت آپ کو گیس کی رائلٹی مل رہی ہے لہٰذا آپ کو شکایت کرنے کی کوئی جائز گنجائش نہیں ہے۔ لیکن میں یہ عرض کروں کہ جناب جب NFC Accord ہوا تھا اس وقت بلوچستان کی حکومت میں جتنی پارٹیوں نے حصہ لیا تھا اس میں ہم بھی شامل تھے۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ وہاں پر اتنے اکانومسٹ اور اتنے expert نہیں تھے جن کو مستقبل کا حال معلوم ہوتا کہ آج جب ہم اس معاہدے کو مانتے جا رہے ہیں اس کے مستقبل میں ہم پر کیا اثرات پڑیں گے۔ یہ ہماری غلطی

ضرور تھی لیکن وہاں پر مرکزی حکومت کا یہ حق تھا کہ اپنے کسی ایسے صوبے کی جس کی اپنی کوئی revenue نہیں تھی، وہ مکمل طور پر مرکزی حکومت پر انحصار کر رہا تھا اس کو سمجھانے یا اس کی گیس کی رائلٹی یا دوسری مدوں سے جو اس کو امداد ملنے والی تھی، ان کے متعلق برابر معلومات فراہم کرتا کہ اگر آپ یہ معاہدہ کرنے جا رہے ہیں تو آئندہ آپ کے لئے یہ مسائل پیدا ہوں گے۔ ٹھیک ہے ہم لوگ نادان تھے، ہم لوگوں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی، لیکن انہوں نے بھی یہ بات ہم سے نہیں کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس فارمولے کے تحت اس مالی سال میں بلوچستان کو دو سو 66 کروڑ کا خسارہ برداشت کرنا پڑ رہا تھا۔ اگر مرکزی حکومت اس کی NFC Awards سے ہٹ کر مدد نہ کرتی ۔ لیکن جناب مجھے یہ بات کہنے کی اجازت دیں کہ ہمارا پورا ملک پچھلے کئی سالوں سے اس طرح کے مجموعی مسائل کا شکار ہے ۔ جس کی وجہ اس ملک کی ناقص اقتصادی پالیسی ہے جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں پر بیوروکریٹس ہر بات پر اپنی من مانی کرتے چلے آ رہے ہیں ، جہاں پر ان کو مفادات عزیز ہوتے ہیں وہاں پر وہ بلند بانگ دعوے کرتے ہوئے یہی کہتے ہیں کہ جی فلاں پراجیکٹ ٹھیک ہے ، فلاں غلط ہے ، اس کی مثال میں یوں دوں گا جب نواز شریف صاحب کی سابقہ حکومت تھی تو ایک وفاقی سیکریٹری نے اس کی بلوکیب اسکیم اور تمام اسکیموں کو support کیا ، یہ حکومت آئی تو اسی سیکریٹری نے کہا کہ جناب گزشتہ جو ہم نے عوام کی سہولت کے لئے awards کیے وہ سارے بیکار تھے لہذا اب یہ راہیں ٹھیک ہیں۔ اب اس حکومت کو انہوں نے اس ڈگر پر ڈال دیا ۔ جناب والا ! یہ حقیقت ہے کہ پورا ملک وسائل کی کمی کا شکار ہے ، ہمارے پاس مجموعی طور پر مسائل زیادہ اور وسائل کم ہیں ، لیکن اس کی بنیادی وجہ یہاں پر کوئی stable حکومت نہ ہونے کی ہے ، یہاں پر کوئی صحیح planning نہ ہونے کی ہے ، جس سے کہ پورے ملک کے 12 کروڑ عوام متاثر ہوئے ہیں ۔ جناب والا! وفاقی حکومت بلوچستان کی صوبائی حکومت کو CDL کی صورت میں اور grant کی صورت میں PSDP میں جتنے منصوبوں پر مالی اعانت فراہم کرتی تھی ، پچھلے سال 1994-95 میں اس مد میں 157 کروڑ روپے مختص کئے گئے تھے اور اس میں سے مرکزی حکومت نے 50 کروڑ روپے اس لئے فراہم نہیں کئے کہ NFC Awards کے تحت صوبوں میں ہم نے اضافی وسائل فراہم کئے جو کہ اگر ہم اپنے صوبے کا باقی صوبوں سے موازنہ کر کے دیکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کو 10ارب روپے اور مل جاتے تب بھی وہ اس کے لئے ناکافی تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے اس سے 50 کروڑ روپے

کاٹ لئے ۔ جناب والا! میں اپنے دوستوں کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا لیکن گزارش یہ ہے کہ مالی وسائل کے علاوہ جو دیگر وسائل اور ذرائع مرکزی حکومت کے پاس صوبوں کو develop کرنے کے لئے ہیں ' بلوچستان کو ان میں سے بھی اس کا جائز حصہ نہیں مل رہا ہے ' وفاقی حکومت کے زیر انتظام جو سرکاری اور نیم سرکاری ادارے ہیں ان میں بلوچستان کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے ۔ جناب والا ! آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں ' آپ کا تعلق بھی اسی صوبے سے ہے اور سیاسی اعتبار سے بھی عرصہ دراز سے سیاست کے اس دشت میں داخل ہوچکے ہیں ' آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ بلوچستان کی مرکز کے سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں کتنی نمائندگی ہے ۔ مثلاً آپ PIA کو لیجیئے ' آپ OGDC کو لیجیئے ' آپ دیگر اداروں کو لیجیئے ' جہاں پر autonomous bodies ہیں ' جہاں پر Board of Directors کی کوئی گنجائش ہے ' وہاں پر آپ دیکھیں گے کہ بلوچستان کی نمائندگی نہ ہونے کے برابر ہے ۔ پچھلی کئی meetings میں میں نے دیکھا کہ میرے معزز دوست ڈاکٹر عبدالحئی صاحب نے مسلسل ذکر کیا کہ جی ایک بندہ بلوچستان سے لیا جانا تھا واپڈا کے بورڈ میں Member of Water لیکن اس کو محض اس بنیاد پر مسترد کیا گیا اور اس کو نہیں لیا گیا کیونکہ اس کا گریڈ کم ہے۔ اگر ناپنے کا پیمانہ یہ ہو اگر ہم اس پیمانے پہ ناپیں مرکزی حکومت کی نمائندگیوں کو تو اگلے ۱۰ ' ۱۵ سال میں بلوچستان کا کوئی نمائندہ کسی نیم سرکاری اور سرکاری اداروں میں نہیں آ سکتا۔ لہذا میری وفاقی حکومت سے گزارش ہے کہ وہ اس سلسلے میں تھوڑی سی ہمیں مراعات دیں' تھوڑی سی ہماری اس معاملے میں مدد کرتے ہوئے یہ گریڈ کے مسئلے کو ذرا بھول جائیں۔

**جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔** شکریہ جی۔

**سید احسان شاہ۔** اگر ہمارے دو تین گریڈ کم ہیں تو اس پر اس طرح نہ کرے۔ جناب والا' میری گزارش ایوان سے اور حکومت وقت سے یہ ہے۔۔۔ اب میں ذرا economics کی اعدادو شمار سے ملتے ہوئے کچھ گزارشات کروں گا جناب گزارش یہ ہے کہ جب سے ہمارا ملک وجود میں آیا ہے۔ ایک دور ایسا تھا ایوب خان کے زمانے میں' ایوب خان کے دور حکومت میں جب اس ملک میں development کا ایک ٹھیک ٹھاک دور تھا۔ جب اس ملک کے اندر roads, industries اور دوسری چیزوں کے جال بچھائے جا رہے تھے۔ اس وقت ہمارا صوبہ اس سے محروم تھا۔ کیوں

محروم تھا؟ جناب والا' اس سے محروم تھا کہ بلوچستان پہ غداری کا الزام لگا کر وہاں پر فوج کشی کی گئی۔ بلوچستان پہ الزام لگا کے کہ آپ' پاکستان کو توڑنا چاہتے ہیں وہاں پر پاکستان کی آرمی بھیجی گئی۔ چاہئیے تو یہ تھا کہ پاکستان کے باقی صوبوں میں جہاں بلڈوزروں کی' جہاں گریڈروں کی' جہاں ٹریکٹروں کی آوازیں آ رہی تھیں ان صوبوں کو خوشحال کرنے کے لیے وہاں بلوچستان میں اس وقت مشین گنوں کی' ٹینکوں کی' فوجی بوٹوں کی آوازیں آ رہی تھیں بلوچستان کے میدانوں میں اور پہاڑوں پہ' اور بلوچستان کے پہاڑ بلوچستان کے میدان پاکستان کی فوجوں کے خون سے سرخ ہو رہی تھیں۔ یہ نتیجہ تھا جب ہمیں اس development سے محروم کیا گیا۔ اس کی ذمہ داری میں خالی مرکزی حکومت پر نہیں دیتا ۔ اس وقت کی مرکزی حکومت کے ساتھ ساتھ اس میں کئی دوسرے عوامل بھی شامل ہیں۔ لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ بلوچستان کی development رک گئی۔ جب پورے ملک میں روڈز اور باقی چیزوں کے جال بچھائے جا رہے تھے اس وقت بلوچستان جنگ کی حالت میں تھا۔ اس کے بعد جناب والا' ذوالفقار علی بھٹو صاحب کا دور آتا ہے۔ اس وقت بھی اس ایوان میں بیٹھنے والے ایک ایک ممبر کو معلوم ہو گا کہ بلوچستان کے ساتھ کیا بیتی۔ جناب منظور گچکی صاحب جو اس وقت اس ایوان میں موجود ہیں یہ بھی ان مظالم کے شکار ہوئے۔ ڈاکٹر عبدالحئی صاحب جو میرے دائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں یہ بھی ان مظالم کے شکار ہوئے۔ یہ بتا سکتے ہیں کہ اس وقت بلوچستان کے اندر کیا حالت تھی۔ جناب والا' تمام چیزوں سے بالاتر ہو کے میں اپنی ہر چیز کو جو ہے وہ دیانتداری پر قربان کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ اگر بلوچستان میں development کا کوئی دور آیا تو وہ جنرل ضیاء الحق کا دور تھا۔ برخلاف اس کے کہ ہم نے کہا کہ جناب وہ dictator ہے وہ ظالم ہے وہ فلاں ہے' اپنی جگہ پر ہم نے یہ باتیں بھی کیں۔ اس نے جہاں کراچی کو آج ایم کیو ایم تحفے میں دے دی ہے اس نے جہاں باقی ملک کو انتشار میں مبتلا کیا ہے لیکن یہ حقیقت ماننی چاہئیے کہ ہمارے علاقے میں' بلوچستان میں اس نے ڈویلپمنٹ کی۔ آپ جس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جہاں پہ بجلی گئی ہے۔ وہ جناب اس کے زمانے میں گئی۔ اور جہاں پر بلوچستان میں air steps بنے ہیں وہ اس کے دور میں بنے ہیں۔ میں جناب والا زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میری صرف اتنی سی گزارش ہے حکومت وقت سے اور اپنے دوستوں سے کہ خدا کے لئے بلوچستان کی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے بلوچستان کی حالت زار پر ذرا غور

کریں اور اس کو وفاقی حکومت کے جتنے ادارے ہیں اس میں نمائندگی دینے کے لئے اور اس کے فنڈز دینے کے لئے جدو جہد کیجئیے تاکہ ہم ملک کے باقی حصوں کے برابر آ سکیں میں ان ہی الفاظ کے ساتھ اجازت چاہتا ہو ں بہت شکریہ۔

**جناب پریذائیڈنگ آفیسر** ۔ جناب اشتیاق اظہر صاحب۔

**سید اشتیاق اظہر** ۔بہت شکریہ جناب چیئرمین ،سب سے پہلے تو میں آپ کو اس اجلاس کی صدارت کرنے کے حوالے سے مبارکباد پیش کرتا ہوں حالانکہ سینٹ کے سابق ڈپٹی چیئرمین ہونے کی حیثیت سے یہ کوئی نیا اعزاز نہیں ہے۔

**جناب پریذائیڈنگ آفیسر** ۔ شکریہ جناب۔

**سید اشتیاق اظہر** ۔ پھر میں بلوچستان کے حوالے سے اس لئے بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں اپنی پارٹی کی نمائندگی کر رہا ہوں اور اس لحاظ سے بھی کہ 88/89 میں بلوچستان کا پبلسٹی چیف تھا اور مجھے وہاں کی مشکلات اور مسائل کا ذاتی طور پر بھی اندازہ ہے۔مجھ سے پہلے میرے دوستوں نے اس ریزولیوشن کے حوالے سے خالی دفتری باتیں کہہ دیں میں ان باتوں کی تائید کرتے ہوئے نہ صرف یہ کہ اس قرار داد کی حمایت کرتا ہوں ہمیں یہ توقع ہے کہ یہ اس ایوان میں اتفاق رائے سے منظور کی جائے گی۔چونکہ بلوچستان ایک فیڈریٹنگ یونٹ ہے اس کے مسائل کے حل کے سلسلے میں دوسرے صوبوں کی بھی اسی نوعیت کی حمایت ہونی چاہئیے جس نوعیت کا مظاہرہ آج اس ایوان میں کیا جا رہا ہے بلوچستان کو اگر ترقی دی جائے اور جس طرح سے کہ آر۔سی۔ڈی۔ہائی وے کا پروجیکٹ بنایا گیا تھا اس آر۔سی ڈی۔ہائی وے کے پروجیکٹ کو مکمل کر لیا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ کوئٹہ اور کراچی کے درمیان فاصلہ کئی سو میل کم ہو سکتا تھا۔ اور اس آر۔ سی۔ڈی۔ہائی وے کی تکمیل کے بعد بلوچستان کی ترقی کی نت نئی راہیں کھولی جا سکتی تھیں یہی بات میرانی ڈیم کے حوالے سے بھی کہی جا سکتی ہے جیسا کہ اس ایوان میں وعدہ کیا گیا تھا میرانی ڈیم کی تعمیر اور تکمیل کی طرف توجہ دی جاتی، اس کا حکومتی وعدہ بھی ریکارڈز پر موجود ہے میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے عوام کی دلجوئی کا سامان مہیا ہو سکتا تھا۔ بلوچستان سے سوئی گیس نکلتی ہے لیکن بلوچستان کے کتنے شہر ایسے ہیں کہ جو اس قدرتی نعمت سے مستفید ہو رہے ہیں بلوچستان کا ایک راستہ پنجاب کے ساتھ براستہ ڈیرہ غازی خان ہے اس پر مجھے

سفر کرنے کا اتفاق ہوا اس راستے کو اگر مکمل کیا جاتا اس میں توسیع ہوتی تو لورا لائی ڈیرہ غازی خان سے اتنا قریب ہوتا کہ پنجاب کی ترقی اور بلوچستان کی ترقی ہم آہنگ ہو سکتی تھی لیکن اس راستے کی ترقی پر بھی توجہ نہیں دی گئی اور بہت سی ایسی باتیں ہیں کہ جو بلوچستان کی ترقی کا باعث بن سکتی تھیں لیکن ماضی کی حکومتوں نے اور موجودہ حکومت نے اس سلسلے میں جس بے اعتنائی کا مظاہرہ کیا ہے اس کا ذکر بہتر طور پر بلوچستان کے ممبران نے کر دیا ہے میری موذبانہ اپیل ہے وفاقی وزیر خزانہ سے بھی اور جناب انور سیف اللہ سے بھی کہ بلوچستان کے مسائل پر فی الفور توجہ دی جائے ایک فیڈریٹنگ یونٹ کے حوالے سے 'وہاں کے عوام کی احساس محرومی کو اسی طرح دور کیا جائے جس احساس محرومی سے اس وقت کراچی اور سندھ کے شہری دو چار ہیں اور بلوچستان کو پاکستان کا ایک حصہ بنا کر اس تاریخی عمل کو مکمل کیا جائے جو پاکستان کے قیام کا باعث بنا اور بلوچستان کے لوگوں نے پورے برصغیر کے قدم بہ قدم پاکستان کی تحریک کو مکمل کیا ۔ اس کا بھی تقاضا یہ ہے کہ پاکستان بننے کے بعد ان کے وہ سارے مسائل دور کئے جائیں ۔ جس سے اہل بلوچستان پاکستان کے قیام سے پہلے دو چار تھے ۔ یہ بڑا افسوس ناک عمل اور صورت حال ہے کہ پاکستان بننے سے پہلے بلوچستان کے جو مسائل اور مشکلات تھیں ان میں کمی ہونے کی بجائے اضافہ ہوا ہے اب بھی وقت ہے کہ بلوچستان کے عوام کے دل جیتنے کی کوشش کی جائے ۔ ایک federal unit کی حیثیت سے اس کی اہمیت کا احساس کیا جائے۔ ملک کا سب سے بڑا صوبہ ہونے کی حیثیت سے بھی وہ ہماری تاریخ میں ہی نہیں ہماری جغرافیائی حدود میں بھی ایک اہم حصے کا حامل ہے ۔ اس کی ضرورت کا ' اس کی حرمت کا احساس کیا جائے اور بلوچستان کے عوام کی مشکلات کو دور کر کے ان کو یہ محسوس ہونے کا موقع فراہم کیا جائے کہ پاکستان کے دوسرے صوبوں کے عوام بھی ان کے دکھ درد میں برابر کے شریک ہیں اور ان کی مشکلات کے حل کے سلسلے میں ان کے قدم بہ قدم اور ان کے ساتھ ہیں۔ بہت بہت شکریہ ۔

**جناب پریذائیڈنگ آفیسر** ۔ شکریہ جی ۔ عبدالرحیم مندو خیل صاحب آپ کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل**۔ذرا احسان شاہ صاحب نے اس پہ ---

**جناب پریذائیڈنگ آفیسر** - جناب اس بات کو رہنے دیں - این ایف سی ایوارڈ کی بات کریں - باقی رہنے دیں -

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل** - این ایف سی ایوارڈ میں واضع طور پر پیراگراف 7 میں ہمارے وسائل جو ہیں - ان کا اپنا خرچہ منہا کر کے باقی جو sale products ہیں - ان سے منہا کر کے سب کچھ ہمارے صوبے کو ملنا تھا لیکن یہاں جو وضاحت ہو تی ہے - وہ درست نہیں ہے کہ ملک کا خرچہ منہا کر کے پھر ہمیں دیا جائے -

**جناب پریذائیڈنگ آفیسر** - جناب احسان شاہ صاحب I am sorry please آپ تشریف رکھیں - وقت ضائع نہ کریں - دیکھیں وہ ایشو اور ہے ' آپ کا ایشو اور ہے - I am very grateful to you جناب رضا ربانی صاحب دونوں طرف سے قرارداد کے متعلق کیا consensus ہوا؟

**میاں رضا ربانی** - جناب consensus یہی تھا کہ Finance Minister will speak and he will give an assurance on the floor and then it would not be pressed .

**Mr. Presiding Officer**: This is upto the House. I can not say whetherit is going to be pressed. Yes, Makhdoom Shahabuddin. I will request there will be no point of order when the honourable Minister is making a statement. Thank you very much.

**Makhdoom Shahabuddin**: Thank you very much indeed Mr Chairman Sir, I must also say heartiest congratulation to you on occupying that chair and as a worthy friend from this side I said, nothing new for you, you held that in the past. All I can say is that I pray for you for your improvement. Mr. Chairman Sir, this resolution has various aspects, I would like to concentrate on the economic aspect. Sir, I have heard the honourable members expressing their apprehensions. Sir. Mr. Chairman, these apprehensions are ill founded. These are based on lack of proper information and I don't blame honourable Members for that.

Because they don't have access to the proper information. I don't blame them at all. Sir, it is hall mark of our Government, Benazir's Government, Prime Minister's Government that every year that the funds we have allocated to the provinces are more than what they got last year. And Insha Allah, Sir, this assurance, I am giving on floor of this august House that this year again, Balochistan is going to get more than what it got last year in the last budget 1994-95. I think these apprehensions are ill founded, we are going to take care of the Balochistan's situation financially and the Federation is deeply concerned about what happened in Balochistan in terms of economics.

Mr. Presiding Officer: Once again I will request for the decorum of the House. So that this is a valuable statement being made by the honourable FinanceMinister.

Makhdoom Shahabuddin: Sir, if I am allowed to go into the detail. In the year 1994-95, Sir, the budget allocation in the income tax sector was 2.1 billion rupees, is going to be more than this year. In the sales tax, Sir, by the way Sir, hardly 20% goes to the Federation, rest of the sales tax goes and falls to the lot of the provinces. It was 1.5, is going to be much much more than this year. Sir, without going into the further detail I would talk about the excise duty on gas. This year, Sir, it was 919 million rupees. And next year, Sir, that is 1995-96 I would like to say it, Sir, the increase is going to be more than 100%. So we are taking into account whats happening over there. Sir, we are pretty concerned about that. And must assure the honourable Members, honourable Senators, who have expressed their apprehensions that please calm down.

بینظیر حکومت انشاء اللہ بلوچستان کے لئے بہت کچھ کرے گی۔ Thank you very much.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جناب اس طرف سے۔ جناب کچکی صاحب۔

(اس دوران جناب ڈپٹی چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب منظور احمد کچکی، جناب میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں اس fact کو مانتا ہوں اور میں appreciate کرتا ہوں وزیر خزانہ کی اس یقین دہانی کو کہ انہوں نے کہا ہے کہ ۹۵-۱۹۹۴ء کے بجٹ کے نسبت اس بجٹ میں بلوچستان کو زیادہ فنڈز فراہم کئے جائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ انہیں کرنا چاہیئے اور یہ ان کا قومی فرض اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ کرنا چاہیئے اس لئے کہ بلوچستان بہت پسماندہ ہے۔ ہم نے یہاں جو قرارداد پیش کی ہے اور اپنے صوبے کے حوالے سے یہ ہمارا فرض تھا کہ صوبے اور وفاق کے درمیان غلط فہمیاں نہ رہے اور بہت سی باتیں clear ہوں جو عام طور پر پبلک کے سامنے نہیں آتیں۔ ہم یہ اپنا فرض سمجھتے تھے کہ ہم اپنے صوبے کی نمائندگی کرکے اپنے حقوق کے لئے آواز اٹھائیں گے۔ جناب چیئرمین' میں یہ جانتا ہوں کہ جو فنڈز ملیں گے بلوچستان کو ان کا حشر کیا ہوگا؟ یہ تو گزشتہ دو سال کے ریکارڈ سے پتہ ہے کہ فنڈز وہاں پر جب جاتے ہیں تو کس طرح وہ خردبرد ہوتے ہیں لیکن اصولی طور پر چونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ صوبے کا حق ہے اور ممکن ہے کہ کل اس سے کوئی بہتر حکومت آ جائے تو اس کو سامنے رکھ کر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم کو ہر حال میں اپنے حقوق کو protect کرنا چاہیئے۔

جناب والا! مجھے یقین ہے کہ ربانی صاحب بھی یہی بات کریں گے اور جس طرح کہ معزز فنانس منسٹر نے یہ assurance دی کہ جو development funds اورجو Federaly projects ہیں اور جو پراجیکٹ announce کئے گئے ہیں ان کے بارے میں کوئی کٹوتی نہیں ہوگی چونکہ ابھی بجٹ نہیں آیا ہے یہ تو collection ہے مختلف ریکارڈ اور مختلف حوالوں سے اور کئی meetings میں ہم نے یہ باتیں سنی ہیں اور پھر بلوچستان گورنمنٹ کی طرف سے جو briefing ہوئی ہے' اس حوالے سے ہم نے یہ اخذ کر لیا ہے کہ شاید گورنمنٹ بلوچستان کی ان مدات میں کٹوتی کرے' لیکن اگر وہ یہ سمجھتے ہیں اور یہ assurance جو انہوں نے floor of the House پر دی میرے خیال میں آغا صاحب سن رہے ہیں کیونکہ وہ Assurance Committee کے چیئرمین ہیں۔ تو اس assurance کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنی اس resolution پر زیادہ insist نہیں کرنا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ صحیح ہے۔

جناب منظور احمد گچکی۔ کیونکہ جب کوئی assurance دیتا ہے اور floor of the House پر۔۔۔جب بجٹ سیشن ہو گا اگر اس کے بعد یہ چیزیں پوری نہیں ہوں گی تو یقیناً۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ درست۔

جناب منظور احمد گچکی۔ ہم پھر اس ہاؤس میں لائیں گے ۔ ہم کہیں گے کہ آپ نے جو commitment اس ہاؤس میں ہمارے ساتھ کی ہے ۔ آپ نے اس کو پورا نہیں کیا اس لئے یہ breech of privilege بھی بن جاتا ہے یہ ایک province کے ساتھ زیادتی بھی بن جاتی ہے morally بھی اس سے زیادہ غلط بات نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اگر ربانی صاحب مزید کوئی چیز add کرتے ہیں ۔تو میرے خیال میں وہ guranted ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ۔ آپ بولیں گے یا حافظ صاحب۔حافظ صاحب ارشاد۔

حافظ حسین احمد۔ شکریہ جی movers بول چکے ہیں میں سمجھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وہ تو بول چکے ہیں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

حافظ حسین احمد۔ میں انہیں کے فائدے کے لئے کہہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ آپ حافظ صاحب کو بولنے دیں۔ جی حافظ صاحب۔

حافظ حسین احمد۔میں گزارش کروں گا کہ بڑی خوشی ہوئی ہے کہ اس وقت وزیر خزانہ بڑے دنوں بعد اس طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ ملک قاسم صاحب کی توجہ کے لئے گزارش کروں گا کہ یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ فوری نوعیت کا ہے بلکہ یہ آج کا مسئلہ کل کسی کی بھی حکومت ہو اس کے لئے ایک مسئلہ ہو گا ۔پھر پنجاب کے لئے بھی یہی بات ہے ۔ میں صرف اتنی سی گزارش گا کہ یہاں پر ملک قاسم صاحب موجود ہیں اور اسے خوش قسمتی کہہ سکتے ہیں اور اس ایوان کے قائد ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا صوبائی خودمختاری کے متعلق کہ ایم آر ڈی کے دوران تحریک بحالی جمہوریت کے دوران ہم نے ایک مسودہ بنایا تھا۔ اور اس میں ملک قاسم صاحب اس کے چیئرمین تھے ۔ اور اس وقت ہماری میٹنگیں ہوا کرتی تھیں ملک صاحب کو یاد ہے یا نہیں ہمیں تو یاد ہے ۔ انہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو ہمیں یاد ہےسب ذرا ذرا۔ تو اس میں یہ یقین

دہانی کرائی تھی کہ انشاء اللہ مستقبل میں جب حکومت بنے گی جمہوریت بحال ہو گی تو اس دور میں انشاء اللہ صوبائی خودمختاری کا کوئی مسئلہ نہیں رہے گا۔ لیکن ہمیں پتہ نہیں تھا کہ یہ سوال ایسے نہیں رہے گا۔ نہ صوبے رہیں گے نہ صوبائی خودمختاری کامسئلہ رہے گا تو میں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارا مقصد یہ نہیں کہ صرف انا کا مسئلہ بنائیں لیکن ملک صاحب یہ یقین دہانی کرائیں اس ایوان میں کہ اس مسئلے پر بھی عملدرآمد ہو گا اور مستقبل میں صوبائی خودمختاری ہونی چاہیئے۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین** - ملک صاحب آپ کے لئے کچھ کہہ رہے ہیں۔

**حافظ حسین احمد** - اس مسودہ کو نکالیں گے اور اس حکومت سے عمل در آمد کرائیں گے۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین**۔ شکریہ جناب آغا صاحب' سید فضل آغا صاحب۔

**سید محمد فضل آغا** - لگتا یوں ہے کہ کچھ concensus بن رہا ہے اس طرف میری گزارش ہے کہ جیسے گچکی صاحب نے فرمایا کہ assurance کی جہاں تک بات ہے وہ بھی مہینوں سے ایک assurance fulfil نہیں ہوئی ہے اور general complaint میری Treasury Benches سے رہی ہے کہ آج تک کوئی assurance fulfil نہیں ہوئی ہے تو میری گزارش ایک تو additional amount کی کٹوتی ہےکہ یہ نہ ہو اور پھر جو projects with facts and figures آج صبح آپ نے statement کے دوران کہے ہیں ان projects کی allocation ہمیں ملنی چاہیئے جو ۳۰۰ ' ساڑھے تین سو ملین کے قریب ہے جو HBP اور PSDP کے ہیں جو اس وقت initiate ہوئے تھے اور وہ linger on بیچ میں پڑے ہوئے ہیں' incomplete projects ہیں' on going ہیں۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین**۔ On going ہیں۔

**سید محمد فضل آغا**۔ On going projects کے لئے initial amount ہے اگر یہ assurance کراتے منسٹر صاحبان ۔

**مخدوم شہاب الدین**۔ آپ تشریف رکھیں دو منٹ' میں عرض کر دیتا ہوں۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین** - جناب مخدوم صاحب۔ ذرا ان کو----- میاں سیف اللہ پراچہ صاحب کافی دیر سے کہنا چاہتے تھے کچھ۔

**مخدوم شہاب الدین۔** سر ایک سیکنڈ میں یہ کہہ لوں۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** جی جناب۔

**مخدوم شہاب الدین۔** جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میں اس سلسلے میں مزید وضاحت کروں گا کہ جو گیس سرچارجز ہیں ان کے بارے میں بلوچستان حکومت اور میرے مہربان دوست مکمل تسلی رکھیں۔ جہاں تک on going projects کا تعلق ہے اس کے بارے میں حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ ایسے projects جن پر 50% کام ہو چکا ہے ان کو ہم مکمل کریں گے اور جن پر 50% کام نہیں ہوا That are being considered case by case۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** بہت اچھا۔

**سید احسان شاہ۔** جناب والا! بلوچستان میں کئی ایسے منصوبے ہیں جن پر کام شروع ہی نہیں ہوا مگر وہ کاغذوں میں موجود ہیں۔ تو ایسے منصوبوں کے بارے میں وزیر صاحب کی کیا رائے ہے؟

Makhdoom Shahab Uddin: We will look into that and will consider these complains.

ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین۔** جناب مندوخیل صاحب! آپ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ پہلے پراچہ صاحب کو باری دے دیتے ہیں۔ پراچہ صاحب! آپ ارشاد فرمائیں۔ میرا خیال ہے کہ جہانگیر بدر صاحب بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جی! میاں سیف اللہ پراچہ صاحب۔

**جناب سیف اللہ خان پراچہ۔** میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس سیشن کے دوران بلوچستان کے سینٹروں اور دیگر سینیٹرز ساتھیوں نے بڑی تفصیل سے اپنے problems بیان کئے ہیں۔ ہم نے وزیر خزانہ کو بھی سنا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ جب وزیر خزانہ نے اتنی clear cut assurance دی ہے تو ہمیں انہیں ضرور موقع دینا چاہیئے۔

جناب والا! ابھی بجٹ آنے والا ہے اس میں سب کچھ سامنے آ جائے گا کہ وہ کیا کچھ دے رہے ہیں۔ ہمیں ان پر اعتماد کرنا چاہیئے کیونکہ ان کے اعتماد کے بغیر ہمیں کچھ بھی

نہیں ملے گا ۔ ہمیں ان پر اعتماد کرنا ہے تو ان حالات میں ، میں اپنے ساتھیوں سے اور خاص طور پر ان ساتھیوں سے جن کا تعلق بلوچستان سے ہے، کہوں گا کہ وہ اس ریزولیوشن کو مزید پریس نہ کریں ۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین ۔** صحیح ہے۔

**میاں سیف اللہ خان پراچہ ۔** اور اس کو in toto قبول کر لیں ۔

اس کے علاوہ ایک دو پوائنٹ جو میں مزید عرض کروں گا ، وہ یہ ہیں کہ ہم ان باتوں کے ساتھ ساتھ اپنی صوبائی حکومت کو یہ مشورہ دیں کہ مزید non development expenditures کو cap کریں ۔ اس وقت جو non development اخراجات بڑھ رہے ہیں ، اسے کم کریں۔ یہ مسئلہ سال بہ سال بڑھتا چلا جائے گا ، اسے cap کریں ۔

دوسری بات یہ ہے کہ حکومت چلانے کے جو صوبائی rules of business ہیں ، ان rules of business کو بحال کیا جائے تاکہ corruption کو break لگے ۔ یہ دو چیزوں میں عرض کرتا ہوں ۔ امید ہے کہ میرے یہ تجاویز قبول کی جائیں گی ۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین ۔** شکریہ ۔ میاں صاحب ۔ جناب مندوخیل صاحب

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل ۔** میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ gas surcharges, on going projects اور اس کے بارے میں package پر بحث کے لئے 31 معزز اراکین نے سینٹ کے اجلاس کے لئے requisition کی تھی ۔ میں اپنی بات عرض کرنے سے پہلے ان سب اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بلا امتیاز اس بات کے کہ ان کا تعلق کس صوبہ سے ہے ، ہمارے صوبے کی مشکلات کو محسوس کیا اور ہمارا ساتھ دیا۔ اس کے علاوہ ہاؤس کے تمام اراکین نے، خواہ ان کا تعلق گورنمنٹ پارٹی سے تھا یا اپوزیشن پارٹیوں سے تھا، انہوں نے ہمارے مسائل بڑے غور سے سنے اور ہمدردی کا اظہار کیا۔

اس کے علاوہ وزیر خزانہ صاحب نے gas development surcharges کے بارے میں ہمارے صوبے کو اطمینان دلایا ہے کہ آپ اطمینان رکھیں کہ یہ آپ کو ملیں گے ۔ اس کے ساتھ on going projects کے package کے بارے میں ، میں عرض کرتا ہوں کہ اس کے بارے میں ان کے الفاظ clear نہیں ہیں ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہم package میں بالکل محروم ہیں ۔

بلکہ ہمیں کسی بھی مد میں نہیں رکھا گیا۔ اس لئے میں اس We are not treated equally -
بارے میں وزیر خزانہ صاحب سے عرض کروں کہ وہ اس بارے میں ارشاد فرمائیں۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین** ۔ ملک قاسم صاحب۔

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل** ۔ جناب والا! ہم لیڈر آف دی ہاؤس سے خصوصی طور پر توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ خصوصی تعاون کریں گے۔ ملک صاحب M.R.D کی تحریک میں ہمارے ساتھ تھے اور اس وقت جو صوبائی خودمختاری کے بارے میں کمیٹی بنائی گئی تھی، اس کا نام "ملک قاسم کمیٹی" تھا۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین** ۔ very good ۔ آج کا اجلاس بھی ان کے نام لکھ دیں۔

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل** ۔ مجھے امید ہے کہ وہ ہماری مدد کریں گے اور پیپلز پارٹی والے بھی اس کمیٹی کے ممبر تھے۔

(مداخلت)

**جناب عبدالرحیم خان مندوخیل** ؛ اگر ہم میں ایسے مسلمہ اصول ہوتے ہیں ان سے ہر روز آپ ہم لوگوں کو ہمارے غریب صوبے کو یا غریب صوبوں کو فیڈرل گورنمنٹ ہر روز انہیں تنگ نہ کرے کہ وہ پھر مجبور ہو کے یہاں آئے۔ اسلئے اگر اس پہ عمل نہیں ہوا، ہمارے پاس پارلیمنٹ انشاء اللہ پھر بھی ہے۔ ہم پھر requisition کریں گے اور پھر اپنا حق مانگیں گے۔ مہربانی۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین**؛ جناب ملک قاسم صاحب۔

**Malik Muhammad Qasim**: Thank you for giving me time. My name has been referred. I do not have got up, the assurances have been given by the Minister.

**Mr. Deputy Chairman**: But you being the Leader of the House, it is obligatory on you again.

**Malik Muhammad Qasim**: I am grateful sir, first to the members on

both sides of the House. I have been hearing their speeches. There were very patriotic speeches and it has been rightly said . rather stressed also that the strength of Balochistan is the strength of Pakistan, without Balochistan, without Sindh, without the Punjab, without the Pakhtoonkhawa, witholut the NWFP, unless all are strong, Pakistan can not be strong. All the federating units have to be strong. Even Islamabad has to be strong and I totally agree sir, whatever has been said that there was a Committee, an autonomy Committee where we had made efforts. There was one party which did not agree but most of us agreed on the recommendation which were found by that Committee. And I assure all the members in particular those who were together with me in the MRD and particularly Abdur Rahim Mandokhel that whenever they will work for the betterment of the country, for the autonomy of the provinces so that the contry should be strong. I shall stand with them and as far as the...... *(interruption)*

Sheikh Rafique Ahmed: We all will stand with them.

Malik Muhammad Qasim: We all will stand with them. I was just assuring on my own part, we all would stand, just now the Secretary General of the Peoples Party also got up and said that we all will stand and even those who were not in the MRD and who were on the other side but they happened to be with us , *INSHALLAH* they will also stand with you on those score. Sir, as far as the packages are concerned, to which Khan Sahib has been referring again and again, I assure him that I will take up the matter with the Government so that if packages can be for the other provinces why not for Balochistan and we will try that it should be also, this matter should be taken into consideration, as far as Balochistan is concerned. And I am grateful sir, that we all have agreed, we all have talked , and

we all have talked very constructively and *INSHALLAH* all those assurances which have been given by the Finance Minister would be fulfilled and there should be no harm because harm to Balochistan is harm to Pakistan.

**Mr. Deputy Chairman**: Thank you. Malik Sahib. Sardar Basheer Tareen Sahib.

**جناب بشیر احمد خان ترین:** جس طرح ملک صاحب نے یا ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے کہا ہے تو بجٹ کے بعد معلوم ہو گا کہ وہ بلوچستان کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ بجٹ سے پہلے کا مسئلہ ہے۔ جو ہمیں یقین دہانی کرائی گئی وہ بجلی کا مسئلہ ہے' اس وقت حقیقت میں ہمارے پاس ٹیلیگرام آتے ہیں۔ لوگ آتے ہیں۔ وہاں پر لوڈشیڈنگ بہت زیادہ ہو رہی ہے اور لوگوں کی قسمیں تباہ ہو رہی ہیں تو بجٹ سے پہلے اگر وہاں کی loadshedding کم کی جانے تو میرے خیال میں بہتر ہو گا۔

**جناب ڈپٹی چیئرمین:** جی جناب آغا صاحب۔

**Syed Muhammad Fazal Agha**: After hearing to the assurances given by the honourable Finance Minister, Law Minister and the honourable Leader of the House, I am not going to press this motion but if the assurances are not fulfilled as it has been happening in the past then of course, we still reserve our rights.

*(interruption)*

**Mr. Deputy Chairman**: You have spoken and everybody has spoken on this and we would, *Inshallah*, stand by this.

**جناب منظور احمد گچکی۔** جناب والا چونکہ ہم محرک ہیں ۔ منسٹر کی assurance کے بعد میں کم از کم اس کو پریس نہیں کرتا۔

**Mr. Deputy Chairman**: So, after the assurances given by the

honourable Ministers concerned and the honourable Leader of the House.

میں سمجھتا ہوں کہ پریس نہیں کریں گے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ ------

(آوازیں--- ہاؤس سے اجازت لیں)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ نہیں اجازت ہے وہ تو ہوگئی ناں۔

So, everybody is in favour of this resolution. That is all.

ہوگیا جی۔ ہوگیا جی۔ میں نے کہہ دیا ہے۔

The resolution has not been pressed. After the assurances given by the concerned Ministers, it is not being pressed by this side.

*(interruption)*

Mr. Deputy Chairman: The entire House has not pressed this motion now. Thank you.

I once again thank everybody who is present here or is not present here, the honourable members.

اپنی طرف سے میں شکریہ ادا کروں گا۔ میں اب prorogation کے آرڈر پڑھنا چاہوں گا۔

In exercise of powers conferred by Clause 3 ......

حافظ حسین احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب گزارش یہ ہے کہ ہم نے جو اجلاس بلایا تھا تو ایجنڈے پر دو نکات تھے۔ اور آپ سے بھی یہ بات ہوئی تھی کہ حج کے مسئلے پر جو صورتحال ہے اس پر آپ بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ وہ میں نے بات کی ہے جی۔ اس میں آپ کی ایڈجرنمنٹ موشن آئی تھی۔ چونکہ ایک موشن زیر بحث آئی۔ اور وہ ایڈمٹ ہو چکی تھی۔ لہذا قواعد کے تحت دوسری نہیں آسکتی۔

حافظ حسین احمد۔ نہیں جی میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس مسئلے پر جب ایجنڈے پر ریکوزیشن کی تھی اس میں دو نکات تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔آئے گا جی ۔ اس کے بعد آئے گا انشاء اللہ ۔

If it is moved properly.

In exercise of powers conferred by Clause 3 of Article 54 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate on the conclusion of its sitting on 6th June, 1995.

Sd/-

( WASIM SAJJAD)

Chairman Senate

---

*(The House then prorogued)*

---

**PCPPI—4527((7)Senate—13-10-97—180.**